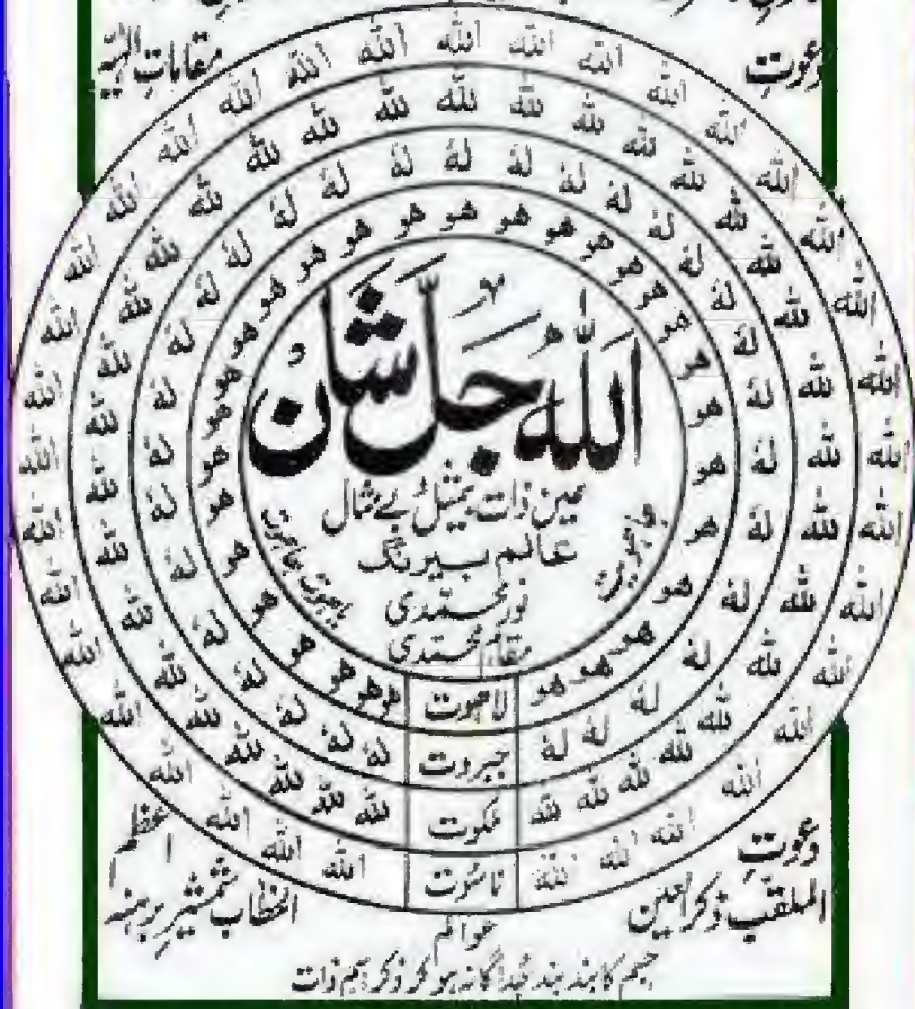


بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عطار و رومی ہزاروں ہزار غزالی ہو : کچھ ہاتھ نہیں آتا ہے آہ سحرگاہ

ہے آب و رنگ و خال و خط جو حاجت رُوئے زسار

المعروف حاضرات اہم اللہ ذات علم ہم البدل ذکر سلطان قرنی  
قانون حاضرات القاب تجلیات برہنہ قانون تصوف  
عزت



ڈاکٹر نور محمد نور سرسری قادری جلالپوری

# ہدیہ کتاب

اول گیارہ بار درود شریف۔ ایک بار الحمد شریف  
۔ تین بار سورۃ اخلاص۔ آخر گیارہ بار درود شریف

## برائے ایصال ثواب

مصنف تصنیف ہذا

ڈاکٹر نور محمد نور (سروری قادری، جلالپوری)

(دعا کا طالب) ریاض مسعود

riazmasud2k@gmail.com

netdokan@gmail.com

Cell# 03334215416

فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا ۲ نہ ہونگاہ میں شونی تو دہری کیا ہے :

# علم العین حاصل نہیں تو آپ کلید حاضرات اسم اللہ ذات کو بھی نہیں پاسکتے

اے لاکھ کے وارث باقی نہیں ہے تجھ میں یا گفتار و ہر اند کو دامت برکاتہ  
تیری نگاہ سے دل سینوں میں کاپٹے تھے یا کھرا گیا ہے تیرا جذب قلندرانہ  
نام تصنیف "اللہ جل شانہ" نام مصنف ڈاکٹر نور محمد سرسرنی جلاپوری۔  
تاریخ اشاعت  
تعداد

طابع و ناشر  
کتابت القادریہ قادیانہ جلاپوری

قیمت فی جلد - ۲ روپے  
اس کتاب کے مجدد حقوق بحق کل پاکستان و ساری دنیا آزاد ہیں مطلقاً  
انتباہ ! کل پاکستان و ساری دنیا کیلئے یہ انتباہ بھی ہے کہ اس کتاب  
کے لفظ لفظ کل معنائیں بہ ترتیب اہم تصوف و علم العین کے  
قوانین کے مجدد حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں تا اسم کل پاکستان و ساری دنیا کو اس  
تصنیف لطیف کی طباعت و نشر و اشاعت کی نام اجازت ہے لیکن اسی کے  
نہی معنون کو اول بدل کرنے اس میں کوئی تحریف و تزییف کرنے کوئی کمی بیشی  
کوئی اضافہ یا کسیت یا تحریک کے لب لباب کو تبدیل کرنے یا قانون تصوف میں یا قانون  
علم العین میں کوئی تحریف و تصریف کرنے کا سرگز سرگز کسی کو حق حاصل نہیں مگر کوئی  
ان حقوق کی خلاف ورزی کریگا تو مصنف یا وصیت کیطابق مسودات تصنیف ہذا  
کے مالک اولاد و در اولاد یا وہ ساتوں کشماف ادا انکی اولاد جن کا ذکر تصنیف کے  
صفحہ آخر میں مندرج ہے خلاف ورزی کرنیوالے کے خلاف عدالتی چاہ جونی یا کتاب

برتر از اندیشہ مسود دنیاں ہے زندگی ۲ ہے کبھی جاں اور کبھی تسلیم جاں ہے زندگی

## ۱۔ ذات باری تعالیٰ میں کسی کو کوئی دخل نہیں !

اقتدار شدہ کو مستوحہ ضبط کروا سکتے ہیں اور نہ ہی تصنیف کا نام تبدیل کیے کے تصنیف پر اپنا نام بطور تصنیف لکھ سکتا ہے۔ ورنہ لائق عبادہ چوٹی ہوگی۔  
**انتباہ :** روایت کے مطابق مسودات کے مالک یا ان کی اولاد کو کوئی اور بھی موجود تصنیف میں کوئی تبدیلی لکھیں یا رد و بدل نہیں کر

مسودات قلمی کے لکان میں ان تینوں تصانیف میں کوئی تحریف و تحریف نہیں کر سکتے اور نہ ہی ان کے پیمانہ گان ایسا کر سکتے ہیں

تصنیف ہذا میں کوئی بات شریعت محمدیؐ کی تصنیف نہ ہو  
**معذرت :** حدیث کو دین لگوئی زکوٰۃ شریعت محمدیؐ کا تعلق سے پہلے ہندو  
 اس پر بندہ بشر ہے میں ملایا تھا مرنی و باطنی کو تصانیف سے بھی زیادہ قدر دان ہوں

**انتباہ :** کل پاکستان و سرحدی ایما میں اگر کوئی شخص یا ادارہ اس تصنیف کو نشر اشاعت و من  
 ورا ہے تو تصنیف تصنیف ڈاکٹر نور محمد سرحدی یا سید احمد سرحدی اور ان کی  
 اولاد و اولاد و اولاد بغیر نقل سے اس کی جماعت کی اجازت پر بغیر اس کے بلا معاوضہ ملے گی لیکن  
 جماعت کھنگانہ کو ایک اجازت نامے کا فارم پر کروا ہوگا۔ اجازت نامے بغیر درج ذیل پیکے بغیر اس  
 تصنیف کی جماعت نشر اشاعت قطعاً ممنوع اور غیر قانونی ہے۔

تصنیف تصنیف ڈاکٹر نور محمد سرحدی

تو اسے پیمانہ امروزہ کے لئے نہ آپ ۴۰ جادواں پیہم و دل ہر دم جواں ہے زندگی:

تجھے حضراتِ اسم اللہ کو جاننا نہایت ضروری ہے،

## ”پیش لفظ“

قاریین کرام! آپ پر اللہ تعالیٰ کی سزادوں لاکھوں برکتیں بھریں محمد صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ و صحابہ و اہل بیتہ علیہم السلام نازل ہوں۔ اس بندہ حقیر نے قبل ازین تصنیف لطیف بنام سیف الرحمن آپ کی خدمت میں پیش کی ہے۔ دیکھئے جن لوگوں نے برسہا برس عالمِ انفس و باطنی جہان میں گزارے ہوں انکو یہ حاجت نہیں ہو کر تھی کہ وہ کتابوں سے مضمون اخذ کرتے پھر میں۔ سو اس بندہ نے تقریباً ۴۰ : ۵۰ برس میں ہادی میں گزارے، آپ کو معلوم ہے مگر خوردہ طیب کے ماتحت میں بہت مشغول ہونے کا بھی ایک سبب ہوتا ہے۔ بس یہی حال ابنِ تصانیف کا سمجھئے۔ انہیں یونہی نہیں لکھ دیا گیا۔ پہلے برس ہا برس تحصیلِ علوم باطنی علی طور پر حاصل کی، پھر انہیں چاہیچا۔ پھر انہیں کسوٹی پر پرکھا۔ پھر انہیں علی طور پر پرکھا۔ پھر جہازاں ان کو آپ کی خدمت میں پیش کیا، وہ بھی چلتے چلتے۔ ہماری زندگی کے ۴۰ روز تھے ہم کٹ چکے ہیں۔ اور ہم دن صرف باقی رہ گئے ہیں۔ تجھے تو فنی ہے تو کچھ سمجھو گے۔ کچھ جان لے۔ تو اگر قدر کرتا ہے تو ہم نے علمِ تصوف کے ایک دو تین نہایت ضروری جزا کو ایک قانون کی شکل دیدی ہے۔ عین فطرتِ انسانی کے مطابق اللہ کے فطرتی عطا کردہ حواس و قوی کے مطابق۔ پس آپ اس دیوارِ تصوف میں کوئی دروازہ کوئی در کوئی شکاف نہ پائیں گے۔ آپ اگر پائیں گے جو ایست جہاں فتنہ رد و غلبی

اپنی دنیا آپ پیدا کر اگر زندوں میں ہے ۵ ستر آدم جے ضمیر کن نکال سے زندگی !

## مشاہدات کچھ صفاتی صورت میں اور کچھ مثالی صورت میں

پیش آتے ہیں !

ہے کہ نکال کر کسی اور جگہ فٹ کر دیں تو ایسا سرگز ہرگز نہ ہو سکے گا۔ اور جو راہ متعین کر دی گئی ہے فطرتی جو اس دتوی کے مطابق آپ کو ضرور ضرور اسی راہ سے گزرنا ہو گا۔ اسکے سوا اس کے علاوہ اور دنیا میں کوئی راہ ہے ہی نہیں پس تو سوچنا چھوڑ۔ تیار ہو جا۔ تیری منزل تیری منتظر ہے اور تو انشا اللہ ضرور کامیاب ہو جائیگا۔

نقطہ والسلام

احقر ڈاکٹر نور محمد سروردی

۱۳/۲/۱۹۸۲

## انتباہ بھی وصیت برائے تصانیف، خوشخبری بھی

صلائے عام بھی !

**انتباہ :** یہ انتباہ ہر اس شخص کیلئے، ہر اس ادارے کیلئے، ہر اس ناشر کیلئے ہے جو میرے بعد قیامت تک اس تعینیف لطیف کو بھائے طبع کہے، نشر کرے، پڑھ کر کوئی شخص، کوئی ادارہ، کوئی ناشر اس تعینیف کو کوئی کا ذریعہ نہ بنائے۔ اسے چھپا کر ادل تو وہ کوئی مانع ہی نہ ہے۔ ماسوا۔ اصل لاگت کے (۱۱) یا اصل لاگت سے آئندہ طباعت کیلئے ہنگامی یا آئندہ طباعت کے

زندگانی کی حقیقت کو کن کے دل سے پوچھ ۶ جوئے شیر دیشہ دسنگ گراں ہے زندگی!

## تو حضرات اسم اللہ ذات سے واقف ہوگا تو ہر صفاتی مشاہدہ کی تعبیر بھی کر سکے گا۔

زمانہ اخراجات کو مد نظر رکھتے ہوئے صرف چند روپے ایسے کہ ۵ روپے سے زائد نہ ہوں، زیادہ لے سکتا ہے۔ وہ بھی صرف اتنے زمانہ ہوں جو آئندہ طاعت کے لئے کافی ہوں۔ نہ کہ منافع کمانے کیلئے۔ بہر حال آپ مذکورہ بالا سب لوگوں اور اداروں کو یہ بات دھیان میں رکھنی چاہیے کہ اس سے دنیا نہ کمانا، چونکہ اس تصنیف کی غرض دنیایت لوگوں کی فی سبیل اللہ خدمت کرنا ہے نہ کہ منافع خوری اگر کوئی شخص اس کے خلاف کرے گا تو وہ قیامت کے روز خود اس کا جواب دہ ہوگا۔ خوب خوب جان بوجھ صرف اکیلی جان تھے اور تمہیں دنیا میں پھینک دیا گیا۔ پھر قہر ہی مرنی کے بغیر تمہیں اس دنیا سے اکیلے اٹھایا جائیگا، اس لئے تیاری جاتے کی کرنی چاہئے نہ کہ یہاں رہنے کی۔

**وہیت** میرے تمام قلمی نسخے روحانی، تمام نوادرات میری تمام محفوظ اشیاء، میری قبر کے محافظ، میری قبر کے منتظم میرے مزار کے نگہبان اور میری قبر کے احاطہ کمرہ یا درخت کے جوار میں ہوں گے۔ ان داروں کے نام یہ ہیں جناب محترمی سلطان احمد صاحب قادری رحمہ فرم دین کلاتھو مرحمت رحال اور انکی اولاد جناب ریاض احمد صاحب و جناب عابد حسین عابد صاحبان ولد محترم سلطان احمد صاحب جو کہ جلالپور بھٹیوں مانوں تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ پاکستان کے ساکن ہیں۔ نیز مذکورہ بالا منشی سلطان احمد صاحب و پسران ریاض احمد و عابد حسین عابد تا قیامت اولاد در اولاد، نسل بعد نسل مندرجہ بالا تمام اشیاء

تقریب ہستی سے تو ابھر رہے مانند حجاب ۷ اس زیاں خانے میں تیرا امتحان ہے زندگی

## کوئی شخص کوئی ادارہ کوئی ناشر کوئی کتب خانہ اس تصنیف کو دنیا کمانے کا ذریعہ بنائے

(ما سوا جائیداد مکانی و دکانی و زرینی کے اس ضمن میں میری الگ وصیت ہوگی۔)  
مسودات قلمی تصنیف ہذا و تمام کے تمام نوادرات کے بلا شرکت غیر سے وارث  
ہونگے بلکہ تاقیامت طباعت کتب سیف الرحمن، اللہ جل شانہ و حق سبحان  
و دیگر کتب جو آئندہ میں تصنیف کر سکوں اور تمام خطوط، ملفوظات کے نسلا بعد  
نسلا وارث ہوں گے۔ اسی طرح طباعت انشراحیت کے حقیقی حقدار ہوں گے۔  
کوئی بھی شخص مذکورہ بالا قلمی مسودات کتب مذکورہ بالا جو کہ میرے  
نوٹ: ہاتھ سے میری قلم سے لکھے ہوئے ہیں۔ ان سے طلب نہ فرمائے۔

(۲) میرے تمام حقیقی برادران بن کے نام نامی اسما و گرامی یہ ہیں۔ جناب چوہدری  
فتح محمد صاحب اور ان کی اولاد جناب اشتیاق احمد صاحب طارق (موجودہ نام  
آفتاب احمد طارق) اور ان کی اولاد نسلا بعد نسلا (ان جناب عارف المعارف  
حضرت حیات محمد قدس سرہ صاحب مقام فقر فنا فی اللہ بقا باللہ جن کے میں  
پاؤں کی خاک ہوں۔ جنکے میں غلاموں کا بھی غلام ہوں) اور ان کے صاحبزادگان  
جناب حضرت صاحبزادہ محمد جمیل اختر صاحب سجادہ نشین، جانشین خلافت و  
جناب پروفیسر محمد بشیر احمد صاحب و جناب محمد شہیر احمد صاحب منجر صیب بنگ  
و جناب خالد محمود اور ان کی اولاد نسلا بعد نسلا (ان جناب چوہدری حاجی نیاز محمد  
صاحب ریلوے ڈرائیور اور محمد اقبال واسحاق احمد اور ان کی اولاد نسلا بعد نسلا  
(۱۷) جناب چوہدری شیر محمد و طالب حسین صاحبان اور ان کی اولاد نسلا بعد نسلا۔



باقہشت سے مجھے حکم معذریا تھا کیوں ؟ کارِ زمان دروازے ناب سرا انتظا رکھو !

کلید علمِ ایں کے بغیر حضراتِ اسمِ اللہ کا علم بھی

رواں نہیں ہوتا !

آپ کا نگہبان ہو وہی ہر چیز کا مالک و خالق ہے ۔

سپہِ دم تو مایہ خویش را

یا اللہ !

تو دانی حساب کم و بیش را

مصنف تصنیف نہ اور نگہ سیفِ ارجمان و حق سبحان !

احقر : ڈاکٹر نور محمد سرسری قادری

ملاپور بھٹیاں خاص تکفیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ

پاکستان ۱۹۸۳/۴/۱۵

۵ قصور دار غریب الدیار ہوں لیکن !

ترا خرابہ فرشتے نہ کر سکے آباد !

اثر کرے نہ کرے سن تو لے مری فہیاد

نہیں ہے داد کا طالب یہ بندہ آزاد !

کوئے نہ کر کے سن تو لے مری فریاد ۱۰ نہیں ہے داد کا طالب یہ بندہ آزاد!

# فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	س۔ درق، اللہ جل شانہ	۱	۱۳	دیباچہ دوم، مخبر، مانیکر دیو، ریوت	۲۵
۲	نام کتاب، مصنف، ناشر، تاریخ و غیرہ	۲	۱۴	دیباچہ سوم، پروفیسر محمد بشیر لاہور	۲۶
۳	پیش لفظ	۳	۱۵	آغاز تصنیف	۲۹
۴	انتباہ وصیت، خوشخبری، صلئے عامہ	۵	۱۶	علم، عین معرفت، لقب تجلیات	۲۹
۵	کوئی ادارہ، ناشر، کتاب، شخص، تمام	۷		پرہیز، عذاب، شمشیر، برہنہ	
	دنیا اس تصنیف کو کافی کا ذریعہ نہ بنے		۱۷	قراچی عالم ناسوت کے فرشتے پر کھڑا	۳۰
۶	کل پاکستان و ساری دنیا اس	۸	۱۸	پہلے عمل، پھر پرکھ، کسوٹی، پھر تصنیف	۳۱
	تصنیف کو نشر کر سکتی ہے		۱۹	عمر گزری ہے اسی دشت کی مہمانی میں	۳۱
۷	فہرست مضامین	۱۰	۲۰	انتقاد، مذکور، سفر، شروع، کردار	۳۲
۸	تعارف، انجمن، حبیب، بنک، گجر، انوار	۱۸	۲۱	وجہ تصنیف، لطیف	۳۳
۹	ڈاکٹر صاحب سرودی سے چند ملائیں	۱۹	۲۲	اس تصنیف لطیف کے فوائد	۳۵
	(فیصل آباد)		۲۳	باطنی آسمان کی جلوہ گری و حاضر	۳۶
۱۰	ڈاکٹر صاحب سومون سے چند ملائیں	۲۱		اسم اللہ ذات کے اسرار	
	(لاہور)		۲۴	علم، نعم، بدل، اقسام، تجلیات، باطنی	۳۶
۱۱	اسرار، بخودی، خالد محمود، بشیر احمد	۲۲		پرہیز	
	پروفیسر لاہور، دو بی		۲۵	باطنی چٹنے، حاضر، آگاہ، ناظر، نگاہ	۳۶
۱۲	دیباچہ اول، سلطان احمد	۲۳	۲۶	حج قبول، نام قبول، عقیدہ کی اصل سبب	۳۷

نمبر شمار	مضمون	نمبر شمار	مضمون
۲۷	قاز قبولی و نام قبولی کا فوری پتہ	۳۷	پیدا کرتے ہیں
۲۸	بالکل کھلی آنکھوں سے اسم اللہ دیکھنا	۳۸	تعریف زاویہ نگاہ بلا واسطہ
۲۹	بالکل کھلی آنکھوں سے تجلیات اسم اللہ کا ظہور	۳۹	۹۰ درجہ کا زاویہ نگاہ عالم ناموس سے
۳۰	کیا آپ اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا چاہتے ہیں	۴۰	عالم ملکوت تک
۳۱	انتسابہ	۴۱	طریقہ تصور اسم بذریعہ نگاہ بلا واسطہ
۳۲	میرے پاس کوئی صاحب تشریف نہ لائے	۴۲	باطنی پردہ از جاری ہونے کا راز
۳۳	پیش لفظ متعلق اسم اللہ ذات	۴۳	پہلے روز تجلی آپ کی زندگی کا پہلا فرشتہ
۳۴	ایک اسرائیلی بھیسہ	۴۴	نقش زاویہ نگاہ ۹۰، ۹۰، ۹۰، ۹۰
۳۵	علم اعین کا خاص الخاص نکتہ	۴۵	علم اعین باز زاویہ نگاہ تمام انوار تمام
۳۶	غلام علم اعین زاویہ نگاہ و استغراق	۴۶	لطائف تمام عوالم کی واحد کلید
۳۷	حواس خمسہ کی کلیدات	۴۷	ادرجی ہے
۳۸	قانون تعوذ کیلئے پینے کا پانی	۴۸	ماحصل علم اعین باز زاویہ نگاہ بلا واسطہ
۳۹	سیف ارمین کا مطالعہ فرمایا لیجئے	۴۹	قلب ملائکہ جہرا اللہ اللہ پکارتا ہے
۴۰	نقش و علم اعین بلا واسطہ	۵۰	باطنی پردہ از کیلئے زاویہ نگاہ مرکزی
۴۱	۹۰ درجہ کا زاویہ نگاہ مرکزی حیثیت رکھتا ہے	۵۱	حیثیت رکھتا ہے
۴۲	مختلف زاویہ نگاہ مختلف کیفیات	۵۲	علم اعین کا مرکزی نکتہ زاویہ نگاہ ہے
		۵۳	آپ کی باطنی آنکھ کیسے کھلے گی
		۵۴	آپ کے لطائف قلب روح کیسے کھلیں گے
		۵۵	۹۰ درجہ کے زاویہ نگاہ میں لامکان
		۵۶	تکسیر پہنچنے کی اہمیت ہے

میں ہوں خدا تو تیرے ساتھ میرے گہر کی بڑی ۱۷ میں ہوں خدایا تو مجھے گہر شاہوار کر !

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۵۳	اس وقت آپ کو نوری کلمات سے مرقوم	۵۶	۱	میں فرق	
	باطنی جسے عطا ہو جائیں گے جو سما ہوا		۴۲	بالواسطہ زاویہ پانچ عدد میں تبدیل	۴۰
	سے مرقوم ہونگے			کرنا پڑتا ہے	
۵۵	قرآن پاک از خود تیرے قلب پر جاری	۵۷	۴۳	بالواسطہ زاویہ صرف ۲ عدد ہیں	۴۱
	ہو جائیگا			منقسم ہوتا ہے	
۵۶	اس مقام پر قرآن کے حروف بھی مبتنی	۵۷	۴۵	تو میری توجہات و فیض کو کیوں	۴۱
	ہو جائیں گے			سنبھال کر نہ رکھ سکا	
۵۷	۳۰ جس کے زاویہ میں یا ہوت دھار ہوت	۵۷	۴۶	تصور و استغراق کی امتیازی خصوصیت	۴۲
	لحک پینچنے کی اہلیت ہے		۴۷	تصور اور استغراق میں کیا کیا فرق	۴۳
۵۸	۵۰ درجہ زاویہ نگاہ میں جاہریت فانی	۵۷	۴۸	تصور سراسر ہوش استغراق سراسر	۴۳
	اللہ بقاء اللہ تک کی طبیعت موجود ہے			محویت بخود ہی ہے تو استغراق	
۵۹	مذکورہ بالا موضوع پر آخری ہدایات	۵۸		کے بغیر تصور سے کام نہ لے سکیگا	
	یقیناً نابینا مجاہدوں قبروں کی مٹی		۴۹	تصور کو استغراق کی چاشنی دیگا	۴۳
	پہنچ کھانے والوں جندیلوں خالی مریدا			تب اہم متبہل ہوگا	
	و خالی پیروں کیلئے ہے		۷۰	کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ نے تصور	۴۵
۶۰	۱۰۰ ٹھائی میں مدرسہ خاتما سے غناک	۵۹		خیالی اور تصور غیبی کے درمیان	
	نہ زندگی و رحمت از معرفت نہ نگاہ			کتنے مراحل چھوڑ کر کتنی بڑی غلطی کی	
۶۱	کابل پیر حوروشن پردہ نشین ہیں وہ	۵۹	۷۱	علم حضرات اسم اللہ ذات	۴۶
	تجھے کیونکو ملیں گے		۷۲	ذات وحدہ لا شریک ہے	۴۸
۶۲	زاویہ بالواسطہ و زاویہ بظاہر	۶۰	۷۳	قول بایزید بطنانی	۴۹

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۷۳	یا اللہ تو خود اپنی آنکھ سے اپنا	۷۹	۸۵	ایک سچی واقعہ حاضرات	۸۱
	نظارہ کر۔		۸۶	دعوت اعظم حاضرات اسم ان	۸۲
۷۵	وہ ذات وراہ اور اتم وراہ اور ہے	۷۰	۸۷	کوئی شخص اس دعوت کو باہر	۸۲
۷۶	مقام انا سے مراد میں ذات نہیں	۷۰		مطلب کیلئے نہ پڑھے	
	بلکہ ذات کے اسم کے انوکھا اندکاس		۸۸	طریقہ دعوت اسم اللہ ذات	۸۳
	ہے۔		۸۹	نقش دعوت اسم اللہ ذات	۸۳
۷۷	بطور اندکاس انوکھے آپ ذات	۷۱	۹۰	ایک اپنا ایک کا شہدہ در ان تحریر	۸۴
	میں گم ہو سکتے ہیں۔ لیکن خود میں		۹۱	مختلف تجلیات مثالی صورتیں	۸۵
	ذات یعنی خدا نہیں بن سکتے۔		۹۲	آپ اپنے گھر ہی میں دعوت پڑھ	۸۵
۷۸	لطیف نفس سے لیکر لطیفہ آخری تک	۷۱		سکتے ہیں۔	
	سب کچھ انسان کے اندر مندرج ہے		۹۳	دعوت کی نیت در عالیہ کیجئے	۸۶
	ہماری آنکھیں اسکو نہیں پاسکتیں۔		۹۴	ایک ضروری کلمہ متعلقہ دعوت	۸۷
۷۹	باطنی حوالہ کے خواص و تشریح	۷۳	۹۵	نظر کے مرکب کرنا کا طریقہ کار	۸۸
۸۰	مظاہر حاضرات اسم اللہ ذات	۷۳	۹۶	خاہری کھن آنکھوں سے نظر کے	۸۸
۸۱	کوہ طور تجلی۔ آگ درخت پر نور آ	۷۶		ارکھار کا طریقہ	
۸۲	آپ کو اپنے بیدار شدہ لطیفہ کے مطابق	۷۸	۹۷	دعوت پڑھنے کے بعد استغراق	۸۸
	نظر آئیگا۔ ہر لطیفہ عقل کی چابی			لازمی امر ہے۔	
	انگ انگ ہے۔		۹۸	فوائد دعوت اسم اللہ کار در امر علم	۸۹
۸۳	تعریف لفظ حاضرات	۷۹	۹۹	چند جہایات متعلقہ دعوت اسم اللہ	۹۲
۸۴	حاضرات اسم اللہ کی مختلف صورتیں	۸۰		ذات۔ جلدی کیلئے استہباب۔	

یہ مشت خاک یہ حرم مرید دوست فلاح ۱۴ کرم ہے یا کہ ستم تیری لذت ایجاد ۱

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۰۰	۲۴ ہم انور آپ کو دعوت و تصوف میں	۹۳	۱۱۳	کو حضرت غوث پاک کے سپرد کر دیا	
	فیل یا پاس کر سکتے ہیں۔		۱۱۵	باطن میں ایک گلاس شربت آیا	۱۰۵
۱۰۱	ہر مقام تیری استعداد کی عطا ہی ہی	۹۴		تو بندہ نے ظاہری ہاتھوں سے پکڑا۔	
	نظر آئے گا۔		۱۱۴	وایسی یاد ہم دایسے ہیں۔	۱۰۶
۱۰۲	ایک انارنی لکھی نشین نے دعوت	۹۵	۱۱۵	کامل ہستیاں آپ کو سر بازار نہیں ملے گی	۱۰۷
	کیسے پڑھی۔		۱۱۶	حضرت عیسیٰ ختر کی بیعت کا حال	۱۰۷
۱۰۳	قبر پر ٹھکریں ہار مار کر قبر میں سوراخ	۹۶	۱۱۷	براہ راست حضور حضرت غوث پاک	۱۰۸
	کو دیا۔			کی مجلس میں ہوا۔	
۱۰۴	حج بیت اللہ شریف۔	۹۷	۱۱۸	لطائف رنگ انوار عوالم کے ضمن	۱۱۰
۱۰۵	از کوچی تاجہ بذریعہ سوانی جہاز۔	۹۷	۱۱۹	میں ایک مغالطہ نقش لطائف	۱۱۰
۱۰۶	بیت اللہ یا بیت المعمور۔	۹۹	۱۲۰	عوالم باطنی در رنگ انوار و اسما	۱۱۱
۱۰۷	مجازی حج پر ہاتھ ہوا حقیقی حج۔	۱۰۰	۱۲۱	عوالم باطنی کے مختلف رنگ ذکر	۱۱۱
۱۰۸	حقیقی بیت اللہ یا حقیقی بیت المعمور	۱۰۰		اور تصور۔	
	شبان بیت اللہ حقیقی باطنی۔		۱۲۲	کچھ تصورات کے بارے میں۔	۱۱۳
۱۰۹	بیت اللہ سنگ اسود بعد تمام آثار	۱۰۰	۱۲۳	تصور شیعہ و تصور اسم اللہ ذات	۱۱۳
	نور میں تبدیل ہو گیا۔			تصور اسم اللہ کی ذات تک رسائی ہے	
۱۱۰	اندریتہ المنورہ	۱۰۱	۱۲۴	پیر کامل خود می اندر عالم ناموس	۱۱۵
۱۱۱	حضور کے وقت کی اصل مسجد کا	۱۰۳		لاکن مرید را برساند در عالم لا موت	
	نظارہ باطنی۔			کی تشریح۔	
۱۱۲	تیسرے روز حضور نے اس بندہ	۱۰۴	۱۲۵	حضرت فقیر نور محمد نے اس کی تفسیر	۱۱۷

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۲۶	آج رات کیسے کئے گی۔	۱۲۰	۱۳۸	انعام علم نعم البذل یحقی و مجازی۔	۱۲۶
۱۲۷	حضرت فقیر صاحب کا اس بندہ کے رُوبرُود ایک اور واقعہ۔	۱۲۰	۱۳۹	بغور نعم البذل صفاتی انعام سے مردم نوری جُستے۔	۱۲۹
۱۲۸	سلطان بادشاہ نے فرمایا نور محمد دنیا کے طالب میرے نزدیک کتے کے برابر بھی اہمیت نہیں رکھتے۔	۱۲۱	۱۴۰	فنا فی اللہ، بعث باللہ۔	۱۳۰
۱۲۹	فقیر صاحب نے عرض کی حضور درودِ شریف کے پاس اتنا قوتوتا چاہئے کہ ان گتوں کے دروازوں پر نہ جانا پڑے	۱۲۱	۱۴۱	میں ذات کے رُوبرُود نوری جُستے بھی معدوم ہو جاتے ہیں، تاکہ ماسوا، اللہ کا حق ادا ہو سکے۔	۱۳۱
۱۳۰	حضور مسکرائے تو میں نے کہا کیا جبریت جواب ہے۔	۱۲۱	۱۴۲	فنا فی اللہ (موت باطنی بقا باللہ)	۱۳۰
۱۳۱	فقیر صاحب نے میری اصلاح کی اور کہا یہ بھی ان ہی کی طرف سے تھا۔	۱۲۱	۱۴۳	رحیمات جوادان	۱۳۰
۱۳۲	نا بیٹا عورت کا واقعہ، عورت بیٹا ہو گئی۔	۱۲۲	۱۴۴	اللہ تعالیٰ کے دیدار کی کیا کیفیت ہوتی ہے۔	۱۳۱
۱۳۳	گلہ و فاسے جھٹاننا۔	۱۲۳	۱۴۵	اگر تو نے دیکھا تو گویا کچھ نہ دیکھا۔	۱۳۱
۱۳۴	غضب میں یہ مُرشد ان خود ہیں۔	۱۲۵	۱۴۶	اگر تو سلب ہو جائے درمیان سے تو وہ خود اپنی آنکھ سے اپنا دیدار کرے یہی برحق دیدار ہے۔	۱۳۲
۱۳۵	تیرے روافی نہیں سلسلہ خا نقی۔	۱۲۵	۱۴۷	اسی کا نام ماسوا اللہ ہے اسی کا نام فنا فی اللہ، بقا باللہ واصل باللہ ہے۔	۱۳۲
۱۳۶	علم نعم البذل۔	۱۲۶	۱۴۸	الملقب بن الحق یا الحق کا یہی مطلب ہے	۱۳۲
۱۳۷	تعریف علم نعم البذل۔	۱۲۶	۱۴۹	بغیر کچھ پوچھے سب حل بتانے کی	۱۳۲

مقام شوق سے تہ سیر کا کام نہیں ہے انہیں کام ہے یہ جگہ حوصلے میں لپوڑا

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۵۰	حقیقت یہ توحید ہے نہ معرفت نہ کشف۔	۱۳۲	۱۴۰	معدنی مجلس سہی	
۱۵۱	آپ ارواح کو فدا ہو چکی سکتے ہیں اور راز دار آج کو فدا ہو چکی سکتی ہیں	۱۳۳	۱۴۱	ذکر قربانی کا معانی	۱۴۰
۱۵۲	حضرت عیسیٰ خضر کو راز دار کا دیکھنا	۱۳۴	۱۴۲	صاحب مقام مذکورہ قربت شیا محمد	
۱۵۳	آپ ارواح کے حق میں دعا کی	۱۳۵	۱۴۳	قدس سرور کے زندہ کی سکتے تھیں	۱۴۱
۱۵۴	روح سنے آپ کے حق میں دعا کی	۱۳۶	۱۴۴	بچو ان تعالیٰ حضور علیہ السلام	۱۴۲
۱۵۵	مجلس انبیاء و اولیاء میں داخلہ	۱۳۷		حضرت قوث و انعم در مرشد پاک	
۱۵۶	حضرت حیات محمد قدس سرور فدا	۱۳۸	۱۴۵	کی طرف سے بیعت کی اجازت ہے	
۱۵۷	فی اللہ بقا و اللہ وصل باللہ		۱۴۶	حضور کے فریق حیات محمد بیعت	۱۴۳
۱۵۸	صاحب مقام فقر و مقام ثور			کردہ اپنے حکم عدولی سے بچنے کے	
۱۵۹	سبک داری کا رہنے و مٹی نہیں	۱۳۹		سے صرف دو خرید سکتے	
۱۶۰	میں پہنچنا پھر خرید کرنا ہے لیکن		۱۴۷	حضرت رمت بی بی باطنی نورانی	۱۴۴
۱۶۱	انسوس آپ کسی کو خرید نہیں فرماتے			رکھنے دی تھیں۔ مذکورہ مکان	
۱۶۲	مجلس انبیاء و اولیاء کی روایتی کا		۱۴۸	کی مکین تھیں	
۱۶۳	طریق کار		۱۴۹	ذکر قربانی مسد فی میں حضرت حیات محمد	۱۴۵
۱۶۴	مجلس حضور کی	۱۴۰		قدس سرور کے حکم کا بند بندہ جہا	
۱۶۵	انسان باطنی مجالس	۱۴۱	۱۵۰	تو کر اللہ پکارتا ہے	
۱۶۶	جو عیض سبک مذکورہ ہی عیض کے	۱۴۲	۱۵۱	سبکی رزمیں جیل فقر صاحبہ اور کیا	۱۴۶
				تو ان کا بھی عضو عضو نورانی ہو	
				اللہ پکارتے لگا لگا کر دروازہ	
				پر مٹنے پر پھر مذکورہ ہی عیض کے	

میری جفا طلبی کو ذمہ داری دیتا ہے ۱۴ وہ دشت سادہ وہ تیرا جہان ہے بنیاد

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۴۶	جس نے سردار بیکہ اپنے آپ پر کیا وہ	۱۳۶	۱۴۳	کہ آپ: طبعی آنکھ سے تجھ سے	۱۴۹
	بھی مار گیا			دیکھنا پتہ تھیں	
۱۴۸	میں نے سردار شہید پر کیا وہ بھی مارا	۱۳۶	۱۴۵	کیا آپ عظیم تجلیات: دیا	۱۴۹
	گس			دیکھنا چاہتے ہیں	۱۴۹
۱۴۹	عقربت حیات تم کو کس طرف سے	۱۳۵	۱۴۷	کیا آپ غیب: موت	۱۵۰
	کے متعلق کر دیا دیکھ میں سرور زما کو	۱۳۶		چاہتے ہیں	۱۴۹
	اور مسکندہ ہوئی میں پڑتا ہوں		۱۵۰	کیا آپ مقامات: دیکھ	۱۵۰
۱۵۰	حضرت سلطان: ہوا نے دیا میں تجھ	۱۳۶		دیکھنا چاہتے ہیں	
	ملا میرا ترجمہ سے خواب میں سرچیز		۱۵۱	کہ آپ کھیل: عین	۱۵۱
	دکھاتا ہوں: تو بے خبر رہتے تو ان			کھیل: خواہش: رہتی وہاں	
	کہا کہ عجز: ہوشیار: رہتی یہ			کھیل: پردہ: رہتی عین: دیکھ	
	باشش			ہیں تو ان: ہی: تصنیف: رہتی عین	
۱۵۱	توجہات کو توں کوئی: مہی پرور	۱۳۶	۱۵۵	میں خود: رہتی عین: تصنیف: رہتی	۱۵۰
	عز: عین: مستعد: رہتی		۱۵۲	میں خود: رہتی عین: تصنیف: رہتی	۱۵۲
	ہی اس تصنیف کا مقصد ہے			حضرت: رہتی عین: تصنیف: رہتی	
۱۵۲	کہ آپ قدم: رہتی عین: تصنیف: رہتی	۱۳۸		کھیل: چوٹی: عین: تصنیف: رہتی	
	خوش کرنا چاہتے ہیں: اس سے			حضرت: رہتی عین: تصنیف: رہتی	
	بجہرہ: تک			عز: رہتی عین: تصنیف: رہتی	
۱۵۳	پھر لا بلکان سے حمایت: تک	۱۳۸		میں خود: رہتی عین: تصنیف: رہتی	
	حمایت سے میں ذات: محبت: تک			سرداری: رہتی عین: تصنیف: رہتی	

جب تاریں کُرت نہیں تو بلب کیسے روشن ہوگا !

## تعارف

جناب ڈاکٹر صاحب موصوف ضلع لدھیانہ کے قصبہ ساہیوال میں پیدا ہوئے۔ آپ بچپن سے ہی اللہ تعالیٰ کی طرف مائل تھے۔ آپ تحصیل سمرالہ ضلع لدھیانہ میں اپنے حقیقی بھائی جو کہ اس وقت تھانہ تحصیل سمرالہ میں آفیسر تھے جھکا اسم گرامی چوہدری فتح محمد صاحب سے، دوسری جماعت میں پڑھتے تھے کہ آپ کا اس وقت یہ عمل تھا کہ جب نچے فٹ بال کھیلے تو آپ سیش گول کیپر معض اسٹے رہتے تاکہ اللہ اللہ کرنے کا وقت مل سکے۔ آپ کو یہ بچپن میں معلوم تھا کہ جو دم غافل سو دم کافر اسی لئے وقت ضائع نہ کرتے۔ پھر بھائی جان کا تبادلہ لدھیانہ کا ہوا تو آپ کو آبائی سکول میں داخل کر دیا گیا۔ یہاں ساتویں جماعت تک دن رات مسجد میں رہتا۔ اذان دینا۔ مسجد کی صفائی سنبھالی کرتا۔ مشغل عبادت میں مشغول رہتا۔ ذکر اذکار۔ رات کو نصف رات سے زیادہ تک تلاوت آپ کا مشغل رہا۔ ساتویں جماعت کے آخر میں آپ باطن کی طرف زیادہ راغب ہو گئے۔ تاکہ آپ مراقبہ و مکاشفہ میں مشغول ہو گئے۔ اس زمانے میں حقیقی بھائی جناب حضرت حیات محمد صاحب مقام فقر فنا فی اللہ بقا باللہ آپ کی باطنی امداد فرماتے رہے۔ آنحضرتؐ جماعت کے مشرودع میں آپ اُنکو اکثر متوجہ الی اللہ ہو کر نصف رات کو بیٹھتے تو انوار و تجلیات کا باطنی نزول شروع ہو گیا۔ پھر ان انوار و تجلیات نے اس قدر شدت اختیار کی کہ دم بدم لہجہ بہ لہجہ آپ پر بے عذاب تجلیات پڑتی تھیں کہ جسم اور چارپائی دونوں لرزہ بر اندام ہو جاتے تھے جیسے

وہ عشق جبکی شمع بجھا دے اہل کی چونک ۱۹ اس میں ہزار نہیں آپس و انتظار کا !

## زاویہ نگاہ، استغراق کے حصول کی واحد کلید ہے !

زلزلہ پھر اسکے بعد وہ وقت آیا کہ تجلیات بالکل مکی آنکھوں سے برپا ہونے لگیں۔ دن کو رات کو سورج کی روشنی میں اندھیرے میں ہر وقت ہر لمحہ تجلیات اپنی الگ نوعیت اور الگ حیثیت میں آپ پر بے جہت پڑنے لگیں تا آنکہ پاکستان وجود میں آگئی۔

محمد شہیر سندھو، منہج حیب بنک (حال) ریلوے روڈ

ضلع گوجرانوالہ ۱۹۳۸/۱۹۳۷

## ڈاکٹر صاحب مصنف تصنیف سے چند ملاقاتیں (فیصل آباد میں)

۱۹۳۳ء میں آپ حج کر کے جب فیصل آباد تشریف لائے تو پوری دسمبر ۵۰ اتنی رومانی محفلوں منعقد ہوتی ہیں۔ ہر چند کہ مجھے کبھی رومانیّت اور روحانیت کے علم کی کبھی ہوا بھی نہیں گئی تاہم میں محفل میں بڑی دلچسپی سے حصہ لیتا رہا۔ حتیٰ کہ جب دوسری رات میں محفل میں شریک ہو کر دوسرے روز جھنگ کے سفر پر روانہ ہوا تو راستے میں ہی متوجہ ہو کر کاہلی راستہ میں نے اختیار کر لیا جو آپ نے سمجھایا تھا تو راستے میں ہی میری باطنی آنکھ کھل گئی۔ اور یہ میری زندگی میں روحانیت سے فیضیاب ہونے کا پہلا روز تھا۔ تیسرے روز میں پھر محفل میں شریک ہوا۔ اور چوتھے روز بھی۔ پھر آپ واپس گھر تشریف سے گئے۔ تو اسی رات میں باقاعدگی سے متوجہ الی اللہ ہو کر بیٹھا۔ جب میں اس حال میں پہنچا جو آپ نے فرمایا تھا تو ڈاکٹر صاحب موصوف میں اربعین سے روز بروز آگے سے ہوئے آپ کی باطنی صورت پر شکوہ جاد و جلال

پریشاں ہو کے میری ناک آغردل بن جائے ۲۔ جو مشکل اب تیار ہو ہی مشکل بن جائے

## زاویہ نگاہ نگاہ کے کھولنے میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے،

سے ہرگز تھی۔ یہ میری زندگی میں باطنی چشم کھلنے کا دوسرا روز تھا۔ متوجہ ہو کر بیٹھنے کا وقت صرف ۱۵ منٹ سے نصف گھنٹہ تک تھا۔ پھر اس بندہ نے ڈاکٹر صاحب کو خط لکھا کہ اب میرا دل چاہتا ہے کہ یہ بندہ مدینہ منورہ اور بیت اللہ شریف میں بھی باطن میں جائے۔ آپ نے جواب میں فرمایا۔ خدا کریگا وہ بھی ہو جائیگا۔ آپ ہر روز صرف پندرہ بیس منٹ ضرور متوجہ رہیں الی اللہ ہو کر بیٹھتے رہو۔ خدا گواہ ہے اور اللہ تعالیٰ شاہد حال سے کہ اتنا (SHORT CUT) (شارٹ کٹ) اور مختصر راستہ میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے کہ ہمارے جیسے نئی تہذیب کے مارے ہوئے انسانوں کو آپ نے باطنی دنیا سے روشناس کرایا۔ آپ کا شیوہ گمنامی ہے۔ کسی کو بیعت نہیں فرماتے۔ تنہائی ہی آپ کی انجمن اور خلوت ہی آپ کی جلالت ہے۔

منجانب: آفتاب احمد طارق A. B. انسپکٹر آف

بزرگ ڈیلرز فیصل آباد

اے اگر دیکھا بھی اس نے سارے عالم کو تو کیا دیکھا  
نظر آئی نہ کچھ اپنی حقیقت جام سے خم کو

کبھی چھوڑی ہوئی منزل بھی یاد آتی ہے راہی کو ۲۱ کھٹک سی سے جو بیسے میں غم منزل بن جاتے۔

## ڈاکٹر صاحب موصوف سے چند ملاقاتیں (بمقام لاہور)

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چین میں دیدہ و پر پیدا

قارئین کرام: حج کے بعد ڈاکٹر صاحب موصوف اپنے وعدہ کے مطابق ہمارے پاس لاہور ماڈل ٹاؤن تشریف لائے۔ چونکہ حج سے قبل ۱۹۸۲ء میں ہم نے ڈاکٹر صاحب سے عرض کی تھی کہ آپ ہمارے پاس تشریف لائیں ہم تمام دوستوں اور بھائیوں کو اکٹھا کرتے ہیں اور باوقار طریقہ سے ہم آپ کو حج پر رخصت کریں گے۔ آپ نے فرمایا میں نمائشی پھولوں کے، نولوں کے ہار پہننا پسند نہیں کرتا۔ حج تو اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتا ہے اس کے رسول مقبول صلعم کے فرمان کو بجالانا ہوتا ہے پھر نمائش کیسی ہاں البتہ حج کے بعد وعدہ رہا، آؤں گا چنانچہ آپ وعدہ کیطابق تشریف لائے۔ ہر روز روضہ حنفی مجلس منعقد ہوتی رہی۔ میں بھائی خالد محمود بھائی محمد بشیر علی حسین اور دیگر حضرات محافل میں ہر روز شریک ہوتے رہے۔ ہم میں سے جناب علی حسین صاحب نے اسی رات آپ کے فرمان کیطابق رات کو متوجہ الی اللہ ہو کر بیٹھا شروع کر دیا دراصل حقیقت یہ ہے کہ پہلے ایک گھنٹہ تک ڈاکٹر صاحب نے مفصل طور پر یہ بتایا تھا کہ ایک جلدی ایک انارزی ایک نا تجربہ کار آدمی کی کیسے باطنی آنکھ جلد از جلد کھل سکتی ہے۔ اور کس طرح مختصر سے وقت میں ایک دور دراز کی منزل طے ہو سکتی ہے۔ کس طرح ایک مبتدی اپنی مرضی سے اپنے اختیار سے باطن میں آ جاسکتا ہے۔ اور یہ کیسے ممکن ہے کہ جب بھی چاہے جس وقت بھی چاہے اپنی مرضی اور اپنے اختیار سے باطن میں باطنی دنیا میں عالم انفس میں عالم غیب میں آئے جائے۔ اور پھر مزید وضاحت کے لئے آپ نے حواس خمسہ ظاہری کا بند کرنا اور اس خمسہ باطنی کے کھولنے کی کلید استغراق، محویت، بخودی، غرق فی الذات غرق

محبت کے شر سے دل سراپا نور ہوتا ہے ۲۲ ذرا سے بیج سے پیدا ریاض طہر ہوتا ہے :

جہاں روشنی آجاتی ہے وہاں سب اندھیرا بھاگ جاتا ہے،

## ”اسرارِ بخودی“

فی انفس کی کلیدات کی وضاحت فرمائی، پھر اسم اللہ ذات متعلیٰ، تابان، روشن ہونے کے باطنی اسرار کے راز بتائے، اور یہ بھی بتایا کہ آپ کا اسم اللہ ذات باوجود محنت سے تصور و تفکر کرنے کے باوجود کیوں متعلیٰ نہیں ہوا، اور یہ بھی فرمایا کہ آپ تصور اسم اللہ اور متعلیٰ اسم اللہ ذات کے درمیان پورے چھ سات درجات بالکل چھوڑ گئے ہیں اور یہ درجات چھوڑ جانے کی غلطی کا احساس ہم پر اس قدر اجاگر کر کے سمجھایا کہ سمجھانے کا حق ادا کر دیا۔ ظاہر ہے کہ ہم احساس مذمت سے کف انفس بھی ملتے رہ گئے اور ساتھ ہی ساتھ تحسین و داد دیئے بغیر بھی نہ رہ سکے، اسی اشار میں علی حسین صاحب سوال کر بیٹھے پھر بتائے ہم جلد از جلد کیسے باطن میں دیکھ سکتے ہیں، چنانچہ آپ نے فرمایا چلو جاؤ، یوں کرو، نظر آجائیگا جلد از جلد، لہذا علی حسین صاحب اسی رات محفل درخواست ہونے کے بعد اپنے گھر جا کر متوجہ الی اللہ ہو کر بیٹھ گئے، اور جو نبی اس حال پر جو اس پہنچے تو، حضرات اسم اللہ ذات کی آمد شروع ہو گئی، اور علی حسین صاحب ڈر گئے، فوراً چار پائی کمرے سے باہر نکالی اور شدید سردی کے باوجود باہر اسی سوئے ساری رات، تاہم انہوں نے حوصلہ نہ ہارا، پھر دوسری شبتوجہ رہے آخری شب کی محفل و مدت کا لونی ہیں پر دھیسر محمد شہیر صاحب کے کمر سے نکلے، شام کو بیٹھے صبح سویرے نکل آیا، علی حسین نصف رات تک رومال پانی میں بھگو بھگو کر منہ پر پھیرتے رہے کہ نیند نہ آئے اور دن کو بھی وہ نہ سوتے تھے، میں ان کے

اچھا ہے دیکھتا ہوں پاسبان عقل  
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

شوق کی داؤد دیتا ہوں بمصداق

۷۰ حالانکہ تیری دید کے قابل نہیں ہوں میں

تو میرا شوق دیکھ میرا شوق دیکھ

محمد بشیر احمد پروفیسر ڈیڑھ نالی پبلک سکول H بلاک ماڈل ٹاؤن

(لاہور)

غالب محمود، متحدہ ادارات عربیہ، دہلی ۱۹۸۲ء ۴/۱۹/۸۲

نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے،  
مرا تو جب سے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی!  
بعدِ ذوق نہیں خلفِ تنگنائے غزل!  
کچھ اور چاہئے وسعتِ میسرِ بیاں کے لئے

بقدرِ ذوق نہیں طرفِ تنگنائے غزل  
کچھ اور چاہیے وسعتِ میرِ بیاں کے لئے

## دیباچہ اول

سے دمِ عارف نسیمِ مسعودم ہے !

اسی سے ریشہٴ معنی میں نعم ہے !

قارئینِ کرام ! ہم نے ڈاکٹر صاحب موصوف کی تصنیف ہذا دیکھی پڑ ہی چا پچی جس سے ہم اس خیمہ پر پہنچے ہیں کہ اگر تصوف سے علمِ العین کو خارج کر دیا جائے تو انسان باطنی طور پر نابینا ہو جائے اور اگر تصوف سے علمِ نعم البدل کو خارج کر دیا جائے تو آدمی باطنی نعمتوں سے محروم ہو جائے ، اور اگر تصوف میں سے علمِ حاضراتِ اسم اللہ ذات کو خارج کر دیا جائے تو آدمی تمام صفاتِ الہیت کے فیض اور تمام باطنی لطیف جسموں سے یکسر محروم ہو جائے ۔ اور اپنے علمِ اعین باطنی اسم اللہ ذات کی کلیدات ، اور نعم البدل کے علم کے تمام راز طشت ازبام کر دیئے اور یہ ایک آدمی کو انسان بنانے ، ایک آدمی کو لایحتاج کرنے کے لئے نہ صرف کافی ہیں بلکہ ایک انسان کو فرش سے عرش اور ناستوت سے لاہوت و لامکان تک پہنچانے کے لئے بہت کافی ہیں ۔ اگر کسی انسان میں تھوڑی سی بھی بصیرت ہو تو اس کے لئے جاگتے جاگتے بیٹھے بیٹھے باطنی چشم بیدار ، باطنی پرواز جاری

## اسم اپنے منہ تک پرواز کی اہلیت رکھتا ہے !

کرنے اپنے اختیار سے باطن میں آنے جانے کے لئے ایک مستقل مدخل پختہ سیدھا اور نہایت ہی بے خطر راستہ ہے۔ اور یہ بات ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ کر ڈاکٹر صاحب موصوف کی رہنمائی میں مرید ہونے سے پہلے پہلے باطنی دنیا میں بیٹھے بیٹھے آہا کر بیان کر رہے ہیں۔ شنیدہ کئے بود مانند دیدہ، ہمارے پاس الفاظ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی انہیں جبرائے خیر دے سکتا ہے، ہم ان کا حق ادا نہیں کر سکتے۔

- |                           |   |                                 |
|---------------------------|---|---------------------------------|
| ۱. سلطان احمد کلاتھ مرچنٹ | { | میں بازار۔ جلالپور بھٹیاں خاص   |
| ۲. ریاض احمد              |   | تحصیل حافظ آباد۔ ضلع گوجرانوالہ |
| ۳. عابد حسین عابد         |   |                                 |

## دیباچہ دوم

وہی آئین فطرت ہے یہی اسلوب فطرت ہے !

جو ہے راہ عمل میں گامزن محبوب فطرت ہے

اللہ تعالیٰ کی صفت و شان و رُود و مسئلہ بر محمد مصطفیٰ صلعم و آلہ و اصحابہ و اہلبیتہ کے بعد عرض یہ ہے کہ زیر نظر کتاب اللہ جل شانہ کا مسودہ جب میری نظر سے گزرا تو بیابان میری نظروں میں گلزارِ علم العین بن گیا۔ اور دعوتِ نظارہ میری

عشق کی اک جست لے کر دیا قہر تمام ۳۴ اس زمین آسمان کو بیکراں سمجھائیں؟

## اسم اللہ اپنے مسمیٰ یعنی ذات یکسانی کی ۔۔ رکھتا ہے،

انہمکوں کی روشنی بن گیا۔ کیا عجیب بات ہے کہ جو قصوف مدتوں سے نظریہ بنظر یہ اختلافات اور تعین نظر سے پاک نظر آتا آج اُسے میں ایک قانون کی صورت میں دیکھ رہا ہوں۔ گو یہ قانون ابتدائی قانون لگتا ہے۔ مگر جب ذرا اور زیادہ غور و غوض کرتا ہوں تو یہی قانون اور اسی قانون کو ہر منزل ہر مقام ہر مرحلہ بالطنی پر مکمل طور پر لاگو پاتا ہوں۔ سو اس حساب سے کتاب سیف الرحمن اور یہ کذب اللہ مثل شان ایک قانون علم العین۔ قانون قصوف کی طرف مائل نظر آتی ہے۔ آج سے پہلے علم العین پر ایسی بسیط تصنیف رہا سو ایک دو کسے اور کوئی کتاب میری نظر سے نہیں گزری۔ اور علم العین کے باب میں جو زاویہ نگاہ آپ نے قائم فرمائے ہیں۔ یہ تو علم قصوف میں ایک اضافے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اسم اللہ ذات کی دعوت تو مجھے بیشمال معلوم ہوتی ہے۔ اور جو حج قبول و ناس قبول کے بارے میں آپ نے فرمایا ہے اگر اس طریقہ سے خدا میں بھی حج کر دے تو یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہوگا۔ معاملات اسم اللہ ذات اور علم البدل تو میرے لئے بالکل نئے مضامین ہیں۔ یہ تو انسان کی آنکھیں روشن کر دینے کے لئے کافی ہیں۔ آپ اکثر تنبیہائی پسند ہیں لیکن اس بندہ کے ساتھ آپ کا رابطہ بڑا ہی شفقانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی رفاقت ہمارے ساتھ دائمی طور پر لکھے آمین ثم آمین:

محمد نذیر ایسوسی ایٹ انجینئر مائیکرو وریو پاکستان ریلو وزیر آباد  
مائیکرو وریو انس، جلاپوڑ بھٹیاں خاص تحصیل حافظ آباد  
ضلع گوجرانوالہ

یہی آدم ہے سلطان بھردہ کا ۲۷ کہوں کیا مہرا اس بے لبر کا !

آپ اسم اللہ ذات کو علم العین کے بغیر نہیں پاسکتے

## دیباچہ سوم

مہد باری تعالیٰ و درود پاک بر محمد مصطفیٰ احمد خلیفہ عالم و اصحابہ اہل بیتہ  
اجمعین رحمہمک یا ارحم الراحمین ! اما بعد ! ذرا فکر تصنیف لطیف از من نشان کا  
مسودہ میری آخرت سے ذرا مراد کیا تو معلوم ہوا کہ ایک زمان میں جناب شاہان  
اصناف جناب سلطان باجوہ قدس سرہ سے اپنی تصانیف میں کئی بات پر بہت  
ہی زیادہ درود یا سے کہ جو شخص اسم اللہ ذات کے حاضر ت اور علم نعم البدل سے  
واقف ہے ۔ وہ باطن میں ایک قدم بھی نہیں چل سکتا چنانچہ مرشد نے بڑی  
تفصیل اور دقیق نظر سے علمی اور قلبی غور پر بڑی فصاحت و بلاغت سے  
علم حاضرات اسم اللہ ذات اور علم نعم البدل پر روشنی ڈالی ہے ۔ اور اس قدر پہلو بہ  
پہلو نور و نور و نور و نور سے اس کو تحقیق کی چھائی سے چھانا ہے کہ سرخیز  
کو ایک سے ایک سردار کو ایک لگ کر کے رکھ دیتے اور حاضرات اسم اللہ ذات  
تو کہ سراسر ایک راز ہے کہ یوں سامنے تصویر کی طرح نمایاں کر کے رکھ دیتے جس طرح  
پروردہ سکین پر ظلم و درمزی کی بات یہ ہے کہ اسم اللہ ذات کے حاضرات کی  
تکلیفات کے راز و رازوں کو بھی کھول کر رکھ دیتا ہے نہ صرف ہر تکلیف کے عرف و ابجد  
کو سمجھا کر ہلشت انہام کر دیتا ہے بلکہ اس قفل ابجد کو کھول کر اندر کے ہر چیز پر شہید  
اپنی آری تھی کو بالکل عین کر دیتا ہے اور یہ بھی یاد رہے یہ بات خالی علم سے یا  
کتاب سے حاصل نہیں کر سکتی جب تک کوئی شخص اس منزل سے گزرے سو اس

مذخربین نے خدا میں نے کہا ہیں ۲۸ یہی شکار ہے حیرے ہنر کا :

# علم العین ایک اڑ ہے جس نے پایا وہ باطنی دنی میں داخل ہو گیا :

علم کو خالی علم سے حاصل نہیں کر سکتا سبحان اللہ بیت اللہ شریف کی باطنی شان حضور مصمم کے وقت کی اصل مسجد نبوی کی باطن میں زیارت اور حضور صلعم سے باطنی رابطہ اور حضور کے روضہ مبارک کے سامنے بیٹھ کر فیضیاب ہونا بہت بڑی بات ہے ۔ یا اللہ مہربانی دے کہ میں بھی یہ سعادت نصیب ہو جائے تو مجھے قسمت میری مقبول و نام مقبول نماز قبول و نام مقبول کافی القور پست میل جانا سبحان اللہ کیا بات ہے ہم ہر روز نمازیں پڑھتے ہیں لیکن ہمیں کیا معلوم کہ ہماری کونسی نماز قبول ہے کون سی نام مقبول چنانچہ آپ نے اس کی کلید کو بھی کھول کر رکھ دیا ہے اور بتا دیا ہے کہ یہ طاقت یہ باطنی پردہ از آپ خود بھی اور بذریعہ رہنما بھی دونوں طریق سے حاصل کر سکتے ہیں اور علم دعوت پھر بیٹھے بغیر کسی پابندی کے دعوت پڑھنے کے راز دعوت جاری ہونے کی کلید باطنی روحانی سے ملاقات اہل قبول سے بات چیت نقد کام نقد مزدوری داد و سبھان اللہ لوبی میں وعدہ کرتا ہوں کہ اب تک جو تسامیل مجھ سے ہو گیا سو ہو گیا اللہ تعالیٰ معاف فرمائے آئندہ زندگی کو مصروف کار رکھو انشاء اللہ ضرور ان باتوں پر عمل کروں گا خدا کے لئے آپ بھی عہد کریں میں بھی عہد کرتا ہوں ۔

گھوڑا بہت بھونکے بیگانہ وارد کیا ہے دیکھنے کی چیز سے بار بار دیکھ :

احقر محمد شفیق ایم اے بی ایڈ ۔ ۴/۵۵ء حال

پرنسپل ایڈمکٹ سکول احمد کالونی لاہور ۱۶

پھر کرتے نہیں مخرج الفت نکڑاں ہیں ۲۹ یہ زخمی آپ کو لیتے ہیں پیدا اپنی ہر دم کو:

آپ علم العین کو زاویہ نگاہ کے بغیر نہیں پاسکتے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حُ اللّٰهُ سَدِّ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ  
الْكَرِيمِ وَ أَهْلِ بَيْتِهِ وَ أَصْحَابِهِ وَ خُدَّاءِهِ وَ حُجَّاجِهِ الْجَمْعِينَ  
بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ۞

اتبعہ اس تصنیف لطیف کا مصنف یہ فقیر حقیر مستثنی بہ ڈاکٹر نور محمد نور محمد ذری  
قادر سی۔ جلاپور بھٹیاں کا ساکن تحصیل حانقا آباد ضلع گوجرانوالہ صوبہ پنجاب  
پاکستان آج مورخہ شمس فردری ۱۴۴۲ھ بروز یوم الخمیس یوں رقمطراز ہے کہ اس  
جندہ فقیر نے اس تصنیف کا نام اللہ جل شان تجویز کیا اور ”علم العین“ ہے  
اس کو معروف کیا۔ ”تجلیات برہتہ“ کے لقب سے اسکو ملقب کیا۔ اور شمس  
برہتہ“ کا اسکو خطاب دیا۔ چونکہ جو کوئی اس تصنیف کو پڑھے گا۔ اور یقین کا ملے  
اس پر توجہ دے گا۔ پھر تہہ دل سے اس پر عمل کرے گا تو صاحب نظر باطنی ہو جائیگا۔  
اس کی باطنی آنکھ کھل جائے گی۔ اور وہ باطنی جہان میں ایک قدم میں داخل ہو جائیگا  
اپنی مرضی اور اپنے اختیار سے باطن میں آجائے گا۔ اور جس وقت دل چاہے اسجب

وہ سحر جس سے رزتا ہے شہستان وجود ۲ ہوتی ہے بندہ مومن کی اذان سپیدا :

## زاویہ نگاہ استغراقِ تمام کی کلیڈ ہے !

چاہے باطنی دنیا میں آجائے گا۔ اس کو بڑی بات مست جان۔ یہ تو تیری ابتدا ہوگی۔ یہ تو تیری زندگی کا پہلا روز ہوگا۔ یہ تو تیری باطنی آنکھ کے دوسرے جہان فیسی میں کھلنے کا پہلا دن ہوگا۔ یہ تو تیری ابتدا ہوگی۔ تیری انتہا کہیں اور ہے۔ تیری انتہا بہت بلند ہے۔ تو تو ابھی عالمِ ماسوت پر کھڑا ہے۔ ابھی تو تجھ میں نہ پرواز کی طاقت ہے۔ نہ عروج کی ہمت۔ تو اپنے آپ کو اس جہان کا باشندہ نہ سمجھ۔ میرے بھائی تو کسی اور جہان سے یہاں آیا ہے۔ تیرا اصلی جہان کوئی اور ہے۔ پس کیا تو چاہتا ہے کہ تو زندگی زندگی میں اپنے اسی حقیقی، ابدی جہان میں پہنچ جائے۔ کیا تو بقائے دوام چاہتا ہے یا فناء عام۔ نہ میرے بھائی ایسا نہ کر۔ آ! زندگی زندگی میں فناء کے مقام کو عبور کر لیں۔ اسی زمانے میں وہ مقامات عبور کریں جہاں ہماری اصل ہے اور جہاں فنا نہیں۔ جہاں زوال نہیں۔ جہاں موت نہیں۔ جہاں ابدی و دوامی زندگی ہے۔

جناب حضرت سلطان العارفين حضرت سلطان بامون قدس سرہ العزیزہ یہ زمانہ ہمیشہ میرے سامنے میرے پیش نظر اور میرے قلب کی گہرائیوں تک جاگزیں رہا ہے۔ کہ آپ نے فرمایا، ”تجھ کو سب سے پہلے علم باطن پہنچنا چاہیے۔ پھر اس پر عمل کر۔ پھر منزل بہ منزل اسے عبور کر۔ جب تک کہ وہ علم مکمل طور پر یعنی عملی طور پر حاصل ہو جائے تب اسے تصنیف کی شکل میں لے آ۔ پھر تیرا علم تجھ پر وبال جان نہ ہوگا۔ پھر تجھے غفلت زمانے کے تغیر و تبدل سے اپنے علم کو تبدیل نہ کرنا پڑے گا۔“

سو اس بندہ حقیر نے سب سے پہلے اس علم کو سمجھا پھر اس پر عمل کیا۔ پھر اسے اپنے اپنے جذبہ کی توجہ سے علم حاصل ہوا۔ ابھی اسے کسوٹی پر رکھا۔ پھر دوبارہ اسے

## استغراق تام علم العین کی کلید ہے:

کٹالی میں ڈال کر چرخ پر چرخ دیئے۔ پھر دوبارہ اسے کسوٹی پر پرکھا۔ پھر اسے تیزاب فاروقی میں ڈالا پھر اس میں سے نکال کر دوبارہ چرخ دیا۔ پھر اسے کسوٹی پر پرکھا۔ پھر اس کو تپایا۔ پھر اس پر رنگ کاٹ ڈالا۔ پھر گرم کیا۔ حاشا دکلا نہ کچھ ضائع ہوا نہ کم ہوا۔ نہ رنگ بدلا۔ نہ تول میں کم ہوا۔ نہ کسی چیز نے اسے کھایا۔ کیوں جی ذرا میری طرف دیکھئے۔ کیا اسے ہی "کندن" نہیں کہتے۔ سو یہ بندہ خالص صوفیہ خالص کندن آپ کے سامنے پیش کر رہا ہے۔

پہلے پچاس برس تک اس دادی میں چلا۔ اور پورے ۴۰ برس اسکو حاصل کیا۔ چانچا۔ پرکھا۔ تب اس آخری عمر میں اس پر قلم زن ہوا۔ یہ کتاب اس وقت تک جاری ہے۔ جبکہ میں اس جہان فانی کو خیر باد کہہ رہا ہوں۔

عمر گزری ہے اسی دشت کی بھائی میں

سو اسے میرے اچھے بھائی! اس بات کو خوب خوب جان لے کہ یہ ظاہری قدموں سے طے ہون والا راستہ تو نہیں ہے۔ اور نہ ہی یہ کوئی بس یا سوانی جہاز کا راستہ ہے کہ تو اس پر سوار ہو کر پہنچ جائے یہ تو باطنی قدموں سے طے ہون والا راستہ ہے۔ یہ تو باطنی پرزار کا راستہ ہے۔ یاد رکھ سب سے پہلے سب سے اول سب سے مقدم تجھ میں یہ صفت پیدا ہونی چاہیے کہ تو پرواز باطنی پر کنٹرول حاصل کر سکے۔ جب تک یہ نہ ہوگی تو تو باطن میں ایک قدم بھی نہیں چل سکتا۔ اور باطنی پرواز ایک نقطہ میں ہے۔ یہ ایک معتمہ ہے اور یہ معتمہ زبان سے کھول سکتا ہے۔ کوئی نہ درد و فطائف سے کھلتا ہے اور نہ جذبہ کشی سے حاصل ہے۔ زہد میں چاہے تیری بیٹھ کٹری جو جائے مسجدوں سے خواہ سنگ درگس جائے۔ مگر یہ معتمہ ایسے



## پس کلید کے بغیر علم العین کا قفل نہیں کھل سکتا۔

پہل لگانا اس کا کام ہے۔ چنانچہ میں رات کو نصف شب کے قریب متوجہ ہو کر بیٹھ گیا۔ یقین جانے۔ پہلی نشست۔ پہلی گوشش۔ پہلی رات کو صرف نصف گھنٹہ کے اندر اندر جا گئے۔ جا گئے۔ بیٹھے بیٹھے۔ عین بعین دیکھ کر اٹھا۔ یہ میری زندگی کی پہلی شب تھی اور یہ میری زندگی کا باطن میں پہلا روز تھا۔ یاد رہے اس وقت میں ساتویں آنکھوں جماعت میں پڑھتا تھا۔ اس کے بعد باطن میں بیٹھے بیٹھے دیکھنا میرا سب روز کا معمول بن گیا۔ لطف کی بات یہ کہ ظاہری طور پر میرا کوئی استاد نہ تھا۔ اس تصنیف کے لئے نہ تو اس بندہ نے کہیں اور کسی تصنیف سے خیال اخذ کئے نہ ہی کسی کی نقل کی۔ نہ کسی تصنیف سے کچھ چوری کیا، اور تو اور بزرگوں کی روایات، کشف و کرامات تک کو بیان نہیں کیا گیا۔ اور نہ ہی اپنے نفس مضمون سے ادھر ادھر بھٹکا۔ نہ اس تصنیف کو تحریر کرتے وقت مجھے کچھ سوچنا پڑا۔ میری کوئی مضمون آفرینی نہیں کر سوجینا پڑتا۔ یہ تو آپ بلقی اسرار کے تجربات بندہ کے دیدہ تجربات سے ماخوذ ہے۔ پھر دماغ پر زور دینا کیسا۔ پھر سوچنا کیسا۔

یہ ہے کہ یہ کتاب سارے کے سارے تصوف  
وجہ تصنیف لطیف :

پر محیط نہیں ہے۔ تصوف پر اعلیٰ سے اعلیٰ ترین کتب پہلے ہی موجود ہیں۔ اس تصنیف کو تو ان مشکل ترین اور نہایت ضروری نکات کیلئے مختص کر دیا گیا ہے جن کے بغیر آپ ہرگز ہرگز باطنی دنیا میں داخل نہیں ہو سکتے۔ اور ان ضروری نکات کے علاوہ کوئی اور باطن میں جھانکنے کا دروازہ ہی نہیں ہے۔ ان تصانیف کا راز اس لئے بھی تحریر میں لانا ضروری سمجھا گیا کہ بزرگان دین نے تصوف پر مکمل طور پر لکھا ضرور ہے مگر ان نکات کو ہرگز نہیں

## علم العین رازِ ہے ریا ہے صنت

کھولا جس سے کہ ایک امام مبتدی جاگتے جاگتے بیٹھے بیٹھے ہامنی پر داذ کر کے پھر نظر دوڑاؤ۔ پھر جستجو کرو۔ اٹھو پھر آپ کی نظر ٹھک ہو کر پھر تشنہ لب ہوٹ آئیگی۔ سو پھر بھائی غنیمت جان کہ ان تمام مشکل ترین اہم ترین نہایت ضروری باتوں کو یوں لکھوں کہ دیکھ دیکھ گیا ہے۔ ان تصانیف زیر نظر میں جس طرح کہ روز روشن۔ اور جسے کی بات یہ کہ خواہ تو مرشد لکھا ہے یا نہیں یہ تصانیف ہر ایک کی باطنی نظر کھول دیتی صرف تیرے عمل پختہ ارادہ کی ضرورت ہے۔ غنیمت جان لے۔ ہم آپ کو پھر نہ مل سکیں گے۔ اور پھر تو ان باتوں کو ترسے گا۔ البتہ بذریعہ باطنی پڑنا پھر بھی تو ہم سے ملتا رہیگا۔ خدا سنہ چاہا تو ہم بھی ملتے رہیں گے۔ ہمیشہ کیلئے خواہ ہم اس دنیا میں ہوں گے خواہ اس دنیا میں۔ ہمارا رابطہ قائم رہیگا۔ انشاء اللہ :

۞ ہے دیکھنے کی چیز اسے بار بار دیکھ  
۞ نرگس کی آنکھ سے تجھے دیکھا کرے کوئی  
۞ یہ جنت نگاہ وہ فردوس کوش ہے

## علمِ حسین محبوب نے محنت سے اس تصنیف لطیف کے فوائد

۱۱۔ اس مصداق، اگر تو ایک مدت دراز سے اسم اللہ ذات کے تصور و تفسیر میں مشغول رہے، لیکن سچ تک نہ تو اسم اللہ ذات کو روشن اور تاباں دیکھ سکا اور نہ ہی اسم اللہ ذات کو باطن میں متحرک دیکھ سکا، اور نہ ہی تو اسم اللہ ذات کی باطنی قوت سے آشنا ہو سکا تو اس تصنیف کے مندرجات کو پہلے غور سے پڑھو، پھر اسم اللہ ذات کو باطنی طور پر اپنی اصلی شان میں دیکھنے کیلئے ان نکات پر پوری طرح توجہ دل سے عمل پیرا ہو جاؤ، اگر تو نے دل و جان سے اس پر عمل کیا تو تو باطنی اسم اللہ ذات تاباں، درخشاں اور روشن دیکھ سکے گا، اور اسم اللہ ذات کو باطنی طور پر اپنی پوری قوت سے متحرک اور ملبوہ گردیکھ سکو گے اور اس بات کا عمل ہو جائے گا کوئی کھیل یا آسان نہیں لیکن اگر بات اور خاص نکات کو سمجھ لیا، اور پھر ان پر عمل بھی کر لیا تو بہت ہی آسان بھی ہے۔ (۲) آصف کے لئے اس میں معجزات اسم اللہ جاننے کی بہت ضرورت ہے، حضرت جناب سلطان العزیز سلطان باجوہ قدس سرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی معجزات اسم اللہ ذات سے ناواقف ہے، نہیں جانتا تو راہ فقر میں ایک قدم بھی نہیں چل سکتا، اور وہ ردِ معجزات سے قطعاً ناواقف ہے، سو اس تصنیف میں معجزات اسم اللہ ذات کو مکمل وضاحت سے بیان کر دیا جائیگا، (۳) اگر آپ معجزات اسم اللہ سے

## زبدِ تقویٰ راز و نیازِ زوید و مشاہدہ کو نہیں پاسکتے

واقف ہو جائیں گے تو آپ راہِ باطن کے تمام معنوں کو از خود کھول لیا کر دیں گے۔  
 (۸) حاضرزاتِ اسمِ اللہ ذات سے باطنی اسرار و رموز کو سمجھنے جاننے کے قابل ہو جاؤ گے۔ اور یہ بڑی بات ہے۔ (۹) جناب سلطان العارفین قدس سرہ کے فرمان کے مطابق جو شخص علمِ نعم البدل سے ناواقف ہے۔ وہ بھی راہِ سلوک سے بالکل ناواقف ہے۔ سو اس تصنیف میں علمِ نعم البدل پر مکمل روشنی ڈالی جائے گی جس سے آپ لایحتاج ہو سکتے ہیں۔ (۱۰) باطن میں انسان پر مختلف قسم کی نور و تجلیات کا نزول ہوتا ہے۔ سو آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ اس وقت آپ کون سی اور کن منازل اور کون سے لطائف کی تجلیات سے دوچار ہیں۔ (۱۱) اقسامِ تجلیات (۱۲) بعض لوگ تجلیات نہیں دیکھتے نہ انکو نظر آتی ہیں سو اس تصنیف میں یہ بتایا جائے گا کہ آپ کیا کریں کہ آپ پر بھی تجلیات کا نزول شروع ہو جائے۔ (۱۳) باطنی تجلیات دیکھنے کی کلید کیا ہے (۱۴) آپ کی باطنی پرواز کیسے اور کیونکر جاری ہو سکتی ہے۔ (۱۵) آپ اپنے ام بار اور اپنی مرضی سے کیسے بلخ و دنیا میں پہنچ سکتے ہیں (۱۶) آپ جاتے جاتے بیٹھے بیٹھے کیسے باطن کے عوالم میں جاسکتے ہیں۔ (۱۷) آپ ظاہری رہنما کے بغیر بھی باطنی پرواز کر سکتے ہیں۔ (۱۸) ظاہری رہنما کے بغیر بھی آپ اپنی باطنی آنکھ کھول سکتے ہیں (۱۹) باطن میں آنے جانے پر آپ پر کوئی پابندی، کوئی رکاوٹ حائل نہیں ہے۔ (۲۰) آپ کا قلب بغیر کسی ظاہری رہنما کے اسمِ اللہ ذات پر رواں ہو سکتا ہے۔ (۲۱) بغیر کہیں جائے گھر بیٹھے آپ کو علمِ دعوتِ القبور حاصل ہو سکتا ہے۔ (۲۲) گھر بیٹھے بیٹھے آپ روحانی سے مکالمہ ہو سکتے ہیں۔ (۲۳) باطنی طور پر پاک

منکن ہے کہ تو جسکو سمجھتا ہے بہاراں ۳۷ اوروں کی نگاہوں میں دُہ موسم ہو خزاں کا!

## کیا تجھے حوائصِ خمبہ ظاہری بند کرنے کا سلیقہ آتا ہے۔

دعوتِ القبور گھر بیٹھے بیٹھے ردائِ جاری ہو سکتی ہے۔ (۱۸) کیا آپ چاہتے ہیں  
 لاکھ کا ایک ایسا باطنی لطیف خبہ باطن میں از سر نو پیدا ہو جائے جو اسم اللہ کے  
 صفاتی اسمائی و اسماری اسماء سے مرقوم ہو (۱۹) جناب حضرت سلطان العارفین  
 قدس سترہ نے فرمایا ہے "ناظر نگاہ حاضر آگاہ" کیا آپ اس کے معنی المعنی  
 سے آگاہ ہونا چاہتے ہیں۔ (۲۰) پھر کیا آپ یہ بھی چاہتے ہیں کہ ۱۹ کی کلیہ  
 آپ کو حاصل ہو جائے۔ (۲۱) کیا آپ حج کرنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ حج کرنا چاہتے  
 ہیں تو کیا آپ یہ بھی چاہتے ہیں کہ بیت اللہ کی باطنی شان بیت المعمور کی بجو  
 نظر آئے۔ (یاد رہے بیت المعمور عالم ملکوت میں واقع ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ  
 نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ تم بھی بیت المعمور کی مانند زمین پر بیت  
 اللہ بناؤ۔ جس طرح یہاں عالم ملکوت میں فرشتے بیت المعمور کے گرد اگر دطواف  
 کرتے ہیں۔ اسی طرح زمین پر بندے بیت اللہ کے گرد اگر دطواف کریں۔ سو ایسا  
 ہوا۔ سو کیا آپ بیت اللہ کی اصلی باطنی قدیمی حقیقی شان جلوہ گر دیکھنا چاہتے  
 ہیں (۲۲) کیا آپ حضورؐ کے وقت کی حقیقی اصلی مسجد نبویؐ دیکھنا پسند کرتے ہو  
 (۲۳) کیا آپ حضور صلعم کے روزنہ مبارک کی باطنی شان دیکھنا چاہتے ہو (۲۴)  
 کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو باطن میں یہ معلوم ہو جائے کہ آپ کا حج قبول ہو گیا  
 ہے یا نامقبول۔ (۲۵) کیا آپ چاہتے ہیں کہ جو نماز آپ پڑھتے ہیں دوران  
 نماز ہی آپ کو معلوم ہو جائے کہ میری یہ نماز قبول ہو گئی ہے یا کہ نہیں (۲۶)  
 سو مذکورہ بالا تمام باتوں کی طرف یہ تصنیف لطیف آپ کو آگاہی دے گی۔ (۲۷)  
 دنا، کیا آپ چاہتے ہیں کہ اسم اللہ ذات باطن میں حقیقی اصلی اور اپنی قدیمی شان سے

## کیا تجھے حواس خمسہ باطنی کے کھولنے کا ڈھنگ آتا ہے

جلوہ گر ہو جائے۔ (۲۸) کیا آپ جانتے ہیں کہ اسم اللہ ذات، الہم نستعین بالکل کھلی ظاہری آنکھوں سے آپ کو جلوہ گر۔ برق پاش اپنی اصلی اسمانی صورت میں نظر آئے۔ شاید اس بات پر مجھے یقین نہ آئے مگر کیا نہیں یہ معلوم نہیں کہ بندہ یہ تعین محض حق پر حق کے لئے دل کی گہرائیوں سے برحق لکھ رہا ہے۔ اور یہ تعین ایسے وقت میں لکھی جا رہی ہے جبکہ یہ بندہ اس دنیا سے دست کش ہو کر اپنے خالق حقیقی کی طرف آپ سے جدا ہو کر ہمیشہ کے لئے جا رہا ہے۔ (۲۸) کیا آپ چاہتے ہیں کہ ۲۸ کی کھید بھی آپ کو حاصل ہو جائے۔ اور ایک دن وہ آئے کہ آپ بذات خود ظاہری کھلی آنکھوں سے اسم اللہ کو جلوہ گر دیکھ سکیں (۲۹) کیا آپ جانتے ہیں کہ اسم اللہ کی تجلیات لطائف کی تجلیات و انوار بالکل ظاہری کھلی آنکھوں سے دیکھ سکیں۔ یقین رکھو۔ سو فیصد درست ہے۔ تو نے انتہائی چاہا تو اس کی کھید بھی آپ کو حاصل ہو جائے گی۔ آپ نے اگر میری بات مانی اور درست رستہ پر چلے تو آپ بھی ظاہری کھلی آنکھوں سے تجلیات صفائی اسمانی دیکھ سکو گے۔ اور اس کی کھید بھی دی جاسکتی ہے۔ مگر ایک شرط پر.....

(۳۰) سب سے آخر میں میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ کیا مذکورہ بالا سب کچھ

۱۔ صفائی اسمانی اسمی اسم اللہ بطور اسم کے۔ لیکن اپنی باطنی اسمانی شان سے۔

۲۔ اسم کو فقط اللہ کے ساتھ بطور خاص نمودار رکھیں۔

۳۔ اس بات کو نوٹ کر لیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں کسی کو کوئی دخل نہیں۔ وہ بے مثل و پیرا ہے۔

بے۔ بے چون و بیچگون ہے۔ ازل و کما کان۔

## حواسِ خمسہ باطنی کھولے بغیر مشاہدہ جاری نہیں ہوتا۔

میں ہی کروں گا یا آپ خود بھی ! اتھ بلایں گے۔ دلہ جی وا، کیا آپ اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا نہیں چاہتے۔ کیا محتاجی بہتر ہے یا خود مختاری۔ تم نقد سود اخذ نہ کرنا چاہو یا ادھار۔ پھر سوچو پھر سوچو۔ تو خود بیدار ہو۔ تو اپنا بوجھ خود اٹھانا سیکھو۔ کیا تو خود کفیل ہونا نہیں چاہتا۔ نادان محتاجی چھوڑو۔ اور علم العین سے کام لینا سیکھو پھر لایحتاج ہو جاؤ۔

یہ بندہ حقیر ایک ضروری عرضداشت پیش کرتا ہے۔ آپ اس کا برا بھی نہ منائیں۔ اور بندہ کی اس غلطی کو نظر انداز بھی فرمائیں تو زبنت قسمت۔ بندہ کو اس بارے میں حقیقتاً معذور سمجھیں۔

سورمن ہے کہ یہ بندہ حقیر نہ میر ہے۔ نہ فقیر۔ نہ درویش ہے نہ رہنما۔ گوشہ نشینی میرا شیوہ ہے۔ گمنامی میرا طریق۔ لہذا پر زور التماس ہے کہ کوئی صاحب مجھے ڈھونڈنے کی کوشش نہ کرے۔ کوئی اللہ کا بندہ میری تلاش نہ کرے۔ نہیں دیکھتے کہ جو کچھ میں نے آپ کو دینا تھا وہ آپ کے گھر پہنچا دیا ہے۔ اور جو کچھ بتانا تھا بتا دیا۔ کھول کھول کر بیان کر دیا۔ اگر آپ اس پر عمل کر دے گے تو آپ کی جاگتے جاگتے بیٹھے بیٹھے حالت استغراق میں پرواز باطنی جاری ہو جائے گی۔ اور آپ کی باطنی نظر کھل جائے گی۔

یہ بندہ حقیر فقیر حضرت نور محمد قدس سرہ "سروری قادری" کلاچی کا مرید ہے۔ اور حضرت فقیر عبدالمعید صاحب قدس سرہ کا غلام ہے۔ بلکہ فقیر حضرت نور محمد قدس سرہ کی ساری اولاد کے غلاموں کا غلام ہے۔ سب کے سب میرے محترم میرے رہنما ہیں۔ لہذا اگر آپ کو کچھ چاہئے تو جناب اعلیٰ حضرت

اگرچہ زربھی جہاں میں ہے قاضی الحاکم ۴۰ جو فقر سے ہے میسر تو نگری سے نہیں

## حواس خمسہ باطنی کھولے بغیر علم العین بھی نہیں آتا

فقیر عبد المجید صاحب کے دردِ اوزے پر جائے، یا ادب ہو کر اپنی ساری گزارتھا  
اُن کے حضور میں پیش کرے۔

یہ بندہ حقیر ان امور سے تارک اور فارغ ہے، نہ کوئی بندہ کا ڈیرہ ہے نہ  
مجرہ، کوئی شخص رات کو میرے پاس نہیں ٹھہر سکتا، یہ اجازت میرے اپنے  
روشتہ داروں کو بھی نہیں، بحالتِ مجبوری جوابی خط لکھ دیجئے، اگر مجھ سے ہو سکا  
تو جواب لکھ سکوں گا، وگرنہ معذرت خواہ ہوں، یہ نہ تکبر ہے نہ غرور، بلکہ بندہ کی  
مجبوری سمجھئے۔

## ”پیش لفظ متعلقہ اسم اللہ ذات“

پیشتر اس کے کہ اصل نفس مضمون شروع کیا جائے اس بات کا سمجھنا نہایت  
ضروری ہے، کہ اکثر لوگ اسم اللہ ذات کا تصور و تفکر ایک مدتِ مدید تک کرتے رہے  
مگر باطنی طور پر اُن کا اسم اللہ کیوں تاہاں نہ ہو سکا، وہ اسی چیز سے کیوں محروم رہے  
ویسے یہ بات سوچنے کی بھی ہے کہ ایک آدمی خلوصِ دل سے تصور میں مصروف رہے  
دن رات ہر تن تصور کرتا رہے، پھر بھی وہ اصل مقصد یعنی اسم اللہ کو باطن میں  
درخشاں نہ دیکھ سکے، ابتدائی زمانہ میں میرے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ پیش آیا،  
سو اس بندہ حقیر نے چاہا کہ کوئی ایسا طریقہ اپنایا جائے جس سے اسم اللہ ذات  
بلا تکلف روشن و تاہاں ہو سکے، حضرت جناب سلطان العارفین قدس سرہ کے

فطرت نے مجھے بخشے ہیں جو ہر ملکوتی ۴۱ خلی ہوں مگر خاک سے رکھتا نہیں پیوند!

## استغراق کی کلید کے بغیر حواس خمسہ باطنی نہیں کھلتے

قول کے مطابق مبتدی کو محاضرات اسم اللہ ذات کا جاننا بھی بہت ضروری ہے بلکہ حضور تو اس قدر بھی فرماتے ہیں کہ جو شخص اسم اللہ ذات کے محاضرات سے ناواقف ہے وہ رام باطن میں ہرگز نہیں چل سکتا لہذا ابھی اس نکتہ کو بھی کاغذ اپنے سمجھنا ہے۔

جناب عالی! آپ محاضرات اسم اللہ ذات کو کیونکر سمجھ سکیں گے جبکہ ابھی تک آپ کی پرواز باطنی ہی جاری نہیں ہوئی۔ جبکہ ابھی تک آپ اپنے اختیار سے اپنی مرضی سے باطن میں آجائے نہیں سکتے محاضرات اسم اللہ ذات کو تو آپ تب سمجھ سکیں گے تب دیکھ سکیں گے جبکہ باطنی پرواز آپ کے کنٹرول میں ہو اور آپ اس پر قادر ہوں۔

اسے میرے مبتدی بھائی! تو اس باطنی پرواز پر کیونکر ایک اسراری بھید: قادر ہو سکے گا جبکہ تو حواس خمسہ باطنی سے ناواقف

ہے۔ گو حواس خمسہ ظاہری سے سب لوگ واقف ہیں۔ مگر کیا تو حواس خمسہ باطنی کا کھونا جانتا ہے۔ کیا تو حواس خمسہ ظاہری کا بند کرنا جانتا ہے۔ جب تک تو یہ نہ جانے گا تیری باطنی پرواز کیونکر جاری ہوگی۔ تو ہوائی جہاز میں اڑتا ہے۔ تو بذریعہ راکٹ اس فضا کے بیسٹ کو بھی پار کر گیا ہے لیکن کبھی تو نے ہوائی جہاز کے بغیر راکٹ کے بغیر بھی پرواز کبھی دیکھا ہے کسی کو۔ سو جس باطنی پرواز کی میں بات کر رہا ہوں یہ تو راکٹ۔ گرینٹ لہر اور ایٹر اور اتھر سے بھی تیز تر ہے۔ ریدیائی لہروں۔ بیخفاہ برقی اس کے سامنے بیچ ہیں۔ آپ کو حضرت سلیمان علیہ السلام کا وہ واقعہ قرآن پاک یاد ہو گا۔ جو خود اللہ کریم نے قرآن پاک میں فرمایا ہے کہ ایک مومن (جو جن قوم سے تھا)

## استغراق کی کلید کے بغیر حواس خمسہ ظاہری بھی بند نہیں ہوتے

میں نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے عرض کی کہ وہ تخت بلقیس میں آپ کے یہاں سے اسٹپٹے سے پہلے پہلے لا کر آپ کے سامنے حاضر کر سکتا ہوں۔ لیکن ایک اہل کتاب صاحب پرہیز باطنی نے عرض کیا کہ اور یہ انسانوں میں سے کامل فنان ہیں کہ جناب تخت بلقیس کو تو میں آپ کی پلک پھپکنے سے پہلے پہلے لا کر حاضر کر سکتا ہوں۔ حتیٰ کہ حاضر کو بھی دکھایا۔ اس پر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی تعریف و توصیف فرمائی۔ اور یہ باطنی پرہیز کا اور قوت باطنی کا ایک عجیب سا نمونہ تھا۔ سو میرے بھائی پھر اسی بات کو سمجھ کہ جب تک تو حواس خمسہ ظاہری کو بند کرنا نہیں جانتا اور حواس خمسہ باطنی کو کھولنا نہیں جانتا تو کمزور پرہیز باطنی کر کے گا۔ اس پر قادر ہونا تو اور بھی الگ نوعیت کی بات ہے۔

## خاص الخاص نکتہ: ذرا میری طرف دیکھئے۔ جب تک آپ علم الہی نہیں جانتے تو حواس خمسہ باطنی کیسے کھول سکیں گے

علم الہی ایک نادروزرگار خاص الخاص علم ہے۔ سلطان صاحب قدس سترہ فرماتے ہیں۔ جو شخص علم الہی سے ناواقف ہے وہ دکشا بینا اور چشم بصیرت نہیں رکھتا۔ اور رام باطن میں وہ ایک قدم بھی نہیں چل سکتا۔

آپ نے دیکھا یہ سب باتیں ایسی زنجیر در زنجیر ہیں کہ آپ اس زنجیر سے ایک کڑی کو بھی الگ نہیں کر سکتے۔ اور ایک ایسی عمارت ہے کہ جس میں اینٹیں اس انداز سے لگائی گئی ہیں کہ ایک اینٹ بھی آپ اس سے الگ نہیں کر سکتے۔

کے گز فک و تعمیر خیال ہا دل گردوں !

نہ نکلے خشت مثل استخوان بیژن ز قلابہا

علم نے مجھ سے کہا شش ہے فی الزمان ۲۲ عشق نہ مجھ سے کہا جہا ہے تھیں غن

**حواس خمسہ ظاہری بندہ ہوئے بغیر حواس خمسہ باطنی نہیں کھلتے**

یہ سب کچھ آتم دل ذات تہاں بیان کرنے سے قبل ہر نمبر کے بیان کرنا  
 ہوں۔ وہ وہ درجات ہیں کہ ہا ہوں کہ ہیں درجات کی بنا پر تہا ہی تک یہ  
 اس وقت باطن میں شکر نہیں ہو سکا یہ راز کی باتیں ہیں۔ اس پر پھر بھی یہ بات  
 تجھ سے بیان نہ کر سکوں۔ سو تو غنیمت مانتا آج وقت ہے۔ ان سب باتوں  
 پر جو ہر طرح کی تشریحات کرتے ان سب درجات کو نہ ہونا تشریح نہ کی جا سکتی  
 ہں۔ ان قواعد کا کیا عقائد اور کہ یہ تشریح کی جا سکتی ہیں ہوگا۔ اور تشریح کیلئے روحانیت  
 جو ان لوگوں میں آتی ہے وہ آج جہاں کے ہیں۔ اور اس۔

## ”خلاصہ علم العین“

چھوٹی بات! آپ علم العین کیسے حاصل کر سکیں گے جبکہ آپ استغراق  
 کی کلید سے ناواقف ہیں۔ یاد رکھیے استغراق غیبت۔ اپنے آپ میں ڈوبنا۔ اپنے  
 آپ میں مستغرق ہونا نہیں جانتے تو جان لیجئے علم عین کی کلید بھی آپ کو حاصل نہ  
 ہو سکے گی۔ اور استغراق اس وقت تک حاصل نہ ہوگا۔ جب تک آپ حواس  
 خمسہ ظاہری کو بند نہ کرنا۔ نہیں جانتے اور جب تک آپ حواس خمسہ ظاہری کو  
 بند نہ کریں گے تو اس وقت تک آپ کے حواس خمسہ باطنی نہیں کھل سکتے۔  
 اور حواس خمسہ باطنی اس وقت تک نہیں کھل سکتے جب تک آپ استغراق میں نہ

عشق ہے سراپا حضور علم ہے سراپا حجاب ۴۴ علم ہے ابن کتاب عشق ہے ام کتاب

## حواس ظاہری باطنی کا ہر مرحلہ ایک دوسرے قفل کی کلید ہے

استغراق فی النفس (اپنی ذات میں ڈوبنا) نہیں جانتے۔ اور استغراق کی کلید آپ اس وقت تک حاصل نہیں کر سکتے جب تک آپ زاویہ نگاہ زاویہ عین بالواسطہ۔ اور زاویہ نگاہ بلا واسطہ نہیں جانتے۔ لہذا زاویہ نگاہ بلا واسطہ مذکورہ بالا تمام قفلوں کی کنجی ہے۔ اور جب تک آپ زاویہ نگاہ بلا واسطہ کی کلید حاصل نہیں کرتے آپ کا باطن میں عین بعین اسم اللہ ذات تباہاں متحرک نہیں ہو سکتا۔

سو باطن میں اسم اللہ ذات کو اگر متحرک تباہاں روشن اور اپنی پوری شان سے جلوہ گردیکھنا چاہتے ہو اور مذکورہ بالا تمام قفلوں کی کلید اگر حاصل کرنا چاہتے ہو تو سب سے پہلے زاویہ نگاہ بلا واسطہ کو سمجھئے۔ حاصل کیجئے۔ پھر سب کی کلید آپ کو حاصل ہو جائے گی۔

## ”کیا آپ علم العین کی کلید حاصل کرنا چاہتے ہیں؟“

اگر آپ علم العین کی کلید حاصل کرنا چاہتے ہیں نیز پچھلے صفحہ پر بیان کردہ تمام کیدات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو بندہ کی سلسلہ وار تصنیف ”ابنام“ ”سیف الرحمن“ ”الملقب علم العین“ ”المعروف چشم بصیرت“ کو سب سے پہلے پڑھیے۔ تصنیف سیف الرحمن میں ان تمام نکات کی کیدات، تمام نکات کی وضاحت بڑی فصاحت اور بلاغت سے بیان کر دی گئی ہے۔ اور تمام امور کے قفلوں کی کنجیوں کو باقاعدہ قفل میں لگا کر ہر عقدہ، ہر مشکل، ہر نکتہ کو بہت ہی مفصل طور پر کھول دیا گیا ہے۔ اور کوئی بات بھی تشنہ تکمیل نہیں چھوڑی۔ انہیں

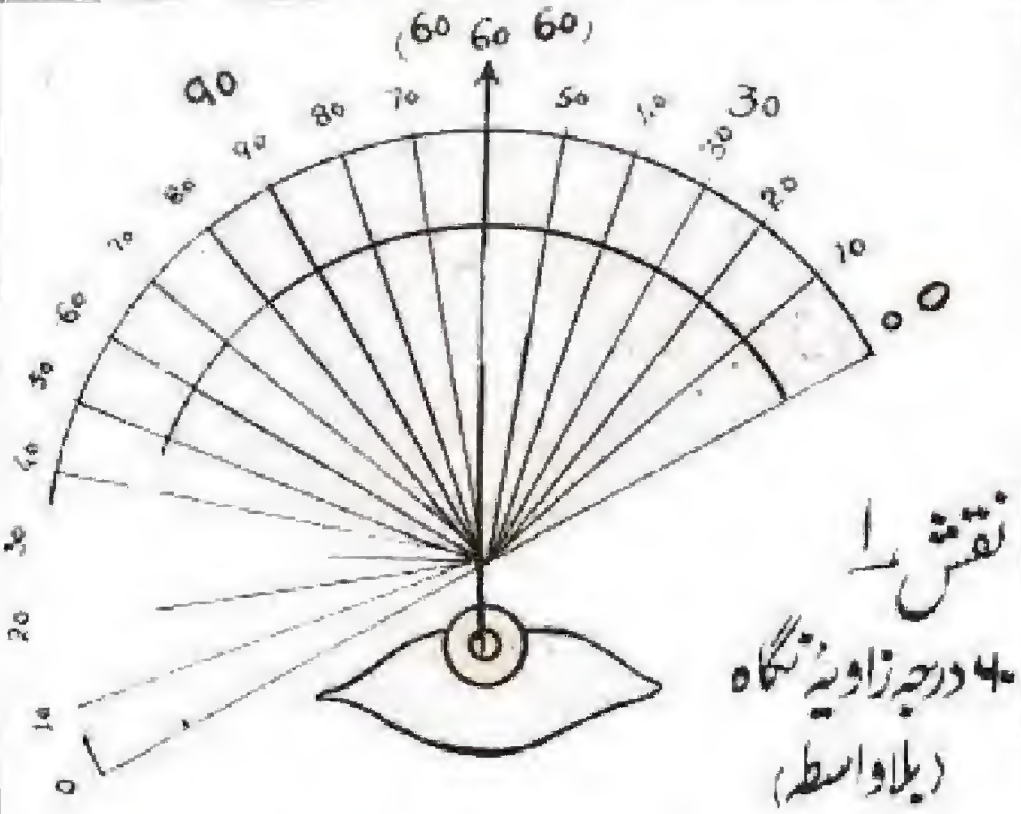
حواس خمسہ ظاہری باطنی کا ہر مرحلہ طے کئے بغیر مشاہدہ بھی

جاری نہیں ہوتا۔

پڑھو کہ اور ان پر عمل کر کے آپ بخوبی پروا کر سکتے ہیں، استغراق حاصل کر سکتے ہیں  
گوئیں یہاں بھی کچھ بطور نمونہ سیف الرحمن تصنیف سے کچھ مزید بتا دیتا ہوں لیکن بالکل  
مفصل جانتا چاہتے ہو تو تصنیف سیف الرحمن سے ان کو سمجھ لیجئے۔ چونکہ تصنیف  
سیف الرحمن کو ابتدائی قواعد پر دائر باطنی اور علم العین کے لئے مخصوص کر دیا ہے اس  
میں نقشہ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ کا بغور جائزہ لیں تاکہ آپ اسم اللہ ذات کے تاباں  
ہونے کی کلید حاصل کر سکیں۔

سرفان حصہ اول عرفان حصہ دوم مصنف مرشدی دہلوی حضرت  
**نوٹ :** فقیر نور محمد صاحب قدس سرہ (فدا فی دینی) اسم اللہ ذات  
اور علم دعوات میں قانون کا درجہ رکھتی ہیں۔ بے مثل ہیں اور ایسی مومنوں پر صرف  
آخزیں ہیں۔ اسلئے مزید معلومات کے لئے ان کا بھی مطالعہ کر لیجئے۔ آپ کا بھلا ہوگا۔  
جب تک آپ زاویہ نگاہ بلا واسطہ کو نہ سمجھیں گے اس وقت تک آپ  
استغراق حاصل نہ کر سکیں گے۔ اور جب تک استغراق کو حاصل نہ کریں گے  
اس وقت تک علم العین کو نہ پاسکیں گے۔ نیز جب تک علم احسین  
کو نہ سمجھیں گے اسم اللہ ذات کو باطن میں تاباں متحرک اور روشن نہ  
دیکھ پائیں گے۔ اور زاویہ نگاہ بلا واسطہ ان سے بد کی واحد  
ہے۔ لہذا سب سے پہلے اسے سمجھ لیں۔

کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے فق ۳۶ میں زیرِ بلا بل کو کہی کہ درجہ کا نقشہ :



**تعریف :** مذکورہ بالا نقشہ میں زاویہ نگاہ کو ملاحظہ فرمائیں، آنکھ کی پتلی اس وقت ۴۰ درجہ زاویہ پر مرکوز ہے، نیز آنکھ کی پتلی پر غور فرمائیں، یہ اس وقت آنکھ کے ذیلے سمیت درمیان سے قدرے اوپر کو اٹھی ہوئی ہے آنکھ کی پتلی کا نقشہ اس کے مطابق قدرے اوپر کو اٹھا جیسا کہ نقشہ سے ظاہر ہے۔

**تعریف زاویہ نگاہ بلا واسطہ :** اگر سر کو سیدھا اپنی گردن پر کھڑا رکھ کر سامنے دیوار پر متوازی نظر سے دیکھیں

تو یہ آپ کی آنکھ کا ۹۰ درجہ زاویہ ہوگا، پھر اس کے بعد اسی طرح سر کو بغیر اونچا کئے اپنی گردن پر سیدھا رکھ کر نظر کو دیوار پر سامنے کی بجائے ذرا اوپر کو اٹھائیں تو یہ ۴۰ درجہ زاویہ پر آپ کی آنکھ ہوگی یعنی ۴۰ درجہ پر اس آنکھ کی پتلی ہو جائے گی، جیسا کہ نقشہ میں آنکھ کی پتلی سامنے کی بجائے ذرا اسی اوپر کو اٹھی ہوئی ہے۔ پس یہی موٹی

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں ۲۷ جسے کسی درجہ فقہان حرام ہے توفیق :

# اس ظاہری باطنی کا ہر مرحلہ طے کئے بغیر مشاہدہ

## بھی جاری نہیں ہوتا۔

لائن والا ۴۰ درجہ زاویہ نظر ہے۔ اس کے بعد اگر آپ اس سے بھی ذرا اور اوپر کو نظر اٹھائیں۔ (سر کو بالکل پہلے کی طرح سیدھا ہی رکھیں۔ سر کو اوپر نہیں کرنا۔ بلکہ صرف نظر کو اوپر کرنا ہے) تو یہ ۲۰ درجہ کا زاویہ نگاہ ہو گیا۔ سر کو پہلے کی طرح سیدھا ہی رکھیں اپنی گردن پر۔ اب ذرا اور اوپر نظر اٹھائیں۔ تو یہ صفر درجہ پر آپ کی نظر پہنچ گئی۔ یعنی اب آپ کی آنکھ پتلی آنکھیں بند رکھتے ہوئے اور سر کو پہلے کی طرح سیدھا رکھتے عین مغز دماغ میں سے گزرتی ہوئی بالکل آسمان کی طرف ہو گئی۔ اسے زیر و بصر یعنی ۵ درجہ زاویہ نگاہ کہتے ہیں۔ ہر مرحلہ پر ہر زاویہ پر آپ کی آنکھیں بند ہونی چاہئیں اور سر پہلے کی طرح اپنی گردن پر سیدھا رہنا چاہئے۔ یہ بہت ضروری ہے۔ اگر آپ سمجھو تو یہ زاویہ نگاہ کے مختلف درجات استغراق حاصل کرنے کا منبع اور مخزن ہیں ہر زاویہ پر ایک نیا استغراق طاری ہوتا ہے۔ ہر درجہ پر استغراق کی کیفیت بالکل جدا گانہ ہوتی ہے۔

ہند میں حکمت دیں کوئی کہاں سے سیکھے  
نہ کہیں لذت کردار نہ افکار عمیق

ان غلاموں کا یہ مسکتا ہے کہ نام سے کذاب ہم کہہ سکتائی نہیں مومن کو غلامی کے طریق :

## مختلف زاویہ نگاہ مختلف کیفیت پیدا کرتے ہیں

۹۰ درجہ پر زاویہ نظر آپ کے بالکل سامنے دیوار پر پڑے گا یا آپ کی آنکھ کی پتلی کے بالکل سامنے نظر ہوگی۔ اور آنکھیں بند ہوں گی۔ اس ۹۰ درجہ زاویہ نظر پر جکا استغراق طاری ہوتا ہے

اس استغراق کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ انسان بیرونی باتیں بھی **مکسب** : کچھ کچھ سن سکتا ہے۔ اور باطنی طور پر دیکھ بھی سکتا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے انسان جب سوتے وقت نیم بیداری نیم خواب کے بین ہیں ہوتا ہے۔ پھر اور ڈوبتا ہے تو باہر سے بالکل بے خبر ہو جاتا ہے۔ اور پورا مکمل طور پر نیند کے عالم میں ڈوب جاتا ہے۔ اور بالکل سو جاتا ہے۔ پھر نیند میں کوئی خواب شروع ہو جاتا ہے۔ تو جو آگاہ یہ خواب نیند میں دیکھتا ہے اسے ہی حواس باطنی کہتے ہیں۔ جو کچھ بھی آپ خواب کے عالم میں دیکھتے ہیں۔ وہ سب کچھ حواس باطنی ہی دیکھتے ہیں۔ ظاہری حواس نمہ تو اس وقت مکمل طور پر بند ہو کر سوئے ہوئے ہوتے ہیں۔ خواب میں اور استغراق میں یہ فرق ہوتا ہے کہ خواب میں انسان بے اختیار ہوتا ہے لیکن استغراق میں انسان اپنے حواس پر اختیار رکھتا ہے۔

۹۰ درجہ زاویہ پر جو استغراق طاری ہوتا ہے۔ وہ انسان کو عالم ناسوت اور عالم ملکوت تک لے جانے کے لئے کافی ہوتا ہے۔ لہذا آپ اپنی استعداد کے مطابق اول اول کبھی عالم ناسوت میں ظاہر ہوں گے۔ اور گاہے عالم ملکوت میں۔ **استغراق** : ذرا پہلے استغراق طاری کو نیز کا طریقہ سمجھ لیجئے۔ اور زاویہ نگاہ کو قائم رکھنے کا طریقہ سمجھ لیجئے۔ نیز اہم اللہ ذات کے ساتھ بھی سمجھ لیجئے۔ (ابتدائی کیلئے راست کو ہی یہ عمل کرنا بہتر ہوتا ہے)

## تصور اسم اللہ ذات کا طریقہ بذریعہ زاویہ نگاہ بلا واسطہ

سب سے پہلے نماز عشاء پڑھیں۔ پھر جو ورد و وظائف آپ کو کار فرما کرنے میں کر لیجئے پھر اس کے بعد مربع ہو کر بیٹھ جائیے۔ گھر سے میں اندھیرا کر لیں (مبتدئی کیلئے رات اور اندھیرا ہی بہتر ہوتا ہے) آنکھیں بند کر لیں۔ نظر کو ۹۰ درجہ زاویہ پر رکھیں یعنی اپنی آنکھوں کو بند کر کے بالکل اپنے سامنے اسم اللہ ذات نوری حروف میں قائم کریں۔ اور ساتھ ہی ساتھ ڈوبتے چلے جائیں۔ گم ہوتے چلے جائیں۔

اس میں احتیاط یہ رکھیں کہ نظر بھی سامنے اسم پر لگی رہے۔

## احتیاط:

اور ساتھ ہی ساتھ ڈوبتے چلے جائیں۔ سر کو بالکل اپنی گردن پر سیدھا کھڑا رکھیں۔ جب آپ آہستہ آہستہ ڈوبتے چلے جائیگے تو استغراق بھی بھاری ہوتا جائیگا۔ عین استغراق میں اپنی نظر کو ڈوبنے نہ دیں۔ یہی ایک معنی ہے۔ یہی ایک راز ہے۔ جس نے اس بات کو سمجھ لیا اس نے باطنی آنکھ پیدا کر لی۔ اور اس کی باطنی پردہ اجڑا کر بھانسنے لگی۔ پھر دوبارہ نوٹ فرمالیں کہ ڈوبتے بھی جائیں۔ نظر بھی قائم رہے۔ حالانکہ ہم نیند میں سوتے وقت ایسا نہیں کرتے یعنی سوتے وقت ہم نظر کو ڈھیلی چھوڑ کر بے خبر سو جاتے ہیں۔ لیکن مراقبہ میں ایسا نہیں ہوتا۔ مراقبہ میں زاویہ نظر کو قائم بھی رکھا جاتا ہے۔ اور استغراق میں مستغرق بھی ہونا ہوتا ہے۔ جب آپ کا استغراق اور گہرا ہو جائے گا تو سامنے سے اسم اللہ ذات بھی غائب ہوتا چلا جائیگا۔ اس کو غائب ہونے دیجئے۔ یہ استغراق کے ٹھیک طور پر طاری ہونے کی علامت ہے۔ اسکے بعد لامحالہ آپ کی نظر کے سامنے اندھیرا ہی اندھیرا ہوگا۔ آپ زاویہ نگاہ برابر قائم رکھیں۔ اور اندھیرا میں ہی نظریں گاڑ رکھیں۔ آنکھیں بند رکھیں نظر بھی اسی طرح لگی رہے۔ اور مستغرق بھی ہوں

## تصور اسم اللہ ذات کا طریقہ بذریعہ زاویہ نگاہ :

جائیں نیند میں اور زاویہ نگاہ میں یہی فرق ہے کہ نیند کے لئے سوتے وقت اسم آنکھیں ڈھیلی چھوڑ دیتے ہیں۔ اور نظر کا زاویہ بھی نہیں لگاتے لہذا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہم سو جاتے ہیں لیکن باطن میں دیکھنے کے لئے آپ پر استغراق بھی طاری ہوتا جائے اور زاویہ نگاہ بھی قائم رہے۔ یہی بات باطنی پرواز جاری ہونے کے لئے ایک بہت بڑا راز ایک دقیق معنی ہے۔ اسی ایک بات کو نہ سمجھنے سے بہت لوگ آج تک نابینا ہیں۔ اسی معنی کو نہ سمجھنے کے باعث ہزاروں لوگ باطنی پرواز سے عاری ہیں۔ اور اسی بات کو سنی زاویہ نگاہ نہ ہونے کے باعث تیری راہیں آج تک تاریک پڑی ہیں۔ زاویہ نگاہ علم الہیہ اور استغراق کو نہ جاننے کے باعث آج تک تیرے ہرے بھرے گلستان اجاڑ پڑے ہیں۔ پھر سمجھو! پھر جانو! پھر سوچو! اور ان باتوں پر تہہ دل سے عمل کر کے اپنے دیرلے کو آباد کر لے۔

تیرا دل یہ دل نہیں ہے اسے زندہ کر بارہ۔

پھر جان لے کہ آنکھیں بند رکھو۔ زاویہ نگاہ کو قائم رکھو۔ جب اسم اللہ غائب ہوتا جائے تو استغراق بڑھتا جائے گا تیرے سامنے اندھیرا رہ جائیگا۔ اب اسی اندھیرے میں نظر (آنکھیں بند رہیں) کو خوب توجہ سے گاڑ دے۔ پھر اندھیرا کم ہوتا جائیگا۔ پھر تیرے سامنے کی فضا وسیع ہوتی جائے گی۔ استغراق اسی طرح طاری رہے جب فضا صبح سہانی جیسی آپ کے سامنے ہو جائے تو سمجھ لینا کہ آپ درست راستہ پر جا رہے ہیں۔ نگاہ کو اسی طرح اپنے سامنے کی فضا میں گاڑ دے۔ کبھی۔ آنکھیں بند رہیں اور استغراق جاری اور طاری رہے۔ اپنے آپ میں زاویہ نگاہ

تیری زمین باقی جلال ہے نہ جمال ۵۱ تیری ازاں میں نہیں مری سحر کا پیا ۱

## کیا ایک جواب ملے سب کے کلیم آؤ نہ ہم بھی سیر کریں کوہ طور کی!

کو قائم رکھتے ہوئے ڈوبتے چلے جائیں۔ پس یہ وقت مشاہدہ کھنے کا ہو گیا۔  
اسی نعمت میں آپ پر یکدم کوئی تجلی سفید براق۔ بجلی سے بھی تیز ایسی پڑے گی کہ آپ  
کی آنکھیں چندھیا جائیں گی۔ اور سر سے پاؤں تک لرز جائیں گے اور یک لمخت  
آپ آنکھیں کھول دیں گے۔ یا کوئی بزرگ آدمی آپ کے سامنے یکدم یک لمحہ کیلئے  
نمودار ہوگا۔ (مبتدی کے لئے اول اول ایک لمحہ ہی ہوتا ہے) یا کوئی نظارہ بہشت  
بریں کا نظر آئے گا۔ یا کوئی غیبی آواز آئے گی۔ یا کوئی پیغام آئے گا۔ یا کبھی بزرگ کی  
نظر آپ کو فیض یاب کرے گی۔ یا اسم اللہ ذات تاباں۔ متحرک اور اپنی پوری قوت  
سے جلوہ گر ہو جائیگا۔ اگر ان میں کوئی بھی نظارہ آپ کو نظر آئے تو مبارک ہو یہ آپ کی  
زندگی باطنی کا پہلا روز ہوگا۔ جب ایک دفعہ آپ باطن میں کوئی نظارہ نہ کر لو  
گے تو ہمیشہ آپ پر باطن میں دیکھنے کا راستہ کھل جائیگا۔ اسی طرح پھر آپ ہر روز  
کوئی نہ کوئی مشاہدہ کر لیا کر دے گے۔ اگر بالفرض آپ نے ایک نظارہ کیا ابھی ابھی  
بھر اور دل چاہا۔ تو آپ دوبارہ اسی طرح زاویہ قائم کریں۔ پہلے چند منٹ تصور اسم  
اللہ ذات حرف اسم اللہ کا کریں پھر ڈوبتے جائیں۔ زاویہ نگاہ اسی طرح قائم رکھیں  
پھر استغراق میں ڈوبتے جائیں۔ تو پھر دوبارہ نظارہ ہو جائیگا۔ اسی طرح بار بار جب  
ملک جی چاہے کر سکتے ہیں۔

مشکل ہے کہ بندہ حق میں دینی اندیش ۵۲ خاشاک کے تودے کو کسے کوہِ دماوند!

## علم العین کے مختلف زاویہ نگاہ :-

زاویہ م زاویہ ن	کیفیت تہی چشم (آنکھیں بند کر کے)	نیت استغراق	متعلقہ عالم
90 80 } 40		نیند اور خواب کی مانند استغراق	ناسوت ملکوت
70 60 } 60		بھاری، گہرا، موت کی مانند استغراق	جہوت لاہوت لامکان
50 40 30 } 30		موت سے بھی بھاری گراں ترین استغراق	لامکان یاہوت حاجرت
0 10 0 } 0		استغراق ماسوا اللہ بے کیف دکھ ہے چوں دیکھوں	یاہوت حاجرت حاجرت

نقش زاویہ نگاہ (علم العین) ۲ جمع الجمع، خواص الگلے صفحہ پر ملاحظہ

فرمائیں، نکات خاص الخاص:

ناظرین: سب سے قبل آنکھ کی پتیلیوں پر بغور نگاہ کریں۔

بہت دیکھے ہیں میں نے مشرق و مغرب کے مینے ۵۲ یہاں ساتی نہیں بنیدہ وہاں بے ذوق ہے صہبا

تجلیات ظاہر طور پر بھی آشکارا ہوتی ہیں باطنی طور پر بھی!

علم العین زاویہ نگاہ کا تعلق روشن غیبی اسم اللہ ذات لطائف باطنی  
انوار لطائف انوار عوالم باطنی اور عوالم غیبی سے بہت گہرا ہے۔ علم  
العیین بازوویہ نگاہ بلا واسطہ مذکورہ بالا مقامات کو کھولنے کی واحد  
کمبختی اور کلید ہے۔

میں عرض کر رہا تھا نقش ۱۱ میں آنکھوں کی پتلیوں کے زاویوں پر ذرا غور کر لیجئے  
۹۰ درجہ پر پتلی چشم میں آنکھ کے درمیان میں ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ آنکھ  
بند کر کے بالکل اپنے سامنے دیکھ رہے ہیں۔ فرض کر دیا سامنے دیوار پر آپ کی آنکھوں  
کے سامنے عین بالمقابل ایک نکتہ لگا دیا گیا ہے۔ تو جب آپ اپنے سامنے دیکھیں  
گے تو یہ نکتہ آپ کی آنکھوں کے عین بالمقابل بالکل سامنے آ گیا۔ اب آپ  
نقش کے مطابق نکتہ سے ۲ درجہ اوپر کو دیوار پر دیکھیں (سر کو اوپر نہیں اٹھانا بلکہ سر پہلی  
حالت پر آپ کی گردن پر سیدھا ہی رہے) پس یہ تھوڑا اوپر جو آپ نے دیکھا تو اب  
آپ کی آنکھ کی پتلی ۹۰ درجہ زاویہ پر ہو گئی۔ پھر بغیر سر کو اوپر کئے ذرا اوپر دیوار  
پر دیکھیں۔ اب آپ کی پتلی چشم ۲۰ درجہ زاویہ پر ہو گئی۔ اس طرح اب ذرا اوپر  
دیکھیں تو آپ کی آنکھ کی پتلی ۵ یعنی صفر درجہ پر ہو گئی۔ یعنی بغیر سر کو اوپر کئے اب  
آپ کی آنکھ کی پتلی عین مغز سر میں سے ہوتی ہوئی سیدھی آسمان کی طرف ہو گئی  
(آنکھیں بند ہی رکھیں) صرف پتلی چشم کو درجہ بدرجہ اوپر لے جائیں۔ اسے زاویہ  
نگاہ بلا واسطہ کہتے ہیں۔

بہانہ شیشہ تہذیب حاضر ہے مئے لے ۵۴ مگر ساقی کے ہاتھوں میں نہیں بیما نہ لگا

تجلیات آشکارا چشم باز کا طریق کار بالکل الگ ہے :

”ماحصل فوائد علم العین باز او یہ نگاہ“

نوٹ : ہر زاویہ نگاہ پر پہلے ہمیشہ اسم اللہ ذات کا تصور جاری رہے۔ یہ منزل مقصود بھی ہے۔ اور اصل غرض و غایت بھی۔

۹۔ درجہ زاویہ پر استغراق ہلکا طاری ہوتا ہے۔ اس استغراق کے بعد عالم باطن میں جنات مسلمان یعنی مسلمان جنات۔ اور عالم ملکوت سے فرشتے اور انوار لطائف نفس و قلب اور انوار عالم ملکوت صاحب نظر پر ظاہر ہوتے ہیں۔ جو اُسے بشارتیں اور اشارات دیتے ہیں۔ اور باطن میں اس کی مدد کرتے ہیں۔ نیز بزرگ اور ادیب اور کرم مجتہد نفس و قلب کی ضرورت میں اس سے ملاتی ہوتے ہیں۔ اور اُسے فیض پہنچاتے ہیں۔ اور اسم اللہ تبارک و تعالیٰ اور متحرک اس پر باطن میں ظاہر ہوتا ہے۔ عین بعین (حیا) اور تصور سے نہیں بلکہ ہو بہو بعینہ (گاہے اسم اللہ غیبی سے اس کا قلب بھی جاری ہو جاتا ہے۔ اور علانیہ اللہ ۱۰ اللہ جہرا پکارتا ہے۔ یا کوئی نکل نظر آتے ہیں۔ خوشنما خوبصورت۔ گلستان و بوستان۔ یا برق و تجلیات اس پر گرتی ہیں جو کہ اس کے قلب کو زندہ و تابندہ کرتی رہتی ہیں۔ اور اس کی باطنی آنکھ کھل جاتی ہے۔ باطنی پردہ کی استداہیں سے شروع ہوتی ہے۔

جب آپ اس میں رواں ہو جائیں۔ اور اس پر قادر و حادی ہو جائیں تو ۱۰ درجہ زاویہ پر اپنی نظر کو آنکھیں بند کر کے جائیں۔ کمرے میں مبتدی کیلئے اندھیرا

میری نوائے پریشاں کو شاعری نہ سمجھ ۵۵ کہیں ہوں محرم راز دروہن سے خاند :

## تجلیات برہنہ کھلی آنکھوں سے نظر آنا بھی عین حقیقت ہے !

ہی بہتر ہوتا ہے ! پہلے بتائے ہوئے طریقہ سے پہلے چند منٹ تصور اسم اللہ ذات  
 کریں۔ آنکھیں بند۔ نظر ۹۰ سے اوپر ۶۰ درجہ زاویہ پر مرکوز کریں۔ ساتھ ہی استغراق  
 بھی طاری کریں۔ اور ڈوبتے اور گم ہوتے جائیں۔ نظر کو جھائے رکھنا استغراق میں  
 ضروری اور لازمی امر ہے۔ ۶۰ درجہ زاویہ پر نظر قائم کرنا اصلی طریقہ یہ ہے کہ پہلے  
 اندھیرے کمرے میں آنکھیں بند کر کے ۹۰ درجہ (یعنی بالکل آنکھوں کے سامنے) زاویہ  
 پر اسم اللہ ذات کا روشن حروف میں تصور کریں۔ جب کچھ استغراق طاری ہو جائے  
 اور اسم اللہ بوجہ استغراق غائب ہونے لگے تو اپنی نظر کو اب ۶۰ درجہ زاویہ پر لے  
 جائیں ۶۰ درجہ کا زاویہ میں آپ کی نگاہ دونوں ابرؤں کے درمیان سے گزرتی  
 ہوئی ذرا اوپر کی فضا کی سمت چلی جائے گی۔ اور ڈوبتے جائیں۔ حتیٰ کہ آخر کار  
 آپ پر مکمل استغراق طاری ہو جائے۔ ۶۰ درجہ پر آنکھوں کا بوجھ ختم ہو جاتا ہے۔  
 پیشانی کا بوجھ بھی ختم ہو جاتا ہے۔ اور آپ کے سامنے وسیع صادق جیسی فضا قائم  
 ہو جائے گی۔ ذرا اور ڈوبتے جائیں۔ اب یہ وقت مشاہدات کھلنے کا ہے۔ آپ کے  
 سامنے کی فضا بہت وسیع ہو جائے گی۔ نیز اب آپ کو اندھیرے کا احساس بھی نہیں  
 رہے گا۔ ۶۰ درجہ زاویہ پر استغراق موت کی مانند بھاری ہوتا ہے۔ جب ایسا ہو گا۔  
 تو اس وقت آپ کے حواس خمسہ باطنی مکمل طور پر کھل چکے ہوں گے۔ اور حواس خمسہ  
 ظاہری بالکل بند ہو چکے ہوں گے۔ اب آپ پر یکے بخت تہی پڑے گی جس سے  
 گو پہلے پہل استدار میں لرز جائیں گے۔ لیکن دل الوار سے لبریز ہو جائیگا۔ ادب  
 خوش ہو جائیں گے۔ ۶۰ درجہ کے زاویہ نگاہ اور استغراق سے عالم جبروت کے  
 دروازہ کھل جاتے ہیں اور آپ عالم ارواح میں داخل ہو جائیں گے۔ گاہے

انفلک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر ۵۶ کرتے ہیں خطاب آخر اٹھتے ہیں حجاب آخر

## مشاہدہ کا کھلی آنکھوں سے جاری ہو جانا بھی ایک حقیقت ہے

ازدواج مثالی صورت میں آپ نازل ہوں گی۔ یا نظارے کھل جائیں گے۔ یہاں پہنچ کر آپ کا رابطہ باطنی روحانی اور زندہ چھپے ہوئے اولیاء کرام سے خود بخود ہو جائیگا اور آپ کی باطنی رہنمائی از خود شروع ہو جائے گی۔ اور آپ باطنی روحانیوں کی محافل میں آنے جانے لگیں گے۔ جہاں پر آپ کی باطنی تعلیم و تربیت شروع ہو جائے گی۔ اور آپ کو ایک باطنی لطیف جسم عطا ہو جائے گا۔ اور باطنی اسم اللہ ذات الہیہ پر مشتمل ہو جائیگا۔ گاہ اصل صورت میں گاہ مثالی صورت میں۔ اور لطیف روح کی تجلیات کا نازل آپ پر شروع ہو جائے گا۔ بذات خود آپ میں بھی اس وقت دوسرے لوگوں کے دلوں کو زندہ کرنے کی اہلیت پیدا ہو جائے گی۔ لیکن میری ایک نصیحت یاد رکھیں تو بہتر ہو گا وہ یہ کہ کہیں اس وقت پیری مریدی شروع نہ کر بیٹھنا۔ تیرا اصل جہان کوئی اور ہے۔

تو ابھی رہ گزریں ہے قید مقام سے گزر

لوگوں کے عزت و اکواب سے دور بھاگ۔ یہ مقام بھی تنزل کا ہے۔ اگر تو نے امتیاز نہ کی تو اپنے مقام سے گر سکتا ہے۔ اس لئے تو اتنی اچھی لغت کو دنیا کمانے پر ضائع نہ کرنا۔ تجھے معلوم نہیں کہ پہلے روز تو حق کی تلاش میں نکلا تھا۔ بس اب ادھر ادھر دیکھنا شروع نہ کر دینا۔ اپنے راستے پر گامزن رہنا۔ تیری منزل مقصود اپنے اصل تک پہنچنا ہے۔

۶۰ درجہ زاویہ نگاہ میں لاہوت لامکان تک پہنچنے کی بھی اہلیت موجود ہے

پس تو اور اوپر پرداز کر۔ لاہوت لامکان میں تیرا باطنی جسم اسماء الہی سے مرقوم ہو جائیگا۔ اور تو لوح محفوظ کا مطالعہ کرے گا اہل بھی ہو جائیگا۔ قرآن پاک از خود تیر

## باطنی پرواز کیلئے زاویہ نگاہ مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔

دل پر جاری ہو جائیگا اور اسم اللذات کے انوار سے تیرا باطنی جُستہ دھنیں ہو جائیگا۔ اس مقام پر پہنچ کر قرآن پاک کے جامد الفاظ بھی متحرک، متغلی، اور روشن ہو جائیں گے۔ اور قرآن پاک تیرے دل پر اپنی اصل قدیمی شان سے جلوہ گر ہو جائے گا۔ اور کلمہ طیبہ بے اختیار تیرے اندر جاری ہو جائے گا۔ پھر تو اِقْرَأْ بِالسَّانِ وَتَقْصِدِ نِقْ بِالْقَلْبِ کے معنی بھی حقیقی طور پر جان جائیگا۔

اس کے بعد ۳۰ درجہ زاویہ نگاہ سے بذریعہ استغراقِ تام تریا بہوت بہاوت کی منازل میں داخل ہوگا۔ جہاں تو مقامات الہیہ سے روشناس ہوگا۔ اور قدرتِ سمیع، بصر، عقل کل، علم، ارادہ کے باطنی اسرار کا راز تجھ پر کھل جائیگا۔ یہاں سے گزر کر توہ درجہ زاویہ پر پہنچ کر ماسوا اللہ سے بالکل پاک اور مبرا ہو جائے گا۔ اور فنا اور بقا کی منزلیں طے کرتا ہوا اپنے اصل تک پہنچ جائے گا۔

یہ بندہ آپ کو ذاتی تجربات، دیدہ مشاہدات الہیہ بتاتا، بیان کرتا ہے میں چونکہ نہ نکتہ چینی سے غرض رکھتا ہوں، اور نہ خود ستائی سے، نہ تعریف و ستائش سے اس لئے مجھے پردہ نشیں ہی رہنے دیکھئے۔ خدا کرے، خدا کرے، خدا کرے یہ سب کچھ تیرے نصیب میں بھی ہو جائے پھر تو از خود اپنی آنکھوں سے دیکھے کہ تو اب کیا ہے۔ پھر کیا ہوگا۔ پھر تو اپنی اصل کو پالیکا، اور ہمیشہ کیلئے لایحتاج ہو جائیگا۔

دل بیدار ناردقتی، دل بیدار کرداری !

ہر آدم کے حق میں کیمیا ہے دل کی بیداری

دل بیدار پیدا کر کہ دل خوابیدہ ہے جب تک

نہ تیری ضرب ہے کاری، نہ میری ضرب ہے کاری !

علم العین کی کلید زاویہ نگاہ ہے اور زاویہ نگاہ کی کلید  
استغراق ہے !

## مذکورہ موضوع پر آخری ہدایات :

میرا خیال ہے اب تو تو علم العین کی کلید، زاویہ نگاہ کی کلید اور استغراق کی کلید کو اچھی طرح سمجھ گیا ہو گا۔ یا ابھی کچھ سمجھنا باقی ہے۔ اگر باقی ہے تو میرا سلسلہ تصنیف دا بنام سیف الرحمن کو پڑھ۔ پھر پڑھ۔ پھر پڑھ۔ سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔ کچھ ضروری باتیں سمجھ لے جب متوجہ ہو کر بیٹھو تو سر کو اپنی گردن پر سیدھا رکھو اور زاویہ نگاہ یعنی آنکھ کی پتلی کو درجہ بدرجہ اوپر اٹھاتے جائیں۔ اپنے سر کے پیچھے کوئی ٹیک بالکل نہ لگائیں۔ البتہ سہارے کیلئے کمر سے نیچے تک کوئی ٹیکہ رکھ سکتے ہو۔ مبعثہ ی رات کو بیٹھے تو اچھا ہے۔ اگر زیادہ سوئیں گے تو حواس خمسہ ظاہری بند نہ ہونگے عشار کے بعد بھی بیٹھ سکتے ہو۔ رات کے تیسرے پہر بیٹھنا تو بہت ہی اچھا ہے۔ مذکورہ فجر کے بعد بھی بہت بہتر ہے۔ اگر کما حقہ متوجہ ہو کر بیٹھے اور زاویہ نگاہ کو قائم رکھا۔ پھر استغراق مکمل طاری ہو گیا تو نصف گھنٹہ بلکہ اس سے بھی کم عرصہ میں باطنی آنکھ کھلنے اور مشاہدہ جاری ہونے کے لئے کافی ہوتا ہے۔ میرے قریبی دوستوں کا بھی اتنا ہی وقت لگتا ہے۔ باطن میں دیکھنے کیلئے سو یہ تیری توجہ پر منحصر ہے۔ اگر دل باتیں کرنے لگ جائے تو مشاہدہ ہرگز نہ ہو گا۔ دل کی باتیں بند کرنے کی زاویہ نگاہ اور استغراق واحد کلید ہے۔

خلوت کی گھڑی گزری اجلوت کی گھڑی آئی ۵۹ پھٹنے کو ہے بجلی سے آغوشِ سحابِ آقرا

## استغراق کی کلید حواسِ خمسہ ظاہری کا بند ہو جانا ہے:

**فائدہ:** اگر زادیہ نگاہ ۶۰ درجہ پر نماز پڑھتے وقت قائم رکھو گے۔ تو خیالات دسواں۔ خرطوم۔ دہم سرگزند آئیں گے۔ زبردہ درجہ زادیہ نگاہ خیالات کو بند کرنے کی آخری کلید ہے۔ متوجہ ہوتے وقت پڑھنا بالکل بند کر دیں۔ (یہ مبتدی کے لئے ہے) ماہر اور صاحب استعداد ہر وقت متوجہ ہو سکتا ہے۔ مگر مبتدی کے لئے رات ہی بہتر ہے۔ مبتدی پر گاہے ایسا وقت بھی آتا ہے کہ متوجہ ہو کر بیٹھتا ہے لیکن طبیعت اس طرف مائل نہیں ہوتی سو ایسے وقت میں دوبارہ پڑھنا شروع کر دیں۔ جو کچھ بھی آپ کو یاد ہو پڑھیں۔ پھر دوبارہ پڑھنا بند کر کے تصور اسم اللہ ذات ۹۰ درجہ پر کریں۔ چند منٹ بعد اپنی نظر ۶۰ درجہ زادیہ نگاہ پر لے جائیں۔ اور دوبارہ جابیں باقی سب کچھ قبل ازیں بتا چکا ہوں اس پر عمل کریں۔

**نوٹ:** چونکہ یہ تصنیف مبتدیوں کے لئے ہے۔ اور بے عمل نام کے سڑوں کیلئے ہے۔ اور بے عمل۔ ناپیدا مجاہدوں کے لئے ہے۔ جو لوگ قبروں کی مٹی بھی پہنچ کھاتے ہیں اُن کے لئے ہے۔ جن اصحاب کا کسی طرح بھی باطن نہ کھلا ہو اُن کے لئے ہے۔ جنہیں پیر لوٹ کر کھا گئے ہیں۔ اور جو پیر بھی خالی مُریہ بھی خالی ہیں اُن کے لئے ہے۔ عہ

خرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں  
ترا علاجِ نظیر کے سوا کچھ اور نہیں!  
ہ اٹھائیں مدرسہ و خانقاہ سے غمناک  
نہ زندگی، نہ محبت نہ معرفت نہ نگاہ!

## علم العین کا مرکزی نکتہ زاویہ نگاہ ہے ،

لیکن ، لیکن جو بزرگ کامل مکمل مکمل صاحب نظر ، جامع ، نور الہدیٰ ہیں ، اُنکے  
میں قدموں کی خاک ہوں ، ایک کامل کا وجود گو ہر بے بہا ، سب سے بڑی نعمت  
ہوتا ہے ، لیکن ایسے کامل لوگ اپنے آپ کو سہرا بازار فروخت نہیں کرتے ، کبھی  
ناز نہیں پردہ نشین کی طرح اپنے آپ کو چھپائے رکھتے ہیں ، نہ سے آرزو ، وہ تجھے  
نہ ملیں گے ، نہ تو انکو دھونڈھ سکتا ہے ، اس لئے میں نے تیرے لئے اکسیر نظر  
تیار کر دی ہے ، یہ اکسیر بغیر ظاہری رہنما کے بھی تیری نظر کھول دیگی ، اور جب تیری  
نظر کھل جائے گی تو تو مجھے تلاش کرتا پھرے گا ، لیکن میری تلاش نہ کرنا ، اس وقت  
میں دوسری دنیا میں جا چکا ہوں گا ، لیکن ذرا آنکھیں کھول ، میں نے تیرے لئے بہت  
جمع کر دیا ہے ، اس کو کام میں لا ، انشاء اللہ یقیناً تیری پرواز تیری باطنی آنکھیں کھل  
جائیں گی ، زاویہ نگاہ بالواسطہ اور زاویہ نگاہ بلا واسطہ کو ذرا سمجھ لیجئے  
زاویہ نگاہ بالواسطہ وہ زاویہ نگاہ ہے جس کو بردئے کار لانے کے لئے تصور تفکر  
خیال کو بردئے کار لایا جاتا ہے ۔

مثلاً ، آپ نے اسم اللہ ذات کو اپنے اندر کسی عضو پر نقش کرنا ہے ، (۱)  
سب سے پہلے خیالی طور پر آپ اپنے اندر بیٹھیں گے (۲) پھر اندر بیٹھ کر آپ کا  
خیالی انسان خیالی تصور اسم اللہ کرے گا ، (۳) پھر تصور خیالی کے ذریعے سے  
وہ خیالی آنکھ اسم اللہ ذات کو کسی اندر کے عضو پر خیال سے تحریر کریگی ، (۴) پھر تھا  
نمبر اس اسم کا ہو گیا جو کہ آپ تحریر کریں گے ، (۵) پانچواں نمبر خود آپ کا ہو گیا چونکہ  
آپ باہر بیٹھے باقی چاروں نمبروں پر کنٹرول کر رہے ہوں گے ، گویا آپ نے اپنے اندر  
ہر چیز ایک واسطہ ، ایک وسیلہ ، اور ایک ذریعہ کو کام میں لا کر کی ، ظاہر ہے آپ کو پانچ

## حواہیں خمسہ ظاہری کا بند ہو جانا، حواہیں خمسہ باطنی کے کھل جانے کی کلید ہے!

عدد کی ضرورت لاحق ہوئی۔ تب آپ نے اپنے اندر تصور اسم کو سراہنا شروع کیا۔ اسی کو زاویہ نگاہ بلا واسطہ کہتے ہیں۔

اب آئیے زاویہ نگاہ بلا واسطہ کی طرف: اس میں صرف آپ کا زاویہ نگاہ ہے اور اسم اللہ ہے جس کو آپ *ذات* (ڈائرکٹ) بلا کسی ذریعہ کے دیکھیں گے اگر آپ استغراق میں بھی ماہر ہوئے تو یکدم تجلی پڑے گی۔ یا مشاہدہ کھل جائیگا۔ یا اسم اللہ باطنی طور پر تاباں ہو جائیگا۔ یا باطنی پرواز جاری ہو جائے گی۔ اسے ”تصور اسم اللہ ذات یا زاویہ نگاہ بلا واسطہ کہتے ہیں“

مجاہدانہ حرارت دہی نہ مٹونی میں

بہانہ بے عملی کا بنی شراب الست

اے میرے بھائی! کیا تجھے معلوم نہیں کہ تو تصور اسم اللہ اور اسم اللہ تجلی نہیں کے درمیان کتنے ہی درجات کو بالکل نظر انداز کر گیا ہے۔ اسی لئے تو نے کچھ دن تصور اسم اللہ کیا پھر جب کچھ نظر نہ آیا (اور نہ نظر آنا تھا) تو ناامید ہو کر تصور خیالی کو بھی چھوڑ گیا۔ کیا تجھے معلوم ہے کہ تو نے یہ تصور اسم کے مابین رابطہ چھوڑ کر کتنی بڑی غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ نہ تو نے حواہیں خمسہ ظاہری کا خیال کیا، نہ حواہیں خمسہ باطنی کو کھولنا سیکھا۔ نہ تو علم العین سے واقف ہوا نہ تو نے کبھی ذکر العین میں مہارت حاصل کی۔ نہ تو استغراق میں ڈوبا۔ نہ کبھی باطن میں ابھرا نہ تو نے زاویہ نگاہ کو چھاننا اس پر عمل کیا۔ نہ کبھی غرق فی الذات ہوا۔ نہ کبھی غرق فی انفس۔ پھر بتاؤ اسم اللہ

اسے لا الہ کے وارث ہوتی ہیں یہ تجویز ۴۲ گفتہ دلبرانہ کردار کا ہسرانہ !

کیا تجھے معلوم ہے کہ تو اسم اللہ متعلیٰ باطنی اور تصور کے درمیان درجۂ

کو چھوڑ گیا ہے۔

باطنی کیسے متعلیٰ ہوتا۔ اور کیونکر ہوتا۔ میں نے تیرے لئے بڑی کاوش سے ایک نقشہ استغراق اور تصور میں امتیاز کا مرتب کیا ہے۔ تو اسے بغور پڑھ۔ پھر جو جو کچھ تو چھوڑ گیا ہے۔ اس پر دوبارہ عمل کر۔ پھر تیرا اسم اللہ باطنی بھی متعلیٰ ہو جائے گا۔ ہر ایک کلام اپنے اصل مقام سے جا لو ہوتا ہے۔ ہر قفل کی کلید الگ الگ ہوتی ہے۔ تو ہر قفل میں ایک ہی چابی لگا رہا ہے۔ پھر قفل نہ کھلنے کا شکوہ بھی کرتا ہے۔ اب ذرا غور کر پڑو سیول نے اپنے دروازوں پر مضبوط قفل لگا کر ہرے ہیں۔ تیرا خیال تھا یہ یونہی کھل جائیں گے۔ ناجی نا۔ یہ ایسے ویسے یونہی نہ کھلیں گے۔ پہلے چابی بنانا سیکھے پھر قفل میں لگانا سیکھے۔ آپ کے سامنے چارٹ ہے۔ ملاحظہ کیجئے !

مشاہدات نہیں تو باطنی پرواز بھی نہیں

علم العین نہیں تو مشاہدات بھی نہیں

آپ پر ہر لمحہ تجلیت کا نزول ہو سکتا ہے

جب عشق سکھاتا ہے آداب خود آگاہی ۶۳ کھلتے ہیں غلاموں پر اسرار شہنشاہی !

جس نے کھلی آنکھوں سے استغراق کی حالت کو پایا اُس کا  
کھلی آنکھوں سے مشاہد جاری ہو جیگا۔

**”تصور اور استغراق کی امتیازی خصوصیت“**

”تصور“	”استغراق“
تصور: خیال اور فکر کا نام ہے۔	استغراق: محویت، بیخودی کا نام ہے۔
تصور: خیال، فکر اور تصور سے دیکھنے کو کہتے ہیں۔	استغراق: غرق، محویت، بیخودی، اپنی ذات میں ڈوب جانے کو کہتے ہیں۔
تصور: سراسر مطلق، ہوش کا نام ہے۔	استغراق: سراسر مطلق ہے ہوش کا نام ہے۔
تصور: خیال سے اپنے اندر جھانکنے کا نام ہے۔	استغراق: غرق فی الذات غرق فی نفس ہونے کا نام ہے۔
تصور: خیال، فکر سے حواس خمسہ ظاہری بند نہیں ہوتے تا آنکہ آپ استغراق کو حاصل کر نہ سیکھ لیں۔	استغراق: حواس خمسہ ظاہری کے بند کرنے کی سب سے بڑی کلید ہے۔

رحمتیں ہیں تیری اغیار کے کاشانوں پر ۶۴ برق گرتی ہے تو یہ پچارے مسلمانوں پر :

کھلی آنکھوں سے اسم اللہ پر نظر جمانا تجلیاتِ برہ پیداکر دیتا ہے

تصور	استغراق
تصور خیال، تفکر سے جو اس غصہ باطنی نہیں کھل سکتے تا آنکہ آپ استغراق کو نہ پالیں !	استغراق جو اس غصہ باطنی کو کھولنے کی امداد کلید ہے۔
تصور بند آنکھوں سے بذریعہ خیال ہوتا ہے۔ نیز تصور آنکھیں کھول کر بھی کیا جاتا ہے۔	استغراق آنکھیں بند کر کے حاصل کیا جاتا ہے۔
علم العین کا حاصل تصور بھی ہے مگر اس وقت جبکہ اس میں استغراق شامل ہو جائے۔	علم العین کا حاصل استغراق باز ادویہ نگاہ ہے۔
تصور خیالی سے غیبی اسم اللہ ذات متجلی نہیں ہوتا تا آنکہ استغراق شامل حال نہ ہو جائے ایسا ہو گیا تو غیبی اسم متجلی ہو جائیگا۔	استغراق میں یہ اہلیت ہے کہ باطنی غیبی اسم اللہ ذات روشن و متجلی دیکھ سکے۔
تصور خیال، تفکر سے ایسا نہیں ہو سکتا تا وقتیکہ یہ تینوں استغراق کے ماتحت نہ ہو جائیں۔	استغراق میں عالم ناسوت سے عالم ہوت سے ایک تمام منازل طے کرنے کی اہلیت موجود ہے۔

عطار ہو، رومی ہو، رازی ہو، غزالی ہو ۴۵ کچھ اچھے نہیں آتا بے آہ سسوگا ہی:

نیکنگی باندھ کر دیکھنا، تجلیا برہنہ کا سبب بن جاتا ہے!

تصور	استغراق
خالی، خیالی تصور میں یہ اہمیت موجود نہیں تا وقتیکہ اس کے ساتھ استغراق تام، علم العین باز ادیہ نگاہ کو شامل نہ کر لیا جائے۔	علم العین باز ادیہ نگاہ۔ استغراق تام، باطنی پرداز، فیسی جہاں، تمام عوالم باطنی تمام لطائف غیبی کے کھولنے کی آخری واحد اور یکتا کلید اور کنجی ہے۔

آئین جو ائمرداں خنق گوئی و پلبیا کی  
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں رو یا ہی

اب حجرہ صوفی میں وہ فقر نہیں باقی  
خون دل شیراں ہو جس فقر کی دستاویز

## مشق کے وقت ملکیں کم جھپکانا تجلیا برہنہ پیدا کر دیتا ہے

سو میرے بھائی! اب تو آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ تیری ناکامی کا سب سے بڑا سبب اور سب سے بڑی وجہ کیا ہے۔ تو برسوں سے اسم اللہ ذات کا تصور کر رہا ہے۔ لیکن اسوا چند گنتی کے اصحاب کے ہاتھی سب نے ابھی تک جاگتے جاگتے بیٹھے بیٹھے غیبی اصل باطنی اسم اللہ ذات کو متعلیٰ اور جلوہ گر نہیں دیکھا۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ خالی خیالی تصور اسم اللہ ذات کو غیبی طور پر متعلیٰ کرنے کے لئے بالکل ناکافی ہے۔ جب تک تو تصور اسم کی چند مزید قوتوں کو بروئے کار نہیں لایا گیا۔ اسم اللہ ذات غیبی کو بھی متعلیٰ، تابان اور روشن عالم غیب میں نہ دیکھ سکے گا۔

ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی  
ہو دیکھنا تو دیدہ دل وا کرے کوئی

سو تصور خیالی سے تیرا دیدہ دل وا نہ ہو سکے گا۔ تا وقتیکہ تو علم العین بازادیہ نگاہ کو حاصل نہ کرے۔ اور علم العین تجھے اس وقت تک حاصل نہ ہو گا۔ جب تک تو استغراق بازادیہ نگاہ حاصل نہ کرے۔ اور استغراق بازادیہ نگاہ تجھے اس وقت تک حاصل نہ ہو گا جب تک تو حواس خمسہ باطنی کو نہ کھولے گا۔ اور تیرے حواس خمسہ باطنی اس وقت تک نہ کھلیں گے جب تک تو حواس خمسہ ظاہری کو بند کر نیکی اہلیت نہ جانے گا۔ نہ پیدا کریگا۔ جب تو یہ سب کچھ جان جائیگا۔ تو تیرا تصور بھی بلکہ تیرے سارے کے سارے حواس کام کو نا شروع کریں گے۔

یہ اسی غلطی کا نتیجہ ہے کہ اب تک آپ کو غیبی اسم اللہ ذات جاگتے جاگتے بیٹھے بیٹھے باطنی حواس پر دیکھنا نصیب نہیں ہوا۔ اور یہ ایک غلطی ہی سرزد نہیں ہوئی

اے طائر لاہوتی اُس رزق سے موت بھی ۴۴ جس رزق سے آتی ہو پھر اڑتیاں کرتا ہی :

کیا آپ کو معلوم ہے کہ اپنے تصور اسم خیالی اور تصور اسم غیبی کے درمیان کتنا ضروری مراحل چھوڑ کر کتنی بڑی غلطی کی ہے۔

بلکہ بہت سی غلطی در غلطی سرزد ہو گئی آپ سے۔ ذرا میری طرف دیکھئے۔ پھر کیسے غیبی اسم اللہ ذات آپ دیکھ سکتے تھے۔ آپ نے بہت روز تصور کیا۔ شاید اب بھی کہہ رہے ہوں۔ لیکن آخر کار تھک بار کر آپ تصور اسم چھوڑ بیٹھے۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ تصور آپ کا تھا یا تصور کا۔ تصور آپ کا تھا یا لا علمی کا۔ تصور آپ کا تھا یا علم العین کا۔ تصور آپ کا تھا یا آپ کے خیال کا۔ تصور آپ کا تھا یا پردسیوں کا۔ میرا خیال ہے۔ پردسیوں کا ہی تصور ہوگا۔ ہمارا لڑکا تو بے پردہ بڑا شریف ہے۔ بس کبھی کبھی پتنگ اڑالینا ہے۔ یا پتنگ کو پکڑنے کے لئے روڑے مار لیتا ہے۔ یہ روڑے پردسیوں کے گھر میں جا گرتے ہیں۔ پردسی سم سے ٹا پڑتے ہیں کہ تھارا لڑکا ہمارے گھر روڑے مارتا ہے۔ اور ہم کہتے ہیں۔ نا۔ نا۔ ہمارا لڑکا تو ایسا ہے ہی نہیں۔ تم خود مولہ الزام لگاتے ہو۔ بتائیے اب آپ کو آپ کے رشکے کی غلطی کیسے معلوم ہو گئی۔ ویسے میرا خیال ہے کہ غلطی نہ پردسیوں کی ہے۔ نہ آپ کے رشکے کی۔ غلطی صرف میری ہے۔ کیونکہ ع

بھری بزم میں راز کی بابت کہہ دی

بڑا بے ادب ہوں سزا چاہتا ہوں !

سو میرے بھائی! میرے عزیز بھائی! آؤ دوبارہ از سر نو غور کریں۔ ہم اپنے تصور اسم کے درمیان کے تمام لوازمات کو پورا کریں۔ پھر دیکھئے کہ تصور اسم اللہ غیبی طور پر منجانی صورت میں۔ صغائی صورت میں۔ منجانی صورت میں ہو کر گھومتا ہے کہ نہیں۔

# کیا آپ کو معلوم ہے تجلیاتِ سیات رنگوں پر مبنی ہیں ”علمِ حاضرِ اسم اللہ ذات“

یہ تو آپ کو معلوم ہے، کہ اللہ جل شانہ کی شان کتنی بلند و بالا ہے۔ وہ درجہ  
 لاشریک ہے۔ اس کی ذات میں نہ کسی بھی مرسل کو، نہ کسی ولی کا مل کو نہ فقیر  
 و درویش کو کوئی دخل ہے نہ دخول۔ نیکس و مشکبہ شیعہ! اس جیسا کوئی بھی  
 نہیں، اس کی نہ کوئی مثل ہے نہ مثال۔ سبحان اللہ وہ بہت اعلیٰ و مثال ہے  
 بلے چون دہے چگون ہے۔ وہ ذات پاک اس قدر اپنی ذات میں یکتا و یگانہ  
 ہے کہ اس کی طرف کوئی اشارہ تک نہیں کیا جاسکتا۔ وہ اپنی ذات میں واحد ہے  
 وہ اپنی ذات میں احد ہے، اس کی ذات بے مثل و مثال میں کسی کو بھی کوئی  
 چارہ نہیں۔ اُسے نہ نیند آتی ہے نہ اُدکھ۔ وہ جس بات کو چاہتا ہے کہ ہو جائے  
 تو صرف اتنا فرماتا ہے۔ کُنْ، فیکون کہ سو جائیس وہ فوراً ہو جاتی ہے۔

یہاں پر اس بندہ کا یہ جی چاہ رہا ہے کہ فوراً اس پر قربان ہو جائے۔ اس  
 بندہ نے برسہا برس تمام کائنات، تمام جہان کو چھانا۔ دلوں جہان کو چھان  
 مارا لیکن ہر چیز کو فنا پذیر پایا۔ یہ ابتدائی طلب و تلاش تھی، جب کائنات کی  
 ہر چیز کو نقص پذیر پایا، تو بھی دل کی آرزوئیں بر نہ آئیں۔ ع

ہر مدد خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم لکھے نہ بہت لکھے مرے ارمان لیکن ہر بھی کم لکھے  
 بچپن میں جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ دونوں جہان سے ماسوا، ایک ایسی ذات بھی  
 ہے۔ جس کو فنا نہیں جو ازل سے پہلے بھی تھا۔ اور ابد کے بعد بھی ہوگا۔ جو

اب مجرّد صوفی ہیں وہ فقر نہیں باقی ۶۹ خوب دل شیراں ہو جس فکر کی دستاویز!

## وہ ذات پاک بمثل و بمثال ہے!

وعدہ لا شریک ہے۔ جو بے مثل و بے مثال ہے تو دل اتنا راضی ہوا کہ بیان سے باہر ہے۔ پس ایسے ہی محبوب کی بجائے ضرورت تھی۔ الحمد للہ کہ آنکھ کار بالا ضرورہ مل ہی گیا۔

سوائے تصور اسم اللہ ذات میں محو تو ذرا بتا اُسے کیسے پائیگا جسکی مانند کوئی ہے ہی نہیں۔ پھر غور کرو! تو اُسے کیسے دیکھے گا جو دیکھنے کی چیز ہی نہیں۔ تو اسے کیسے پائیگا جس کا وجود *دُرّ اذّ النور اثمّ دُرّ اذّ النور* ہے۔  
ہے دیکھنے ہی کہ نہ دیکھا کرے کوئی

حضرت بایزید بسطامیؒ نے عرض کیا مقامِ جاہلیت میں کہ یا اللہ تجھے کیسے دیکھ سکتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ *دَعِ نَفْسُكَ وَتَعَالِ*۔ یعنی تو اپنے نفس کو چھوڑ دے اور آ جا۔ یعنی تو اپنے ظاہری و باطنی وجود سے دست بردار ہو جا۔ پس تو میرے پاس پہنچ جائیگا۔ حقیقی مقامِ ماسوا اللہ اسی کا نام ہے کہ تو درمیان سے اپنے آپ کو مٹا دے۔ یہاں پر کسی عارف نے کیا اچھا کہا ہے۔  
نہیں تجھ میں ایسا سما جاؤں کہ میں میں نہ رہوں  
اور۔۔۔ تو مجھ میں ایسا سما جائے کہ تو ہی تو ہو جائے

حضرت بایزید بسطامیؒ نے دوبارہ عرض کیا کہ یا ذاتِ احدیت میں اس طرح بھی تیرے دیکھنے کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ میں اس طرح کرتا ہوں کہ میں اپنے آپ سے دست بردار ہو جاتا ہوں۔ پھر تو خود اپنی آنکھ سے خود اپنا نظارہ فرما۔ تو پھر

۱۔ مذکورہ بالا شعر کے حال کی آپ بیتی یہ بندہ حقیر اپنی تصنیف سلسلہ وار ۲ میں عرض کر رہا۔

اے صلیبہ درویشان وہ مرد خدا کیسا ۷۰ ہو جس کے گریہاں میں ہنگامہ رہتا خیر!

## کوئی تجلی سیاہ رنگ پر مبنی نہیں ہے!

دیکھنے میں کوئی دوئی نہ رہے گی۔

حضرت بایزیدؒ کے قول کی تفسیر: ہوگا۔ چونکہ ایک تو دیکھنے والا ہو گیا۔ اور ایک وہ جس کا دیدار کیا گیا۔ تو یہ دو عدد ہو گئے اور وہاں ذات میں دو کی کوئی گنجائش نہیں۔ اگر اس نے تجھے دیکھا تو ایک "تو" ہو گیا اور ایک "وہ" وہی دو ہو گئے۔ ایک تو نہ رہا۔ سو یہ بھی دیدار نہ کہلائے گا۔ چونکہ ذات میں احدیت ہے۔ وہاں پر دو کی کوئی گنجائش نہیں۔ پس تیرا دیدار تب درست ہوگا جب تو اپنے آپ سے قطعاً ظاہراً باطناً درست بردار ہو جائے گا۔ ایسی حالت میں وہی ذات احدیت ہاتی رہ جائے گی۔ اور تو اس کی ذات میں محو، گم، بے خود ہو کر بے نام و نشان ہو جائے گا۔ پھر تو اسی ذات کی نظر سے ذات کا دیدار کر لگا۔ اور تو درمیان سے ہٹ جائیگا۔ اور دوئی ختم ہو جائے گی۔ تیری جھلائی "ہونے میں نہیں" نہ ہونے میں ہے۔ اسی مقام کو اَنْتَ اَنَا وَاَنَا اَنْتَ کہتے ہیں۔ اسی مقام کو درست ماسوا اللہ کہتے ہیں۔ اسی مقام کا نام جاہونیت ہے۔ یہی مقام وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ ہے۔ یہی مقام مُبْتَغَا فِي مَا عَظُمَ شَأْنِي ہے۔ اسی کا نام ہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔

اس پاک ذات میں اگر کوئی دوسرا شریک ہوتا۔ اس ذات احدیت میں اگر کسی دوسرے کا دخل ہوتا۔ اس ذات ہمیشگی کی اگر کوئی مثال ہوتی تو دونوں جہاں کبھی کے تہیں نہیں ہو چکے ہوتے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ۔ وَهَاتَا ذِمَّتَا الْعَمَامَا ثُمَّ وَدَامَا السُّوَمَا ہے۔

یہ کائنات ابھی ناتمام ہے شاید ۱۰ کروڑ ہی ہے دمام صد کن فیسکون!

تو دیدار کا خواہاں ہے تو اپنے ظاہری باطنی وجود سے دہزار  
ہو جا پھر اسی کی آنکھ سے اس کا دیدار کر!

”عین ذات میں کسی کو کوئی دخل نہیں“

یہ تو آپ نے اب بخوبی سمجھ لیا کہ عین ذات میں نہ کسی شیئہ میں کوئی دخل  
کرام کو، نہ ادراج مقدمہ کو اور نہ عالمک میں سے کسی کو بھی کوئی دخل نہیں۔  
تاہم باقی تمام مقامات عام ناموت سے لیکر عام عاصوت تک تمام  
طائف لطیفہ نفس سے لے کر لطیفہ اغنیٰ تک زیادہ سے اغنیٰ سے آگے مقام  
ہویت ہے جسے اصطلاح تصوف میں مقام ”آشا“ کہتے ہیں۔ آشا کے معنی  
میں میں بذات خود۔ یعنی ذات خاص الخاص سیکھ یا درجے سے کہ یہاں آشا  
سے مراد عین ذات نہیں۔ چونکہ عین ذات میں تو کسی کو بھی کچھ دخل ہی نہیں ہو  
یہاں آشا سے مراد ذات کے نور خاص الخاص کا بغور انعکاس بعض اکتساب  
انوار الہیہ ہے۔ نہ کہ عین ذات انسان انوار الہیہ کی آخری منزل تک بطور عکس  
کے اپنے اندر اکتساب انوار سے فیضیاب ہوتا ہے۔ اور بس۔ لیکن یہ بھی بہت  
بڑی بات ہے۔ ان انوار الہیہ کی شان بھی بہت بلند ہوتی ہے۔ یہ وہ مقامات  
ہیں جہاں ملائکہ مقربین کو بھی کوئی دسائی حاصل نہیں۔

انعکاس اکتساب انوار: کی مثال ایسے ہے جیسے کہ سورج ہم کو روشنی  
فراہم کرتا ہے لیکن سورج ہمارے اندر تو دخل

تو بھی رہگزی ہے قید مقام سے گزر ۷۲، سر و جہاز سے گزر، مارس و شام سے گزر!

باطن میں ہر ایک مشاہدہ اپنی اہلیت کے مطابق نظر آتا ہے!

## ”انعکاس و انوار الہیہ“

نہیں ہو جاتا، اس روشنی سے سارا جسم روشن، گرم، تاباں رہتا ہے اور اسی روشنی سے ہمارے جسم کی تمام شیفزری چلاوے، لیکن سورج بذات خود اپنی جگہ پر قائم ہے یا اس کی مثال ایسے سمجھئے جیسے سونا آگ میں تپ کر سرخ و گرم ترین ہو جاتا ہے لیکن آگ اپنا وجود الگ قائم رکھے گی اور سونا بالکل الگ، سو بالکل اسی طرح بطور انعکاس کے، بطور ردّ فعل کے انوار الہیہ آپ کے تمام باطنی لطائف کو انوار الہیہ سے پُر اور مملو کر سکتے ہیں۔ اور بعد آپ کے جسم کے اور بعد آپ کے لطائف کے آپ کا تمام جسم بطور انعکاس سراسر انوار میں تبدیل ہو سکتا ہے، لیکن وہ ذات عین اپنی جگہ پر قائم رہے گی۔ اور آپ بذات خود اپنی الگ حیثیت میں قائم رہیں گے۔ البتہ یہ انعکاس نور آپ کے اندر آتی پاؤں۔ قوت داخل کر سکتا ہے کہ آپ دونوں جہان کو ایک قدم میں طے کر سکتے ہیں۔ اور اس قوت سے وہ کام کر سکتے ہیں جو بظاہر ناممکن معلوم ہوتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے باطن میں بھی ہندہ کو اتنا محدود اختیار دے رکھا ہے جتنا کہ آپ کو اس دنیا میں محدود اختیار دے رکھا ہے، یعنی جیسے تو دنیا ظاہر میں چاہے تو اللہ تعالیٰ کو یاد کر۔ چاہے تو نہ کر۔ چاہے تو کوئی کام کر چاہے تو نہ کر۔ کسی کو کچھ دے چاہے نہ دے بالکل اسی طرح باطن میں اللہ اپنے محبوب بندوں کو اتنا سا محدود اختیار دے دیتا ہے کہ باطنی اور ظاہری دنیا میں تصنیف کر سکیں چاہے تو نہ کریں۔

جس کا عمل ہے بیغرض اسکی جزا کچھ اور ہے ۷۳ اور دنیا میں سے گزرا باہر وہاں سے گزرا:

جس صفت سے تم اُسے یاد کرو گے اسی صفت پر  
وہ جلوہ گر ہوگا:

## ”حاضرات اسم اللہ ذات“

بندہ نے ”اخفی“ تک سے بات چھوڑی تھی۔ سوتا ہم اللہ تعالیٰ نے عالمِ ناسوت سے لیکر عالمِ حائوت تک اور لطیف نفس سے لیکر لطیفِ اخفی تک اور انوارِ نیلگوں سے لے کر انوارِ نفیسی تک سب کچھ انسان کے اندر مندرج کر دیا ہے اور مرقوم کر دیا ہے۔ لیکن یاد رہے یہ سب کچھ تخمِ در تخم پردہ در پردہ انسان کے اندر مندرج، مرقوم اور پوشیدہ طور پر درِ لعلت کر دیا ہے۔

”یہاں تک جو کچھ بیان کیا گیا ہے۔ وہ سب کچھ تہید کے طور پر بیان کیا ہے تاکہ آپ کو معلوم ہو سکے کہ ”عین ذات“ میں کسی کو دخل نہیں یہی درجہ ہے کہ ہمیں سے حاضرات اسم اللہ ذات شروع ہوتے ہیں؟“

سو یہ جو بیان کردہ الف سے ی تک انسان کے وجود کے اندر اللہ تعالیٰ جلّ شانہ نے مندرج کیا ہے۔ اور جسے پردہ در پردہ تہہ بہ تہہ مسطور کیا ہے۔ اب آپ کو اسی طرح درجہ بدرجہ اس پر سے پر سے اٹھا کر اس کو عیاں کرنا ہوگا جس طرح کہ درجہ بدرجہ ان کو آپ کے اندر مندرج کیا گیا ہے۔ لیکن جب آپ ان پر سے پردہ اٹھانے میں مصروف ہوتے ہیں تو آپ کا دل اندر سے سیارزدہ کرتا ہے۔ کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نظر آئے۔ لیکن وہ آپ کو نظر نہیں آتا۔ آپ پھر بار بار گردش کرتے ہیں۔ وہ پھر بھی نظر نہیں آتا۔ اب آپ پریشان ہو جائیں گے

زباں پر بار خدایا! کس کا نام آیا ۳۴ کہ میرے نطق نے میرے میری زباں کیلئے

## کوئی لطیفہ بھی سیاہ رنگ پر مبنی نہیں ہے!

کہ ایک کتابوں نے سچ نہیں بتایا۔ یا ان بزرگوں میں یہ طاقت نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو دکھا دیں، یا پھر یہ سارے راستے ہی سرے سے جھوٹ ہیں۔ سو آپ کی اطلاع کیلئے عرض ہے کہ کتابیں اولیاء کرام کی بھی سو فیصد درست بتاتی ہیں۔ اور کامل اکمل پر بھی سب کچھ درست فرماتے ہیں۔ راستہ بھی سو فیصد درست ہے۔ صرف آپ بذات خود ایک بات کو نہیں سمجھ سکے اس غلط فہمی نے آپ کو کہیں سے کہیں دور جا بھینکا ہے۔ یہی آدم ہے سلطان بحر و بر کا! کہوں کیسے ماجرا اس بے بھر کا!

نہ خود ہیں نے خدا ہیں نے جہاں میں: یہی شہ کار ہے ترے مہر کا! یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ عین ذات میں کسی کو کوئی دخل نہیں اب ذرا آگے چلئے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَا تَذْكُرْهُ الْإِنصَارُ دَ هُوَ يُدْرِكُ الْإِنصَارُ یعنی کہ آپ کی (ظاہری) آنکھیں مجھے نہیں پا سکتیں بلکہ وہ تہا ری آنکھوں کو پا سکتا ہے۔ یعنی تہا ری ظاہری آنکھوں کو مجھے پانے کا ادراک حاصل نہیں ہے بلکہ سچ پوچھو تو عین ذات تک باطنی آنکھوں کی رسائی بھی نہیں ہے! اگر ایسا ہوتا تو وہ خدا ہوتا۔ اور ایک خدا دوسرے خدا کو معزول کر کے کسی کا خود خدا بن بیٹھتا۔ اور نظام کائنات کسی کا درہم برہم ہو چکا ہوتا۔ لیکن دوسری طرف ایک انسان میں ناسوت سے لے کر محاصرت تک جہانے کی پوری پوری اہلیت خود خدا تعالیٰ نے انہیں تہا رے اندر ودیعت کر دی اور لطیف نفس سے لیکر لطیف اخفی تک کی اہلیت بھی انسان کے اندر مہذج کر دی۔

سبق طلب ہے یہ معراج مصطفیٰ سے مجھے ۵۷ کو عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں!

## آنکھیں اندھی ہو سکتی ہیں سیدنا بھی

**نوٹ:** میرا خیال ہے سب سے پہلے آپ اس بندہ کی سلسلہ التعینف ر بنام سیف الرحمن کا مطالعہ فرمائیں اور اس جگہ کا مطالعہ فرمائیں وہاں ذات سے صفات صفات سے اسماء اسماء سے اشیاء اور آثار سے عیاں تک کا سب کچھ بیان کیا گیا ہے۔ اور یہ بھی جان لیں آپ درجہ بدرجہ اترتے ہوئے یہاں تک آتے ہیں کہ عالم دنیا سے۔ پچھے آپ عالم معجرات ہیں مندرجہ تھے پھر عالم معجرات میں وارد ہوئے پھر عالم ملکوت میں مکان میں ظاہر ہونے پھر عالم جبروت میں آپ کی روح کو بالکل امتیازی اور انفرادی طور پر ایک بالکل الگ باطنی لطیف وجود عطا کر دیا۔ اس کے بعد عالم ملکوت میں تیرے آثار پیدا ہوئے۔ اور بعد ازاں عالم ماسکوت میں تو انکھیں کھلیں ہو گئیں۔ عیاں ہو گیا۔ اب تو اس دنیا میں بیٹھا ہے۔ آیا خیال شریف میں۔ یہ بندہ آپ کو آپ کی اپنی اپنی ہستی مندرا ہے۔ جگہ ہستی نہیں۔ یہ سب تیری اپنی داستان ہے۔ عہد

انھانے کچھ دوق لاسے نے کچھ رنگس نے کچھ گل نے

چمن میں برھرت بکھری پڑی ہے داستان تیری

اگر تو سمجھ جائے۔ بلکہ سمجھ لے۔ بلکہ جان لے یہ سب کچھ مذکورہ بالا اسماء اللہ ذات کے حضرات میں سے ہے۔ اسماء اللہ ذات کے مختلف مظاہر ہیں۔ اور اسی بات کو چھٹی طرح سمجھ لے جس طرح تو درجہ بدرجہ یہاں تک اترتا ہوا آیا ہے۔ اسی طرح درجہ بدرجہ عروج کرتا ہوا ایک دن اپنے اصل تک پہنچ سکتا ہے۔ اگر آپ کو عملی طور پر پہنچنا مقصد ہو تو بندہ کی سلسلہ التعینف کا مطالعہ فرمائیں۔ اس میں آپ کو عملی طور پر واپس اپنے اصل تک پہنچنے کے تمام مراحل تمام مشاہدات تمام منازل

## دل اندھا ہو سکتا ہے اور بینا بھی

اور تمام حضرات اسم اللہ ذاتِ علی طور پر معلوم ہو جائیں گے، اور اس جگہ آپ علمی طور پر سمجھ رہے ہیں۔ اگر آپ سمجھ رہے ہوئے تو بغیر ظاہری رہنمائی کے بھی آپ باطن میں پرواز کرتے ہوئے اپنے اصل تک پہنچ جائیں گے۔ جب آپ کی باطنی پرواز جاری ہو جائے گی۔ اور آپ علمِ العین بازوِ دیدِ نگاہ پر عمل کرنا شروع کر دیں گے تو بیٹھے بیٹھے آپ باطن میں آہا سکیں گے۔ ع

ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی  
ہو دیکھنا تو دیدہ دلِ داکرے کوئی !

## ”حاضراتِ اسم اللہ ذات“

”کچھ دیگر مظاہر حضرات اسم اللہ ذات تمہیداً“

ملاحظہ فرمادیں! جس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک خاص وقت پوری ہونے پر حضرت شعیب علیہ السلام سے رخصت ہو کر اپنے اہل بیعت کو لیکر چلے تو راستے میں دادی سینا آئی تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے اہل بیعت کو فرمایا اَمْلُكُوا  
اِنَّ اَنْتُمْ نَاَمَا الْعَلٰی اَتَيْنٰكُمْ مِنْهَا وَخَبْرَ الْمَ عَنِ مُعْبِدٍ : میں نے ایک  
آگ دیکھی ہے۔ میں تمہارے پاس وہاں سے ایک انگارہ لاکر آگ جلاتا ہوں۔  
شاید کہ تم تاپو اور تمہاری سردی دور ہو سکے۔ پس موسیٰ علیہ السلام اس وقت وہاں

وہ دانائے نسل ختم الرسل مولا کل جن نے ۷۷ غبارِ راہ کو بخشا فریغ وادی سینا!

## بینا دل رکھنے والوں کی آنکھیں بھی پینا ہو جاتی ہیں

گئے۔ قریب ہوئے تو دیکھا آگ تو ایک درخت پر لگی ہوئی ہے۔ حالانکہ وہ سبز ہے۔ پس اللہ نے فرمایا مِّنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يَّمُوسِيَ اِنِّى اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ ۝ یعنی ایک درخت سے آواز آئی۔ اے موسیٰ (ڈرو نہیں) یہ تو میں ہوں تمہارا رب العالمین۔ آپ کے خیال میں کیا وہ رب العالمین کی عین ذات تھی۔ جی نہیں۔ ایسا نہ تھا۔ بلکہ یہ اسم اللہ ذات کے۔ حضرات کی ناسوتی شکل کی تجلی تھی۔ اسی سلسلے نہ موسیٰ علیہ السلام اُسے آگ کہتے۔ اور نا ہی اصل ذات کو وہ برداشت کر سکتے۔ بلکہ اگر یہ عین ذات ہوتی تو دونوں جہان یک قلم حتم غنبط سلب ہو جاتے۔ اور محض ذات عین ہی رہ جاتی۔

پھر ایک وقت آیا موسیٰ علیہ السلام نے خود فرمایا رَبِّ اَرِنِّى اللّٰهَ ۝ نے فرمایا لَنْ اَرٰىکَ ۝ یعنی آپ نے فرمایا اے باری تعالیٰ میں تجھے دیکھنا چاہتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اصرار فرمایا تو کہا اچھا اگر تو مزدوری دیکھنا چاہتا ہے تو پہلے میں ایک (صفائی، جلالی) تجلی کوہ طور پر ڈالتا ہوں۔ اگر کوہ طور اپنی جگہ برقرار رہا تو تو بھی مجھے دیکھ سکے گا۔ وذا پہلے آرنالے چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنی تجلی کوہ طور پر ڈالی۔ کوہ طور پاشش ہو گیا۔ موسیٰ علیہ السلام یہ ہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو عرض کی یا باری تعالیٰ میں تو یہ کرتا ہوں۔ اور آئندہ باز آیا اور میں پہلا مومن یعنی تجھ پر ایمان لانے والا ہوں۔ ذرا فرمائیے کیا یہ بھی عین ذات کی تجلی تھی۔ جی! نہیں۔ یہ حضرات اسم اللہ ذات کی ایک ناسوتی جلالی تجلی تھی۔

نوٹ: تعریف: پہلی درخت دالی تجلی جہاں تھی حضرات اسم اللہ ذات

یوں اٹھے آہ اس گلی سے میرے ۷۸ جیسے کوئی جہاں سے اٹھتا ہے :

## علم نعم البدل آپ کو فائدہ پہنچانے کا متبادل راستہ ہے۔

کی اس لئے موسیٰ علیہ السلام بے ہوش بھی نہ ہوئے۔ اور دوسری تجلی حضرات اسم اللہ ذات کی جلالی تجلی تھی۔ اس لئے کہ طور پاش پاش ہو گیا۔ اور موسیٰ یہ ہوش ہو گئے۔ دونوں میں سے کوئی بھی عین تجلی ذات نہ تھی۔

تورات میں مذکور ہے کہ ایک دفعہ لوگوں نے خواہش ظاہر کی کہ ہم یا موسیٰ آپ کے رب کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام

ان کو باہر جبل میں ایک خیمہ کے اندر لے گئے۔ اور زمین سے آسمان تک ایک جگہ کی طرح بادل بن گیا۔ اس میں سے اللہ تعالیٰ سر شخص سے ہمکلام ہو گیا۔ پس یہ بھی حضرات اسم اللہ ذات کی ایک مثالی رحمانی تجلی تھی۔ عین ذات نہ تھی عدہ موسیٰ زہوش رفت یک تجلی صفات

تو "عین ذات" سے نگری درستی

یہ بھی عین ذات کی تجلی نہ تھی، اگر عین ذات ہوتی تو نہ کوئی دیکھنے والا ہوتا، نہ دکھانے والا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ مقام حریت کی سرنگ تجلی تھی جو بے کیف دکھ مقامات الہیہ میں سے تھی۔ یہ مقامات باطنی میں سب سے آخری مقام ہے اسی کو مقام جمع الخیر بھی کہتے ہیں۔ یہ مقام "وَإِذَا تَمَّ الْفَقْرُ كَلْبٌ" کے بعد کوئی مقام نہیں۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔

نیز یاد رہے کہ فرمائی گئی ہے آپ عالم ناسوت کا لطیف رکھتے ہیں یا عالم ملکوت کا لطیف آپ کا کھل چکا ہے۔ لیکن آپ بجائے تصور اسم اللہ کے یا اللہ کے یکدم تصور خود شروع کر دیتے ہیں۔ بیشک آپ جس اسم کا جی چاہے تصور کریں۔ لیکن نظام آپ کو عالم ناسوت یا عالم ملکوت کے ہی نظر آئیں گے۔ چونکہ حضرات اسم اللہ

اسی کے فیض سے میری نگاہ سے بخش ۹۹، اسی کے فیض سے میرے سبوں سے تمہوں

## علم نعم البدل سبکے دریغے آپکی تمام آرزوئیں پوری ہو سکتی ہیں

صرف اور صرف آپکی اہلیت یا آپ کے مقام یا آپ کے عالم یا آپ کے لطیفہ کے مطابق ہی نظر آئیں گے۔ لیکن اسم جو کہ نظر سے نظر نہ آئیں گے، نہ ہی آپ کے مقام جو میں داخل ہو سکیں گے۔ اسی لئے تجلیات بھی آپ کے بیدار شدہ لطیفہ کے مطابق نظر آئیں گی۔ مقام جو کہ تجلیات نظر نہ آئیں گی، ہاں البتہ آپ اگر کوشش جاری رکھیں گے اور درجہ بدرجہ مقامات و لطائف و عوالم باطنی کو طے کرتے جائیں گے تو جب آپ کا حال حسب اسم جو ہو جائے گا تو پھر اسم جو کے مقام میں بھی داخل ہو سکیں گے۔ سو ہر کام اپنے اصلی مقام سے چالو ہوتا ہے۔ ہر چال ہی اسی قفل کو لگے گی جس قفل کے لئے وہ بنائی گئی ہو۔ ایک ہی چابی آپ ہر قفل میں نہ لگا سکیں گی۔ ہر قفل کی چابی الگ الگ ہے۔

## ”حاضرات اسم البد ذات کا ایک مسئلہ اصول“

یاد رہے باطن میں حاضرات اسم البد ذات کا ایک مسئلہ اصول ہے۔ ایک الگ قاعدہ ہے۔ ایک الگ تعین ہے۔

تعریف لفظ حاضرۃ (۱) ذرا لفظ حاضرات کے معنی پر غور کریئے۔ حاضرۃ جمع حاضر کی ہے۔ یعنی کسی چیز کو دیکھنے، بلانے اور حاضر

کرنے موجود ہونے اپنے رُود برد بلانے، اپنے رُود برد حاضر کرنے کو کہتے ہیں۔ (۲) لیکن باطن میں پھر اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک حقیقی اور ایک مثالی حقیقی باطنی

ہر روز حسیں کا دیدار نہیں ہوتا مگر ہوتا ہے مگر یوں سیر بازار نہیں ہوتا:

## علم حاضر اسم اللہ ذات بخچے آپ کے تمام مشاہدات مکمل ہو سکتے ہیں:

حاضرات کی مثال یہ ہے کہ مثلاً آپ اسم اللہ ذات کا تصور بعد استغراق با  
زاویہ نگاہ کر رہے ہیں۔ تو استغراق تمام کے بعد اگر آپ کو باطن میں حقیقی طور پر  
اسم اللہ ذات متجلی، روشن، تاباں اور متحرک نظر آ گیا تو یہ سب کچھ حقیقی حاضر اسم  
اللہ ذات کہلائے گا۔ (۲) دوسری مثال یہ ہے کہ مثلاً آپ تصور اسم اللہ  
ذات بعد استغراق بازاویہ نگاہ کر رہے ہیں۔ گو بظاہر آپ نے تصور اسم اللہ کیا  
تھا لیکن استغراق تمام کے بعد آپ کو بجائے اسم اللہ کے کوئی مجلس باطنی میں  
داخل مل گیا یا آپ کا لطیفہ باطنی ذکر سے جاری ہو گیا۔ یا آپ اپنی استعداد کے  
مطابق عالم جبروت یا ملکوت میں داخل ہو گئے۔ تو ان تمام کے تمام مقامات  
کو آپ اسم اللہ ذات کے حاضرات کی مثالی صورت میں دیکھو گے۔ دوسرے معنوں  
میں ان مذکورہ بالا تمام مقامات کو آپ نے اسم اللہ ذات کے حاضرات کی مثالی  
صورت میں دیکھا۔ اور یہ مثالی صورتیں بیشمار ہیں۔ (۳) اپنی اپنی استعداد اپنی  
اپنی منزل، اپنے اپنے مقامات، اپنی اپنی حالت استغراق، اپنے اپنے تصور،  
اپنے اپنے تفکر، اپنے اپنے ادراک، اپنے اپنے باطنی لطیفہ، اپنے اپنے باطنی  
جستہ کے مطابق نظر آتی ہیں۔ (۴) بالکل اسی طرح حاضرات اسم اللہ ذات  
کی بھی مختلف صورتیں باطن میں پیش آتی ہیں۔ اسم اللہ کے حاضرات اور ہیں۔  
اسم اللہ کے حاضرات الگ ہیں۔ دماغی مذا القیاس۔ (۵) اسماء صفات باری  
تعالیٰ میں سے ہر اسم کی یعنی ہر اسم صفت کی ایک ایک الگ بالکل مختلف

## الہام کے اجرا کا طریق کار بالکل الگ نوعیت کا ہے

ایک دوسرے سے جدا جدا حضرات ہیں۔ (۶) قرآن پاک کی ہر صورت کی اپنی اپنی الگ الگ نوعیت کی حضرات ہیں۔ اور قرآن پاک کی ہر صورت کی اپنی اپنی الگ الگ ایک باطنی شکل بمعہ مؤکلات ہے۔

محترم محمد بشیر صاحب علی پوری تحصیل وزیر آباد، ضلع  
**ایک سچا واقعہ :** گوہر انوارہ کار رابطہ ماں کی گود سے لیکر اب تک ایک

عظیم، کامل، روحانی، مکمل و اکمل بزرگ روحانی ہستی سے ہے جو ماں کی گود سے لے کر آج تک آپ کے ہمراہ، آپ کے شامل حال ہیں۔ اور یہ بات سو فیصد درست عرض کی جا رہی ہے۔ چنانچہ ان باطنی بزرگ روحانی نے بذات خود فرمایا کہ میں نے قرآن پاک کی ایک ایک آیت اور ایک ایک لفظ کی حضرات کی ہے۔ دنیا کا کوئی علم یا حضرات کا بڑے سے بڑا ماہر بھی مجھ پر اپنی گرفت نہیں ڈال سکتا۔ اور واقعی ایسا ہے بھی۔

اب ہم آپ کو ایک ایسی دعوت بتاتے ہیں جو کہ تمام حضرات اسم اللہ ذات، تمام حضرات آیات، تمام حضرات لطائف، تمام حضرات عوالم، اور تمام حضرات ملائکہ دار و اح دجنات، تمام حضرات اسماء صفات کی جامع، کامل، مکمل، اکمل دعوت ہے۔ اور اس دعوت کی کلید جس کسی بھی قفل میں ڈالو گے کھول لو گے۔ ظاہری طور پر بھی اور باطنی طور پر روحانی طور پر بھی جسمانی طور پر بھی ہر طرح مکمل ہے۔

سے عشق مجھ کو نہیں وحشت ہی سہی  
میری وحشت تیری شہرت ہی سہی

کوہ شگایتی مرتبہ تجھ سے کشادہ شوقِ مہربان ۸۲ تیغِ ہلال کی طرح عیشِ نیا سے گت ذرا

آپ پر ہر لمحہ تجلیات کا نزول ہو سکتا ہے

## ”دعوتِ اعظمِ حاضرانِ اسمِ اللہ ذات“

جیسا کہ پہلے بیان کیا چکا ہے۔ یہ دعوت، ”دعوتِ اعظم“ کے نام منسوب ہے۔ اس دعوت میں حاضرانِ اسمِ اللہ ذات و صفات و اسماء و آثار و عیالِ رب کچھ اقل تا آخر شامل ہے۔ اور یہ دعوت دونوں عالم پر محیط ہے۔ ہر مرتبہ کا شخص ہر مقام کا باشندہ، اور ہر لطیفہ کا حامل اسے اپنے حسبِ حال باطنی پڑھ سکتا ہے۔ اور اس سے ہر قسم کی حضراتِ رواں ہو جاتی ہیں۔ خواہ روحانی کیلئے ہوں خواہ دنیوی۔ خواہ ذبیحہ دی جس قفلِ مطالب میں اس کلیدِ دعوت کو ڈالو گے۔ انتشارِ اندھل ہو جائے گی۔ اور قفل کھل جائیں گے۔

کوئی شخص اس دعوت کو غیر شرعی یا ناجائز مطالب کے لئے نہ پڑھے۔  
**نوٹ:** اور اگر باوجود مطلع ہونے کے کسی نے نا جائز مطالب کیلئے پڑھی قیامت کے روز اس کی سزا کا وہ خود ذمہ دار ہو گا۔ میں آج فی سبیلِ اللہ اس سے بری اللہ منہ ہوتا ہوں۔ یا اللہ تو بھی گواہ رہو کہ بندہ نے بروقت بلکہ قبل از وقت اس سے عوامِ اناس کو مطلع کر دیا ہے۔ تو مالک ہے۔ خالق ہے۔ ہم گنہگار تجھ سے تیرے حبیبِ پاک معلم کے مدد قے رحمتِ ہی کے طلبگار ہیں۔

اسے طالبِ تجھے دوبارہ تاکید ہے تو اسے اپنی قربت کا ذریعہ بنائے و نہایت کا ذریعہ بنائے۔ باطنی پرداز اور دل کی آنکھوں اور باطنی آنکھوں کی روشنی کا ذریعہ بنائے۔ یہی سیدِ حاضرانِ اسمِ اللہ ہے اور یہی اصل نصیبِ العینِ زندگی ہونا چاہیے۔

”دُعوتِ اعظم حاضر اُتِ اسم اللغات“

[illegible]

من کی دولت اتنے آتی ہے تو پھر جاتی ہیں ۴۳ تن کی دولت جہاں سے آتا ہے دامن جانا دھن

## طریقہ دعوتِ عظمیٰ حضراتِ اسمِ اللہ ذات

مذکورہ مندرجہ دعوتِ عظمیٰ حضراتِ اسمِ اللہ ذات کا طریقہ بغور سمجھ لیجئے۔  
شاید اللہ تعالیٰ آپ کا بھلا کرے۔

اب جبکہ میں نے اس دعوت کے متعلق کچھ لکھتے ہیں  
**ایک اچانک مکاشفہ:** کرنے کے لئے قلم اٹھایا ہی ہے۔ ایک غیبی  
تجلی بے ہمایا پڑی اور عین اس جگہ پر پڑی جہاں پر میں یہ مسطور لکھ رہا ہوں سو  
یہ حضرات اسمِ اللہ جاری ہونے کی نشانی ہوتی ہے۔ اور حضراتِ اسمِ اللہ جاری  
ہونے کی دعوت کی ابتدائی اولیں نشانی ہے۔

**نوٹ:** یہ بندہ قبل ازیں مکمل طور پر بیان کر چکا ہے کہ عین ذات میں کسی  
کو بھی دخل نہیں۔ لہذا اللہ تعالیٰ بندے سے رابطے کیلئے اس پر  
اپنی مختلف تجلیات اور مختلف مثالی صورتیں، اسمِ اللہ کے حضرات نور بہ نور  
لامکان کے اسماء اور جبروت کی ارواح نیز عالم ملکوت سے فرشتے، ملائکہ اور عالم  
ناسوت سے جنات مسلمان نازل فرماتا ہے۔ سو ان میں سے حضرات کی ایک  
قسم تجلیات کی بھی ہے۔ اور تجلیات معناتی بھی ہوتی ہیں اور اسمانی بھی انسانی  
بھی ہوتی ہیں۔ اور عیاں بھی۔ جب جو اس حشر باطنی نہایت لطیف ہو جاتے ہیں  
یہ سب کچھ بغیر آنکھیں بند کئے ہوش و حواس قائم رکھتے ہوئے بھی سب کچھ عیاں  
طور پر نظر آتا ہے۔ سو اس وقت جو تجلی رونما ہوتی تھی وہ لامکانی اسمانی تجلی تھی  
میں دعوتِ عظمیٰ حضراتِ اسمِ اللہ ذات کا طریقہ بیان کرنے لگا تھا۔ درمیان  
میں یہ حادثہ (رحمت) ہو گیا۔ معافی چاہتا ہوں۔ رات کو نمازِ عشاء کے بعد یا نصف

عجب نہیں کرنا کے القلاب سے ہم ۸۵ تینم آب سے اور خاک سے دھو کر تے!

## باطنی آنکھ نہیں تو مشاہدات بھی نہیں!

شب کو یا نصف شب کے بعد یا نماز تہجد کے وقت حتیٰ کہ نماز فجر کے فوراً بعد بھی اس دعوت کو پڑھ سکتے ہیں جینگل میں، دیرانے میں جلنے کی ضرورت نہیں۔ (یہ بھی اللہ تعالیٰ جل شانہ کی بڑی مہربانی ہے) اپنے گھر میں ایک الگ تنہا کمرہ دروازہ بند ہونا ہے۔ مخصوص کر لیں۔ سب سے پہلے درود پاک ۱۱ دفعہ پڑھیں (جو بھی آپ کو یاد ہو۔ پھر ایک دفعہ الحمد شریف، پھر ۳ مرتبہ قل ھو اللہ شریف پھر ۱۱ مرتبہ درود شریف پڑھ کر حضور نبی اکرم صلعم تمام انبیاء، تمام صحابہ، تمام اولیاء کرام تمام ارواح مقدسہ، سات سلطان الفقرا، اپنا مرشد پاک، رجال الغیب، گوشیں (سب سے پہلے ایک چھوٹی ادبچی جگہ پر دعوت نامہ کے نقش کو رکھ کر نقش کے مشرق کی طرف کھڑے ہو کر اپنا منہ مغرب کی طرف کر کے کھڑے ہو کر پڑھیں)۔ پھر اپنے اوپر یہ سب کچھ پڑھ کر دم کریں۔ ۱۱ دفعہ درود شریف، پھر الحمد شریف پھر چاروں قل شریف پھر پانچ مرتبہ یا اللہ، یا رحمن، یا رحیم، یا خئی یا قیوم، اللہ حافظی، اللہ ناہری، اللہ معنی، پھر ۳ مرتبہ یا شیخ سید عبدالقادر جیلانی شینا ۱۱ اللہ الممدد فی سبیل اللہ، اگر آپ کا مرشد پاک ہے یا تھا تو ۳ مرتبہ انکام لے کر اعدو فی سبیل اللہ کہہ کر اور ۳ مرتبہ لآ حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔ پھر ۳ مرتبہ درود پاک پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر دم کر کے اپنے سارے بدن پر پھیریں۔ (اگر آپ کا دل چاہے تو اس کا ثواب اس بندہ مصنف تصنیف کو بھی بخش دیا کرنا، اگر اس بندہ پر ہر روز سوتے وقت پڑھ کر بخشو گے تو اور بھی اچھا ہو جائیگا)۔ یہیں پر کھڑے کھڑے اپنے ہاتھ دعا کے لئے اٹھائیے اور یوں دعا کیجئے: یا اللہ میں دونوں جہان میں کسی کو بھی تیرا شریک نہیں ٹھہراتا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ

## مشاہدات نہیں تو باطنی پرواز بھی نہیں!

اَللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَ اَشْهَدُ اَنْتَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ  
 يَا اَللّٰهُ! میں یہ دعوت خالص تیرے لئے پڑھتا ہوں۔ اور خالص تیرے نام پر  
 پڑھتا ہوں۔ لَا مَقْصُوْدٌ لَا مَعْبُوْدٌ اِلَّا هُوَ۔ يَا اَللّٰهُ! میں یہ دعوت  
 اسلئے پڑھتا ہوں کہ اسم اللہ میرے باطن میں، قلب میں، رُوح میں، بہتر میں خفی  
 میں، اخفی میں جاری اور زواں ہو جائے۔ یا اللہ میں یہ دعوت خالص تیرے نام  
 پر اس لئے پڑھتا ہوں کہ بظیفیل حبیب پاک اسم اللہ متعلیٰ، تاباں اور روشن ہو جائے  
 خواہ باطن میں خواہ بند آنکھوں سے، خواہ کھلی آنکھوں سے۔ یا یہ تیرا عاجز بندہ تیرا  
 دروازہ پھوڑ کر اور کہاں جائے، تو ہی میرا مالک، میرا خالق ہے۔ تو رحیم و کریم ہے۔  
 پس اس بندہ پر کرم کر! اپنا فضل کر۔ اپنی رحمت کر۔ یا اللہ یا مجھ پر باطنی مجلس حضور  
 رسول اکرم صلعم کھل جائے یا اولیا کرام کی باطنی مجالس میں حاضری نصیب ہو  
 جائے۔ یا رجال الغیب کی رفاقت نصیب ہو جائے۔ یا سات سلطان الفقر کا  
 فیضان نصیب ہو جائے۔ یا تجلیات کا نزول شروع ہو جائے۔ یا باطنی پرواز جاری  
 ہو جائے۔ یا باطنی آنکھ کھل جائے۔ یا باطنی لطائف زندہ ہو جائیں۔ یا ذکر باطنی  
 جاری ہو جائے۔

علم العین نہیں تو مشاہدات بھی نہیں!

وہ سجدہ رجب زمیں میں گناہ پائی تھی ۸۷ اسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب :

## ”عمل دعوتِ حاضرِ اسمِ اللہ ذات“

وَسَلِّ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَاَهْلِ بَيْتِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِينَ بِمَا خَمَلْتَ يَا اَمْرَحَمَ السَّارِحِينَ ۝  
اب آپ زمیں پر بیٹھ جائیے (درد زانو بیٹھو گے تو جلد تھک جاؤ گے اس لئے بڑے آرام و سکون سے بیٹھ جائیے۔ اول ۱۱ مرتبہ درود شریف کوئی چھوٹا درود پاک پڑھئے۔ لیکن یوں پڑھئے کہ آنکھیں کھلی رہیں۔ نفس کے قریب کوئی لالٹین رکھ لیجئے۔ بجلی ہے تو بلب روشن رکھئے۔ اور آنکھیں نہایت ہی جذب و شوق سے اسم اللہ پر گاڑھ رکھیے۔

**نوٹ: ایک ضروری نکتہ:** آنکھیں اسم اللہ پر یوں گاڑھئے جیسے کوئی نہایت ہی گھور کرکھی کو دیکھتا ہے۔ ایسی حالت میں آنکھ کی پتلی نیچے اوپر کی پلکوں کے عین درمیان میں آجاتی ہے۔ حالانکہ عام حالت میں جب ہم دیکھتے ہیں تو اوپر کی پلک آنکھ کی پتلی کے ساتھ لگی ہوتی ہے لیکن ایسا نہیں چاہئے بلکہ آپ یوں دیکھئے اسم اللہ پر جیسے کوئی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا ہے۔ اور نگاہ کو اس قدر اسم اللہ پر جمائیں کہ پلکیں نہ چپک سکیں پہلے پہل آنکھ چپکنے سے آپ کی آنکھوں میں پانی آیا کرے گا۔ لیکن آہستہ آہستہ جب مشق کچھ بخت ہو جائے گی تو اب چشم بھی کم ہوتا جائیگا۔ کبھی کبھی عورتوں کی عورتوں میں دیر بعد پلک چپک بھی سکتے ہیں۔ اسم اللہ سفید رنگ میں یا سرخ رنگ میں ہونا چاہئے۔ جب آپ متواتر نظر کو اسم اللہ پر مرکوز رکھیں گے تو اب یا تو اسم اللہ آپ کو ہلتا ہوا محسوس ہوگا۔ یا اسم اللہ کے ارد گرد .... ایک روشنی کا حلقہ بن جائیگا۔

آنکھ والا تیرے جو بن کا تماشا دیکھے ۸۸ دیدہ کو رکھو کیا نظر آئے، کیا دیکھے !

## علم العین نہیں تو مشاہدات بھی نہیں !

جو ایک رنگ پر مشتمل بھی ہو سکتا ہے اور کئی رنگوں پر بھی۔ یہ روشنی لفظ اسم اللہ کے عین ساتھ ساتھ ہو گی۔ اگر ایسا ہو گیا تو سمجھ لیجئے کہ آپ کے حواس درست راستے پر جا رہے ہیں ورنہ نہیں۔ اگر ایسا آپ نہ دیکھ سکیں تو دوبارہ اپنی آنکھوں اور اپنے دیکھنے کے انداز پر غور کیجئے۔ نہیں بتا چکا ہوں اگر ڈھیلی نظر سے عام نظر سے دیکھو گے تو یہ مظاہر بھی آپ نہ دیکھ سکیں گے۔ آپ آنکھوں کو بالکل کھول لیجئے اور آنکھیں تازہ کر دیکھئے نیز آنکھیں پھاڑ پھاڑ خوب شدت سے اسم اللہ پر نظر خوب جمادیں۔ پلکیں بہت ہی کم چپکیں تو دہی کچھ ابتدائی طور پر دیکھو گے کہ لفظ اسم اللہ کیساتھ ایک نئی لکیر روشنی کی بن جائے گی۔ نیز آپ کو کبھی اسم ہلتا ہوا محسوس ہو گا۔

اس کے بعد مشق دیکھنے کی اسی طرح جاری رہے۔ چند منٹ بعد سارے اکمرہ ایک نئی الگ رنگ کی روشنی سے بھر جائیگا۔ گو آپ کی نظر اسم اللہ پر مرکوز ہو گی۔ لیکن کمرہ آپ کو اپنی آنکھ کے گوشے سے نظر آئے گا کہ کمرہ زرد یا سرخ یا سبز روشنی سے پُر ہو گیا ہے۔ تو بھی سمجھ لیجئے کہ آپ درست راستے پر جا رہے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ اسم اللہ، اللہ بغیر زبان ہلائے (زبان نہایت معمولی برائے نام منہ کے اندر ہی حرکت کرے۔ بہت ہلکی حرکت زبان ہو) اس مشق کو ۱۵ منٹ سے لے کر نصف گھنٹہ تک جاری رکھئے۔ اس کے فوائد اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں۔

۵ یوں اٹھ آد اس لگی سے میرے  
جیسے کوئی جہاں سے اٹھتا ہے !

سُنی نہ صرف فلسطین میں دُعا اذان میں نے ۸۹ دیا تھا جس نے پہاڑوں کو غصہ و سیماب!

روز ازل سے تجھ میں ہر چیز ودیعت کر دی گئی!

## قوائد عمل حضرت اسم اللہ ذات

ظاہری کھلی آنکھوں سے اسم اللہ ذات پر مرکوز نظر کا فائدہ:

آپ کو یہ ہوگا کہ ایک دن ایسا آئے گا کہ بالکل ظاہری کھلی آنکھوں سے  
پہ پر تجلیات کا نزول شروع ہو جائیگا۔ اور آپ بالکل کھلی عیاں آنکھوں سے  
ہر وقت، ہر گھڑی، دن کو بھی اور رات کو بھی، اندھیرے میں بھی، روشنی میں بھی  
(محبوب سے بالکل الگ) تجلیات دیکھا کر دگے۔ اور یہ بات میں آپ کو (اگر  
یقین کر دے) حق مانو، پورے ۴۵، ۴۰ برس خود تجربات کر کے، خود دیکھ کر بتا رہا  
ہوں۔ اور ما شاء اللہ آج بھی دیکھ رہا ہوں۔ بلکہ میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ جب  
میں دعوت کا مضمون شروع کیا میں نے تو بالکل ظاہری آنکھ سے تجلیات کو اس  
صفحہ پر گرتے دیکھا جس پر کہ میں لکھ رہا ہوں۔

مجھے ظاہری آنکھوں سے تجلیات کا نزول کب شروع ہوا، اور میں  
**نوٹ:** نے کیا کیا جبکہ شروع ہوا۔ اس وقت میری عمر کتنی تھی۔ اور  
یہ سب کچھ کیسے میرے ارادے اور اختیار میں آیا۔ یہ سب کچھ میں آپ کو سلسلہ  
تصنیف ۲۱ میں عرض کر دوں گا۔

جو کچھ میں نے اوپر آپ کے لئے بیان کیا ہے۔ یہ ایک ضمنی فائدہ  
**فائدہ:** ہے مثلاً جیسے آپ نے کھاد کی نیچڑی لگائی ہے تو بنائی رکھاد

## دونوں جہان تجھ میں مندرج ہیں!

کیلئے معنی لیکن اس فیکٹری کے کچھ ضمنی فائدے مثلاً تیزاب، گندھک، تیزاب  
 سٹورہ، تیزاب نمک، نوٹشادر، آکسیجن، ہائیڈروجن آپ کو ضمنی فوائد کے طور  
 پر حاصل ہو گئیں۔ اصل مقصد تو کھاد حاصل کرنے کا تھا۔ پندرہ، بیس یا نصف گھنٹہ  
 اسم اللہ ذات پر کھلی آنکھوں سے نظر مرکوز کرنے کے بعد اب آپ دوبارہ گیارہ  
 مرتبہ درود شریف پڑھیں اور (سورۃ) منزل شریف شروع کر دیں۔  
 سورۃ منزل ۱۱ دفعہ پڑھیں (زبان کو بالکل ہی معمولی طور پر ہلائیں) کمرے کی بجلی  
 گل کر دیں۔ لائٹن کو اپنے سامنے سے ہٹا دیں۔ تاکہ کمرہ میں اندھیرا ہو جائے ۹۰  
 درجہ کا زاویہ نگاہ یا ۴۰ درجہ کا زاویہ نگاہ قائم کر کے استغراق کی طرف مائل ہو جائیں  
 اور ساتھ ساتھ اسم اللہ ذات کا تصور ۹۰ یا ۴۰ درجہ زاویہ نگاہ پر کریں۔ مزید دو بجتے  
 جائیں۔ یہاں تک کہ مکمل استغراق تمام حاصل ہو جائے۔ اس وقت آپ کی سورت  
 منزل بھی درمیان میں ہی رہ جائیگی۔ استغراق کی وجہ سے اور اسم اللہ کا تصور خیالی  
 بھی غائب ہو جائیگا۔ ان دونوں کو غائب ہونے دیجئے تاکہ مکمل طور پر استغراق حاصل  
 ہو جائے۔ اور آپ کو کچھ خبر نہ رہے کہ کہاں بیٹھے ہیں۔ جب یہ حالت ہو جائے تو  
 بس یہ مشاہدہ کھلنے کا وقت ہے (یاد رہے استغراق طاری ہونے کے وقت  
 زاویہ نگاہ بھی ۹۰ یا ۴۰ درجہ پر قائم رہے۔ یہی نیند اور مراقبہ میں فرق ہے۔  
 نیند میں آتے وقت ہم کوئی زاویہ نگاہ قائم نہیں کرتے۔ لیکن مراقبہ یا استغراق  
 حاصل کرنے کے لئے پھر مشاہدہ ایک رسائی حاصل کرنے کے لئے علم الغیبین  
 استغراق، زاویہ نگاہ لازم و ملزوم ہیں۔ سچ پوچھو تو انہی تین نکات کو نہ سمجھنے کے

## ظاہری دنیا ظاہری آنکھ کیلئے باطنی دنیا باطنی آنکھ کیلئے ہے

**نوٹ:** جو اصحاب نے نئے نئے بتدی ہیں ان کے لئے یہی بہتر ہے کہ پہلے سورۃ منزل پڑھ لیں پھر بالکل خاموش ہو کر زاویہ نگاہ ۹۰ یا ۶۰ درجہ پر تصور اسم اللہ ذات کرتے کرتے استغراق مکمل طور پر حاصل کریں۔ اس وقت نہ تصور کی آپ کو کچھ خبر رہے نہ اپنے آپ کی مگر استغراق اور زاویہ نگاہ پر خاص توجہ مرکوز رکھیں۔ ایسا نہ کر دے گے تو آپ سو جائیں گے۔ یا مشاہدہ جاری نہ ہوگا۔ پس استغراق اور زاویہ نگاہ قائم رکھیں۔ اور اسی میں مکمل استغراق حاصل کر لیں۔ پس یہی وقت مشاہدہ کھلنے کا ہوگا۔

**نوٹ:** ٹھیک استغراق کی یہ علامت ہوگی کہ آپ کے ماتھے کے سامنے یا ماتھے سے ذرا اوپر آپ کو صبح صادق جیسی فضا نظر آئے گی۔ پس اور ڈوبتے جائیں اور زاویہ نگاہ بھی قائم رکھیں۔ پھر اچانک یکایک آپ کی آنکھوں پر پتلی پڑے گی۔ جو بجلی سے تیز تر۔ اور روشنی اتنی ہوگی کہ آنکھیں چند صیّا جائیں گی۔ پس جب یہ ہوگا تو آپ کی زندگی کا پہلا روز ہوگا۔ یا پھر کوئی مشاہدہ نظر آئے گا۔ یا کوئی بزرگ تشریف لائیں گے۔ یا آپ باطنی دنیا کا کوئی نظارہ دیکھو گے۔ یا مجلس انبیاء و اولیاء میں داخل ہو جائیں گے۔ یا اسم اللہ ذات کے حاضرات میں سے کوئی چیز دیکھو گے۔ یا اسماء صفات میں سے کوئی صفت باطنی آپ پر ظاہر ہوگی۔ یہ دعوت تمام اسماء صفات کی جامع دعوت ہے۔ آپ ایک ایک اسم صفت کی دعوت ساری عمر میں بھی نہیں کر سکتے۔ پس یہ جامع دعوت تمام اسماء صفات اور اسم اللہ ذات سب کی مکمل اکل ترین دعوت ہے آپ نے اس کی قدر کی تو یہ آپ کی قدر کرے گی۔ آپ نے اس کو سینے سے لگایا تو یہ آپ کو

عالم ہے فقط مومن جاننا کی میراث ۹۲ مومن نہیں جو صاحبِ لولاک نہیں ہے

لیکن باطنی آنکھ ظاہری آنکھ کو بھی روشن کر دیتی ہے

**پیشہ دایا متعلقہ دعوت حاضر اسم اللہ ذات**

کھ سے لگائے گی۔

(۱) گو مبتدی (اناری تو آموزا نیانیا) اس دعوت کو بطور مشق کے ہر روز پڑھ سکتا ہے۔ لیکن بدھ جمعرات (یوم الخمس) اور جمعہ کی راتیں سب سے بہترین راتیں ہوتی ہیں۔

(۲) مبتدی دعوت پڑھنے بیٹھا تو استغراق کے بعد بھی کچھ نہ دیکھ سکا۔ تو اُسے چاہئے کہ پہلے نقش کو (اسم اللہ کو) قلب کی جانب سیدھا رکھے جیسے سر ہانہ قبر کا قطب کی جانب ہوتا ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے وہ نقش کے مشرق کی طرف بیٹھے پھر اگر استغراق کے بعد کچھ نہ دیکھ سکا تو مشرق سے اٹھ کر نقش کے مغرب کی جانب بیٹھے۔ اگر وہاں استغراق کے بعد کچھ نظر آگیا تو ٹھیک ہے۔ ورنہ پھر وہاں سے اٹھ کر نقش کے سر ہانے یعنی قطب کی طرف بیٹھے کہ استغراق بعد زاویہ نگاہ ۹۰ یا ۴۰ درجہ پر کرے۔ وہاں کچھ نظر آگیا تو ٹھیک ہے نہیں تو وہاں سے اٹھ کر نقش کے قدموں میں یعنی جنوب کی طرف بیٹھے کہ مکمل استغراق حاصل کرے۔ اور اسی طرح ہر روز مشق جاری رکھے۔ لیکن جو لوگ پڑھنے میں مہارت رکھتے ہیں وہ ایک دفعہ پڑھ کر ہی سب کچھ دیکھ سکتے ہیں۔

مبتدی سے سخت التجا ہے کہ سب سے پہلے میری **انتباہ ۲، نوٹ:** کتاب سلسلہ تصنیف و انعام سیف الرحمن پڑھے۔

ہے فردق بکلی بھی اسی خاک میں پہناں ۹۳ غافل تو ترا صاحب ادراک نہیں ہے

## تین اہم امور آپ کو عمل دعوت میں اور سارے تصوف میں فیل یا

پاس کر سکتے ہیں!

پھر اس پر عمل تبہ دل سے کرے پھر تصور اہم۔ زاویہ نگاہ قائم کرے پھر استغراق پھر استغراق تمام کے طریقے سیکھے۔ تاکہ ان سب پر عمل کر کے اس کی باطنی باتیں کھلیں۔ اس کی باطنی پرواز جاری ہو۔ پھر دعوت پڑھے۔ تاکہ بیٹھے بیٹھے دیکھنے کے قابل ہو جائے۔ بحسب ایسا ہو گا تو دعوت خود بخود رواں ہو جائیگی۔

(i) تین اہم ترین امور اگر آپ کے پاس ہوئے تو عمل دعوت

**انتباہ:**

میں بھی۔ اور سارے تصوف میں بھی۔ تمام باطنی مشاہدات میں تمام باطنی منازل میں۔ تمام باطنی لطائف کے زندہ کرنے، تمام اقسام کی تجلیات میں "پاس" (ii) اگر وہ تینوں باتیں آپ میں نہ ہوں تو ہر مرحلہ باطنی

علم دعوت، تمام امور تصوف باطنی میں "فیل" (iii) آپ کو اس

خمسہ ظاہری بند کرنے اور عکاس خمسہ باطنی کھولنے کا طریقہ ہر صورت میں آنا چاہیے اور یہاں تک آنا چاہیے کہ ان کے بند کرنے اور کھولنے میں آپ کو اپنا اختیار ہو جائے۔ (iv) استغراق: جب تک آپ استغراق حاصل نہیں کرتے آپ کو

کچھ نظر نہ آئے گا۔ سو آپ اپنے آپ میں ڈوبنا۔ اپنے آپ میں گم ہونا۔ خود ہونا۔ محو ہونا۔ سیکھنے پھر سب کچھ کھلتا جائیگا۔ پھر آپ کی باطنی نظر بھی کھل جائیگی اور باطنی پرواز بھی جاری ہو جائیگی۔ اور علم دعوت بھی رواں ہو جائیگا۔ (viii)

استغراق باز زاویہ نگاہ کیجئے ۹۰ درجہ پر یا ۶۰ درجہ پر نگاہ کو جھائیے۔ اپنی پیشانی کے بالکل سامنے یا تھوڑا اوپر نگاہ جھائیے۔ تو استغراق بہت جلد طاری ہو گا۔ اور

## قلب لمحہ بہ لمحہ منقلب رہتا ہے!

آپ باطن میں جلدی دیکھ سکیں گے۔

**نوٹ:** جو صبح صادق سے ملتی جلتی ہوتی ہے۔ جب تک یہ نضائے بننے لگی تو اس وقت تک بھی کچھ نہ دیکھ سکو گے۔ اس نضائے کو اپنا نشیمن بنا لو۔ سو یہ خاص الجھاس نکتہ آپ کو اس لئے بتا رہا ہوں تاکہ باطن میں داخل ہونے، باطنی پرکار مشاہدات، علم دعوت کی کلید آپ کو حاصل ہو جائے۔ اور تو خود اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے قابل ہو جائے۔ ۹۰ یا ۶۰ درجہ زاویہ نگاہ پر جو نضائے بنتی ہے اسے خوب خوب سمجھ لے۔ تو نگاہ کو یہاں قائم رکھیں گے پہلے اندھیرا ہو گا۔ پھر آہستہ آہستہ سنا کی فضا وسیع ہوتی جائے گی۔ پھر تیری پیشانی کا بوجھ بھی بالکل ختم ہو جائیگا جب تک اوپر بیان کی ہوئی پابندیوں کے ساتھ تو نظر کو یہاں لگائے رکھے گا مختلف نظائرے، تجلیات، صورتیں، الہام، ملائکہ، ارواح، مسلمان جنات، ناسوت سے لامکان، لامکان سے عالمِ حیات تک گاہ بگاہ تیری اہلیت نظر اور قابلیت استغراق کے مطابق تجھے نظر آتا رہیگا۔ اپنے سر کو سیدھا اپنی گردن پر کھڑا رکھ۔ زاویہ نگاہ کو قائم رکھ اور دڑتا جا۔ مستغرق ہوتا جا۔ پھر جو فضا پیشانی کے سامنے یا ذرا اوپر بنے اس میں کھو جا اور اس فضا میں آنکھیں گاڑ دے۔ بس یہیں سے اسی جگہ سے مشاہدات شروع ہو جاتے ہیں۔ پہلے پہل حاضرات اسم اللہ ذات مختلف قسم کی مثالی صورتوں میں نظر آیا کریں گے۔ عین ذات و زاوا اور اتم و زاوا اور اسے۔ آپ نہیں دیکھتے کہ میں کس قدر جانفشانی، محنت، محنت، شفقت سے سمجھا رہا ہوں۔ مجھے آپ سے اس کے بدلے کچھ مزدوری۔ صلے اور خدمت کی

پلوچھ اس سے کہ مقبول ہے فطرت کی گواہی ۹۵ تو صاحب منزل ہے کہ بھٹکا ہوا راہی !

علم العین استغراق بازو یہ نگاہ، خواہ اس خمسہ باطنی بیدار  
نہیں تو کچھ بھی نہیں !

بھی ضرورت نہیں ہے۔ خدا کرے تیری باطنی آنکھیں بیدار ہو جائیں۔ اگر تیری  
بھلائی مقصود نہ ہوتی تو دوسرے لوگوں کی طرح میں تجھے بزرگوں کی کرامات،  
حکایات، قصے کہانیوں میں لے جاتا۔ تو دیکھتا ہے کہ میں اپنے مضمون سے اور  
تیری بھلائی سے ایک ایسے بھی ادھر ادھر نہیں گیا۔ عہ

کسے خبر کہ سیفینے ڈبو چکی کتنے

فقیہہ و صوفی و شاعر کی ناخوش نشی

اگر آپ کو شوق ہو تو ایک مزیدار دعوت القبور کا حال آپ کو سناؤں۔ سن لو  
یہ عبرت آموز بھی ہے نصیحت نوحش بھی۔

بات یہ ہے کہ ہمارے قریب ہی ایک خانقاہ ہے۔ خانقاہ کے مزار میں جو  
زرگ دفن ہیں وہ بہت عالی مرتبت مقام فقر پر فائز، مقامات الہیہ کے مکین ہیں  
لیکن ان کی خانقاہ پر جو سجادہ نشین، گدی نشین، جان نشین تھے وہ بے چارے  
بالکل میرے جیسے بڑے کورے، خالی، اندر سے باہر سے خالی تھے۔ گور و معانی  
سے ملاقات کی شدت سے طلب تھی۔ لیکن چارو ناچار کیا کرتے۔ ایک دن دعوت  
القبور پڑھنے کی ٹھان ہی لی۔ اہل قبور و معانی نے جب ملاقات نہ کی تو کیا  
کرتے۔ چنانچہ پہلے انہوں نے بہت کچھ قبر پر ہر روز پڑھا۔ مگر کچھ اثر نہ ہوا۔ پھر  
منت سماجت کی تو بھی کچھ اثر نہ ہوا۔ بہت عین کے سبب یہ کار نامہ بت ہوئے

## طور پر ظاہر ہونیوالی ہر تجلی صفائی تھی نہ کہ ذاتی

آخر ایک روز انہوں نے یوں کیا کہ قبر کے پاس کھڑے ہو گئے پھر چند قدم پیچھے  
 ہٹے۔ پھر دوڑ کر قبر کو ایک ٹکڑے رسید کی۔ (ان دنوں وہ قبر غام تھی، مٹی کی۔ لیکن  
 آج تو وہاں عالی شان روضہ بنا ہوا ہے) اور اس میں بھی ذرا بھر شک نہ تھا کہ  
 وہ بزرگ اہل قبر نہایت عالی مرتبت تھے۔ خیر ایک دفعہ سر کی ٹکڑے مار کر دوبارہ پیچھے  
 چند قدم ہٹے۔ پھر زوردار دوڑ کر دوبارہ سر کی ٹکڑے قبر کو ماری۔ پھر سہ بار اسی طرح  
 ٹکڑے ماری۔ سر ہوا لہان ہو گیا اور قبر کی مٹی ٹکڑے مارنے کی جگہ سے ہٹی گئی اور ایک  
 گہرا گڑھا پڑا گیا۔ یہ سلسلہ پورے ۲ گھنٹے تک مسلسل متواتر اسی طرح جاری رہا۔  
 میں نے دل میں سوچا کہ تم اگر روحانی کی ملاقات باطن میں نہ کر سکتے تو کیا سنگے  
 رہو اسی طرح۔ قبر میں گہرا گڑھا پڑ چکا ہے۔ ذرا سی دیر باقی ہے۔ پھر میت ننگی  
 ہونیوالی ہے۔ جیو اور کچھ نہیں تو جسمانی دیدار تو ہو ہی جائیگا۔ گئے رہو جس اب  
 تھوڑی سی کسر رہ گئی ہے۔ صرف ایک آنچ کی۔ صرف ۶ انچ کی۔ بس دیدار ہونے  
 ہی والا ہے۔ یہاں تک ٹکریں مارتے مارتے اس کامنہ سز بھوت مولا بن چکا  
 تھا۔ اب تو اسے تھانیدار بھی شناخت نہ کر سکتا تھا۔ اب کیا دوسرے۔ گئے رہو۔  
 بس کام ہونے ہی والا ہے۔ لیکن آخر کار وہ تھک گئے۔ ہاتھ منہ دھویا کپڑے  
 بدلے۔ قبر کی مٹی درست کی۔

پھر ایک روز میں ان سے ملنے گیا دوبارہ۔ اس وقت مزار پر کمرہ بن چکا تھا۔  
 رات کو میں ان کے پاس رہا۔ میں نے رات کو دوبارہ کی جابی ان سے لے لی۔ میں  
 نے ان سے کہہ دیا اگر تمہارا دل چاہے تم دروازہ کی درازوں سے اندر دیکھتے  
 رہنا۔ میں اندر گیا مزار شریف کے اندر اندر سے دروازہ کی کنڈی لگا کر دروازہ کو

مرید سادہ تورود کے ہو گیا تا تب ۹۷ خدا کرے کرے شیخ کو بھی یہ توفیق:

## ذرائع تو سہی عبرت آموز بھی ہے اور نصیحت نیش بھی!

کو بند کر لیا۔ پہلے میں نے درود فاتحہ پڑھی۔ پھر قبر کے ارد گرد قبر کے سربانے سے شروع ہو کر اذان کہنا شروع کیا۔ ابھی میں نے صرف اللہ اکبر کا لفظ ہی اپنے منہ میں دہی زبان سے ادا کیا تھا کہ اہل قبر رُوحانی فوراً حاضر ہو گیا۔ زمین سے قبر سے اس قدر تجلیات کے شعلے نکلنے شروع ہوئے کہ مجھے قدم اٹھانا دشوار ہو گیا۔ جہاں پر میں نے قدم رکھنا ہوتا تھا وہیں پر تجلی نمودار ہو جاتی۔ ظاہر ہے تجلی پر میں بطور ادب قدم نہ رکھ سکتا تھا۔ یہ تجلیات کا سلسلہ بہت دیر جاری رہا۔ بہت دیر بعد میں نے اذان پوری کی۔ پھر سورۃ مزمل شروع کی اور ساری رات مزار کے اندر قیام پذیر رہا۔ بہت کچھ دیکھا۔ ملاقاتیں، نظارے، عالم بالا۔ سب کچھ..... صبح نماز فجر کے وقت میں باہر آیا۔ تودہ میرے منظر تھے۔ پھر اسکے بعد بندہ نے ان کو اصل اور مست راستہ تلقین کیا۔ اللہ۔ فی سبیل اللہ۔ اور بس۔ اور چلا آیا۔

## ”حج بیت اللہ شریف“

حج بیت اللہ اسلام کا پانچواں رکن ہے اور سب سے اہم رکن ہے۔ صاحب استطاعت اصحاب کیلئے۔ چنانچہ بندہ کی یہ بھی آرزو تھی حج کا فریضہ بھی ادا ہو جائے نیز دن رات حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد بھی دم بدم یلوتی تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے کچھ ایسے اسباب آنا فانا فراہم فرما دیئے کہ بندہ کو اسی سال ۱۴۲۳ھ میں حج کر نیکا شرف حاصل ہو گیا۔ حج کے اگر اول سے آخر تک کے

ہوئی نہ غاکہ جہاں میں کبھی حکومت عشق ۹۸ سبب یہ ہے کہ محبت زمانہ ساز نہیں!

## توصفات سے ذات کی طرف پرواز کر!

کے حالات قلب بند کر دیں تو ایک الگ کتاب درکار ہوگی۔ لیکن بندہ صرف چند ایک واقعات ضروری پر ہی اکتفا کرتا ہے۔ یہاں اپنے گھر سے میں یوں چلا کہ کسی کو کازوں کان بھی خبر نہ ہونے دی۔ میں نے اپنا سامان کسی کے ہاتھ اعززم عابد حسین دریا ض احمد و محمد رفیق صاحبان کے ہاتھ اپنا سامان شہر کے ایک دوسرے اڈہ پر پہنچا دیا اور خود جناب سلطان احمد کے ساتھ گلیوں میں سے ہوتے ہوئے ایک اور دوسرے اڈہ پر جا کر سوار ہو گئے۔ یوں کسی کو بھی میرے جانیکا پتہ نہ چل سکا۔ شاہیں ایکس پریس کے ذریعے کراچی پہنچا تو وہاں اپنا گھر موجود تھا میرے سگے بھائی الحاج چوہدری نیاز محمد صاحب ریٹوے ڈرائیور موجود تھے۔ انہوں نے مجھے کمال محبت سے ہوائی جہاز پر سوار کرایا۔ ۴ گھنٹے میں جدہ پہنچ گیا بذریعہ ہوائی جہاز۔ ہوائی اڈہ جدہ پر میرے پیر بھائی جناب نذر محمد صاحب کار لیکر بھر بال پتوں کے موجود تھے۔ میں معلم کے پاس نہیں گیا بلکہ سیدھا گھر گیا دوسرے روز نذر محمد صاحب مجھے مکہ معظمہ خود چھوڑ آئے۔ وہاں جناب عبدالغفور صاحب پہلے سے میرے منتظر تھے اُنکے پاس رات کو ٹھہرا۔ پہلے روز عمرہ و صفامردہ کے مناسک ادا کر چکا تھا۔ صبح موصوف میری دوپہر کی ردئی تیار کرنے لگا اور یہ بندہ خود حرم پاک میں طواف و عبادت الہی کے لئے چلا گیا۔ ظہر کی نماز تک تمام فرائض ادا کئے۔ دوپہر کو ظہر کی نماز کے بعد ارادہ کیا کہ چلو اب گھر چل کر کچھ کھانی لیں۔ چنانچہ گھر کی طرف چلا۔ چلتا گیا، سچی کہ شہر ختم ہو گیا۔ اور گھر نہ آیا۔ سامنے پہاڑ آگئے وہاں سے پھر حرم پاک واپس آکر ایک دوسری سڑک پر چلا تا آنکہ شہر پھر ختم ہو گیا۔ پہاڑ آگئے اب مجھے محل یقین ہو گیا کہ میں گھر نہ پاسکوں گا۔ پھر حرم پاک کے قریب آکر ہوٹل پر

# کیا آپ مجازی حج کے طالب ہیں یا حقیقی اصلی باطنی حج کے!

روٹی کھائی۔ پھر حرم پاک میں عبادت میں طواف میں مشغول ہو گیا۔ شام ہو گئی۔ رات آگئی۔ رات کے ایک بجے کے قریب (جب ریش اور محیط کم ہوتی ہے تو رات کو طواف کی جگہ چھوڑ کر صحن کعبہ میں قالین بچھا دیئے جاتے ہیں) پس میں ان قالینوں پر متوجہ الی اللہ ہو کر بیٹھ گیا۔

**بیت اللہ یا بیت المعمور:** جب میرے حواس باطنی اس درجہ زائد ہوئے

تو میں باطن میں بیٹھا بیٹھا کیا دیکھتا ہوں..... (یاد رہے کہ خانہ کعبہ سیاہ رنگ کے بڑے بڑے بلاک کے پتھر دوں سے تیار کیا گیا ہے جس پر ایک کونہ میں سنگ اسود سیاہ رنگ کا پتھر جو کہ حضرت ابراہیمؑ کے دست مبارک کا نصب شدہ تھا پھر بعد ازاں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دست پاک کا نصب شدہ ہے۔ اہم نذرانہ انبیاء علیہ السلام کے لب مبارک اس پر بطور بوسہ ثبت ہیں)

میں عرض کر رہا تھا کہ یہ بندہ حقیر متوجہ الی اللہ ہو کر وہاں بیٹھ گیا جہاں قالین کعبہ کے گرد اگر مدفون تھے۔ جب میرے باطنی حواس اس ڈگری (درجہ زاویہ نگاہ بلا واسطہ) پر پہنچے تو میرے ظاہری حواس بند ہو گئے۔ اور باطنی حواس کل گئے۔ چنانچہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ کعبہ جو سیاہ رنگ کے پتھر کے بلاکوں سے بنا ہوا تھا۔ یکایک انوار میں تبدیل ہو گیا۔ تمام سیاہ پتھر نورانی شکل اختیار کر گئے اور بیت اللہ شریف میں سے انوار و تجلیات کی شعائیں اس بندہ پر پڑنے لگیں۔ وہ

خوف کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں ۱۰۰ تر اعلیٰ نظر کے سوا کچھ اور نہیں:

## تو کسی منزل و مقام پر تیرا نہ پکڑ !

سیاہ رنگ کا غلاب کعبہ آنا فانا انوار میں تبدیل ہو گیا۔ سفید براق انوار و تجلیات سے لبریز ہو گیا۔ غلاب خانہ کعبہ پر جو آیات کندہ تھیں وہ سب کی سب آیات بھی انوار میں تبدیل ہو گئیں۔ اور ان میں سے انوار کی شعائیں چھن چھن کر ارد گرد کعبۃ اللہ کے صحن میں پھیلنے لگیں۔ پھر اس کے بعد سارے کا سارا خانہ کعبہ مبعہ تمام عمارت بیت اللہ شریف کے، بیت اللہ شریف کی تمام منزلیں، سب کی سب انوار و تجلیات میں تبدیل ہو گئیں۔ یوں سارے کا سارا، کلہم کعبۃ اللہ مبعہ تمام عمارت کے براق سفید انوار جو برق سے بھی روشن تر تھیں میں تبدیل ہو گیا۔ اور میں یہ سب کچھ دیکھنے میں یوں ہمہ تن مصروف تھا کہ

نظارے کو تو جنبش مڑ گاں بھی بار "تھی"  
زرگس کی آنکھ سے بچتے دیکھا کرے کوئی!

یہ سب نظارہ اسی طرح مکمل طور پر اپنے حال پر قائم تھا کہ میں اسی عالم خاص میں "باب عبدالعزیز" کی طرف سے ایک نورانی بزرگ، (میرا خیال ہے ان نہایت ہی عالی شان ہستی کا اسم مبارک یہاں بتانا درست نہ ہوگا) بہر حال باب عبدالعزیز کی سمت سے ایک بزرگ ہستی میرے پاس تشریف لائی۔ انہوں نے نہایت شفقتانہ انداز میں اس عاجز کو بلایا اور کچھ تلقین فرمائی۔ اور ایک خاص جگہ لے چلنے کا سبھے اشارہ فرمایا "پھر ہوا جو کچھ ہوا"..... ازاں بعد.....

یہ بندہ دیکھتا ہے کہ کعبۃ اللہ اور بیت اللہ کی ساری کی ساری عمارت اسی طرح اسی شان سے جلوہ گر ہے۔ تجلیات بے محابا، بے جہت، سراپا انوار اور باران برق و نور متواتر جاری ہے۔ اب اس وقت میں اپنی تفرقہ جگہ سے باطن میں اٹھ

ہر اک مقام سے لگے مقام ہے تیرا ۱۰۱ حیات ذوق سفر کے سوا کچھ اور نہیں!

## تجھے نشان کی تلاش ہے یا بے نشان کی؟

کھڑا ہوتا ہوں۔ اور ایک اور بڑی شان والی ہستی تشریف لائی۔ یہ بندہ ان کے ہمراہ ہے وہ بزرگ ہستی عین بیت اللہ خاص کی جگہ اس عاجز کو لے گئے بیت اللہ کی دہی باطنی نورانی شان قائم ہے۔ اسی اثنا میں میرے گے بھائی جان (جو کہ کراچی سے مجھے ہوائی جہاز پر سوار کر کے گئے تھے) نیاز محمد صاحب کو طلب فرمایا گیا۔ ہم دونوں اسی جگہ بیت اللہ کے عین قریب اور سنگ اسود کے بالکل ساتھ کھڑے ہیں۔ (سنگ اسود ہر چند کہ بالکل گہرے سیاہ رنگ کا ہے۔ لیکن اس وقت وہ بھی بالکل نور علی نور ہو رہا ہے) نیاز محمد موصوف کو اور آگے بڑھنے کو کہا گیا۔ اور ان بزرگ ہستی نے فرمایا۔ اپنا ہاتھ میری طرف بڑھاؤ۔ چنانچہ نیاز محمد نے اپنا ہاتھ ان کی طرف بڑھایا اور ان بزرگ ہستی نے نہایت مشفقانہ انداز میں اپنا ہاتھ نیاز محمد کے ہاتھ پر رکھ کر ان کو کمال محبت سے بیعت فرمایا۔ اور اپنی باطنی نظروں سے فیضیاب کیا۔ اور ان کو واپسی کی اجازت فرمائی۔ باران رحمت و انوار و تجلیات کی بارش ابھی جاری تھی کہ مؤذن نے اذان تہجد دینی شروع کر دی۔

وصل کی پہلی شب اور مؤذن نے دی اذان

اس کے ساتھ ہی دنیا بالترتیب نماز کے لئے کھڑا ہونے کیلئے تیار ہونے لگی۔ ناچار مجھ کو بھی اس ظاہری دنیا میں واپس آنا پڑا اور نماز تہجد میں شامل ہو گیا۔ دوسرے روز مجھے گھر بھی مل گیا۔ میری دن بھر کی تھکاوٹ اور پریشانی بھی جاتی رہی اور جسم ہلکا پھلکا ہو گیا۔

**الْمَدِينَةُ الْمُنَوَّرَةُ**

دوسرے روز صبح سویرے ”مدینۃ النبی“ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے

## تو پرواز کر پرواز ہے کام تیرا

تیار ہی شروع ہو گئی؛ تمام ۴ بجے یہ عاجز مدینۃ المنورہ پہنچ چکا تھا۔ وہاں پر بھی میرے عزیز میرے منتظر تھے۔ سب سے پہلے مسجد نبوی میں حاضری دی۔ درود و سلام ہزاروں لاکھوں بلکہ بیشمار بار درود و سلام۔ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ وَأَهْلِيهِمْ وَخَلْدًا لَهُمْ وَتَحِيَّاتِهِمْ أَجْمَعِينَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔  
ازاں بعد عزیزم لیاقت علی بٹ مجھے اپنے گھر لے گیا۔ عزیزم لیاقت علی بٹ کے متعلق ذرا عرض کر دوں۔ یہ عزیز میرے نہایت ہی قریبی اور نہایت عزیز دوست کا فرزند ارجمند ہے۔ عزیزم لیاقت علی نے پہلے ہی مجھے کہہ رکھا تھا کہ چچا جان میں آپ کو یوں رنج کراؤں گا۔ جیسے اپنے ماں باپ۔

بے نشان کی تلاش ہے تو نشان پر سکونت نہ کر؛

تیری منزل بھی لا محدود ہونی چاہئے؛

رگوں میں گردشِ خون ہے اگر تو کیا حاصل ۱۳ حیاتِ مسندِ مبارک کے سوا کچھ اور نہیں !

## کیا آپ عین بعین حضورؐ کے زمانے کی مسجدِ نبویؐ دیکھنا پسند کرتے ہیں یا کہ موجودہ مسجدِ نبویؐ !

بلاشبہ دونوں مسجدیں نبویؐ قابلِ احترام اور دونوں متبرک و معزز ہیں لیکن آپؐ کا دل اندر سے چٹکیاں ضرور لے گا کہ کاش عین حضورؐ صلعم کے زمانے کی مسجد نبویؐ کی زیارت ہو جائے تو کیا بات ہے نہ ہے نصیب نہ ہے قسمت ! بیچے اُسنے ! دوسرے روز بیابوں کہ دوسرے روز عزیزم لیاقت علیؑ نے مجھے کہا کہ چچا جان چلو آپؐ کو اردگرد کی زیارتیں کروالاؤں چنانچہ سب سے پہلے ہم دونوں نے کچھ دانے گندم کے خریدے اور جنت البقیع میں فاتحہ خوانی کے بعد یہ دانے ہم نے بکسور کو ڈال دیئے۔ اور پھر زیارتوں پر روانہ ہو گئے۔ سب زیارتوں میں ۲ زیارتوں پر مجھے بہت رقت طاری ہوئی۔ ایک مسجدِ قبلتین (جہاں حضورؐ کو عین دورانِ نماز حکم ہوا کہ اپنا منہ مسجدِ حرام یعنی بیت اللہ کی طرف پھیر لو اور ساتھ ہی نمازیوں کو بھی حکم ہوا تھا کہ جہاں کہیں تم ہو اپنا منہ بیت اللہ کی طرف پھیر لو) یہاں حضورؐ کے زمانے کی برکتِ دین اب بھی موجود ہے، اور دوسری مسجدِ قبا یہ ہجرت کے بعد شرب کی سب سے پہلی مسجد تھی اور ساتھ ہی دنیا و اسلام کی بھی سب سے پہلی مسجد ہے جو کہ حضورؐ کے ہاتھوں سے تعمیر ہوئی۔ یہاں بھی حضورؐ کے زمانے کی برکت و فیض کے آثار اب بھی نمایاں ہیں۔ یہاں بھی دل پارہ پارہ ہو گیا۔ جنگِ احد کا پہلا حضرت حمزہؓ کی مزارِ مبارک اور دیگر زیارتیں کر کے ہم واپس لوٹے تو تیسرے پہر میں مسجدِ نبویؐ صلعم میں حاضری کے لئے گیا۔ اور متوجہ ہو کر جو بیٹھا تو کیا دیکھا ہوں کہ حضورؐ کے زمانے کی مسجد باقی مسجد سے بالکل الگ ہو گئی اور اس میں داخل ہونے

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی مہتمم بھی ۱۰۳ یہ خاک اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ تاری ہے

## راہ تو نشان راہ ہے منزل نہیں ہے !

کے لئے ایک الگ دروازہ لگا ہوا ہے۔ چنانچہ یہ دروازہ اس عاجز پر کھل گیا۔ اور اندر سے ایک عالیشان بزرگ تشریف لائے اور اس بندہ کو بھار کر کہنے لگے کہ کل جو دانے تم نے بکرتوں کو ڈالے تھے وہ حضور مسلم کی بارگاہ میں قبول ہو گئے ہیں الحمد للہ۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

تیسرے روز تیسرے پہر کے قریب یہ بندہ میں حضور کے روضہ مبارک کے سامنے بیٹھا تھا۔ متوجہ ہو کر کیا دیکھتا ہوں کہ حضور پاک مسلم نے اس ناچیز کو حضور حضرت غوث پاک حضرت شیخ سید عبدالقادر قدس اللہ سرہ العزیز کے سپرد فرمادیا اور عین بغداد شریف میں اس بندہ کو حضرت غوث پاک کی بارگاہ میں پہنچا دیا۔ اس بندہ نے دیکھا حضرت غوث پاک کا محل شریف نورانی بنا ہوا ہے۔ جس پر حضور کا نام ایک بڑے تختہ (بورڈ) پر یوں لکھا ہوا ہے۔ حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی (قدس اللہ سرہ العزیز)

چوتھے روز : چوتھے روز پھر تیسرے پہر یہ بندہ حضور مسلم کے روضہ مبارک کے سامنے بیٹھا تھا کہ پھر متوجہ ہوا تو پھر عین باطن میں حضور کے روضہ مبارک کو جلوہ گر پایا۔ لیکن اس بندہ پر اس قدر ہیبت و جبروت طاری ہوا کہ پانچویں چھٹے ساتویں اور آٹھویں روز اس بندہ کو حضور مسلم کے سامنے ہونٹ کی جرات نہ ہوئی۔ نہ پوچھنے کیا ہوا۔ واقعہ باطنی ہی تھا ظاہری نہ تھا، چنانچہ یہ چار روز "باب السلام" کے زبرد شیعہ ۱۲ کے نیچے صبح سے شام تک بیٹھ کر گزارے اور متوجہ الی اللہ را۔

پانچویں روز کچھ اپنے مال میں دلپس آیا تو دوبارہ روضہ اقدس پر جانا شروع

نہ تو زمیں کیلئے ہے نہ سماں کے لئے ۱۰۵ جہاں ہے تیرے لئے تو نہیں جہاں کیلئے!

## وحدانیت سے بھی گزر کر احدیت کی طرف پرواز کر!

نہیں منت کش تاپ شنیدن استانی میری  
نموشی گفتگو ہے بے زبانی ہے زباں میری  
یہ دستور زبان بند ہی ہے کیسا تیری محفل میں  
یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری!

کیا پھر تادم آخر ہر روز حاضری دیتا رہا۔  
ایک روز: باطن میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شربت کا گلاس اس بندہ کو حجت فرمایا گیا۔ یہ عجیب بات ہے کہ شربت کا گلاس باطن میں پیش کیا گیا لیکن عجیب بات ہے کہ میں بالکل اپنا ظاہری ہاتھ بڑھا کر اس گلاس کو پکڑتا ہوں۔ دیکھو جی۔ واقعات کا کوئی شمار نہیں۔ ہر روز باطن میں بیسیوں واقعات پیش آتے تھے۔ بہت یاد ہیں۔ بہت یاد نہیں رہے۔ پورے ۲۰ روز مدینہ پاک میں مقیم رہا۔ ۲۶ ذوالحجہ کو منیٰ روانہ ہوئے۔ سب دوست تھے۔ تمام مناسک حج ادا کئے الوداعی طواف کے بعد عزیزم یاقوت خود مجھے جہہ چھوٹنے آیا۔ جہہ میں جناب عزیزم حیدر علی اور میری سگی بھتیجی۔ پیر بھائی نذر محمد۔ حسین بی بی۔ اور دوست محمد افضل صاحب موجود تھے۔ گویا گھر میں آگیا۔ مدینہ پاک کے تمام دوستوں کا شکر گزار ہوں عبدالرحمن صاحب ریاض احمد صاحب۔ سیف علی صاحب۔ محمد آفاق صاحب۔ محمد اعظم صاحب۔ ہر بازار میں جس جگہ بھی جاتا دوستوں کو منظر پاتا۔ عبدالرحمن صاحب اور یاقوت صاحب نے تو خدمت کی حد کر دی۔ ہر دوسرے روز روٹی کے علاوہ ایک صد ریال میری جیب

ریگا راوی و نیل ذات میں کب تک ۱۰۶ تراغینہ کرے بحر بیسکراں کھیلے!

## واپسی یاد م واپسین

میں مزید ڈال دیتے کہ بازار میں اپنی مرضی سے جو کچھ چاہو جہاں چاہو خرچ کرو۔  
لیاقت علی صاحب نے جو کچھ کہا تھا پورا کر دیکھایا۔ واقعی اس نے بقول اپنے  
ماں باپ سے بھی زیادہ میرا خیال رکھا۔ اُس نے میرے لئے دواں اور بھی سی  
قربانیاں دیں جو میں نے آپ کو نہیں بتائیں۔ اگر مجھے رونا نہیں آتا۔ لیکن عزیزم  
لیاقت علی کی یاد میں آج بھی رور ہاؤں۔ اس کی قربانیوں نے میرے دل پر پلہ پناہ  
نقوش چھوڑے ہیں۔ جو میری آنکھوں کو تر کئے بغیر نہیں چھوڑتے آج بھی ہر روز حضور  
کے روضہ مبارک پر ہر روز یا جب بھی جائے اس عاجز کا عاجزانہ سلام عرض کرتا  
ہے۔ زبہ قسمت۔ افضل صاحب حیدر علی اور نذر محمد نے میرا بے حد خیال رکھا۔  
آخر میں عزیزم خالد صاحب (بھتیجا) اور عزیزم شبیر احمد صاحب کا شکریہ ادا کئے  
بغیر تشنگی باقی رہ جاتی ہے۔ ان دونوں بھائیوں نے میرے حج کو دے اپنے میں  
بیجا بہت محنت سے کردار خاص ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا تمام اشخاص کو  
خوش رکھے اللہ تعالیٰ انہیں جزا دے آمین!

اس حج میں جتنا میں چھپ کر گیا اور جتنا چھپ کر آیا۔ اتنا ہی شہرت پذیر  
ہو گیا۔ وہ یوں کہ کراچی آیا تو کہنے لگے چچا جی ہم نے آپ کو ٹیلیوژن پر حج میں  
بار بار دیکھا ہے۔ جہلاپور آیا تو تمام جہلاپور کے لوگ کہنے لگے داہ جی دا۔ چھپ  
کر گئے ہم نے تمہیں ٹیلی ویژن پر دو دفعہ دیکھا۔ لاہور۔ گوجرانوالہ۔ گجرات۔ فیصل آباد  
میں یہی کہا کہ ہم نے آپ کو ٹیلیوژن پر دیکھا ہے شہرت کیا پھر بھی ہماری سٹائی  
کے سامان ہو ہی گئے۔  
انہوں نے کچھ درق لائے نے کچھ گز لے کچھ گل نے پائین میں ہر طرف بحر بیسکراں کھیلے!

فقہ تیری مرد پر دیں ہے ذرا آگے ۱۰۷ اٹھایا مقام آسمان سے دُور نہیں!

## کابل ہستیاں آپ کو سر بازار یا محافل میں نہیں ملیں گی

اڑالی طوطیوں نے قمریوں نے غنڈیوں نے

چمن والوں نے ملکر لوٹ لی طرزِ فغاں میری!

دیکھو جی! اصل بات یہ ہے کہ کابل لوگ آپ کو محفلوں میں، سر بازار، عرواں، مشہرت پذیر آپ کو تلاش کئے بھی نہ مل سکیں گے، وہ یوں سر بازار، اپنے آپ کو فروخت نہیں کیا کرتے ہیں جب رنج سے واپس آیا تو حج کے دوران جناب حضرت محمد جمیل اختر صاحب (جنہیں آپ دیکھیں تو آپ کو سرگزیہ گمان نہیں ہو سکے گا کہ یہ بھی رہنا ہو سکتے ہیں) حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی باطنی کچھری میں ایک روز حاضر تھے۔ اس وقت بدینہ پاک میں موجود تھا۔ حضور کی مجلس میں تمام ادیب، اکرام حاضر تھے۔ اور ذکر اسم اللہ ذات جاری تھا۔ یہ ذکر کوئی دو گھنٹہ تک جاری رہا۔ میں رنج سے واپس آیا تو آپ نے مجھے سرگوشی کے انداز میں کہا کہ فلاں روز میں حضور رسول اکرم کی کچھری حاضر تھا، تو آپ بھی وہاں موجود تھے، آپ کے (معصوف تصنیف) سیلٹی رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے، آپ بھی ذکر الہی میں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھری میں حاضر تھے، کیا یہ درست ہے کہ آپ نے اس وقت سیلٹی رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے، میں نے کہا، جی ہاں مجھے اس وقت بیاقت علیٰ عزیزم نے سیلٹی رنگ کے کپڑے پہنا دیئے تھے۔

ذرا حضرت صاحبزادہ محمد جمیل اختر صاحب کی بیعت کا حال سینئے، اس سنئے آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ کابل ہستیاں کیسی ہوتی ہیں، اور ان کی رسائی اور طاقت کیا ہوتی ہے، جناب حضرت چوہدری حیات محمد صاحب (آپ ان کو دیکھو تو سرگزیہ بزرگی کا گمان تک نہ کر سکو گے، قدس سرہ) میرے ماں باپ ان پر قربان ہوں

تو نے اسیر مکان : لامکان سے دُور نہیں ۱۰۸ وہ جلوہ گاہ تیرے خاکداں سے دُور نہیں !

## کسی مقام کو قرار گاہ بنالیا گا تو مقامِ احدیت کو نہ پاسکے گا۔

جب جناب محمد جمیل اختر صاحب کو بیعت فرمانے لگے تو کہا کہ پہلے وہ نفل ادا کرو۔ جناب جمیل صاحب نفل پڑھنے کھڑے ہوئے تو میرے پیچھے کھڑے ہو کر آپ نے دُعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ دورانِ نوافل ہی حضرت حضور غوثِ پاک تشریف لائے۔ اور آتے ہی میرا سینہ پاک کر کے میرا دل نکال کر ایک طشتری میں رکھ کر حضرت صاحب کو فرمایا کہ لو پہلے اس دل کو آپ رحمت کے دریا میں دھولاؤ۔ اور ساتھ ایک خانی پیالہ دیا کہ اسے بھی الگ دریا سے رحمت سے بھر لانا۔ چنانچہ حضرت صاحب مجھے اور میرے دل کو الگ طشتری میں رکھے ہوئے دریائے رحمت پر پہنچے۔ میرے دل کو خوب چھوڑ چھوڑ کر دھویا۔ جس میں سے سیاہ رنگ کا نیل و خون نکل رہا تھا۔ اور مجھے ملنم دیا تم بھی اس دریا سے رحمت میں نہاؤ ایسا دریا نفل کی نماز جاری ہے) میں گردن تک پانی میں ڈوب کر نہایا تو فرمایا نہیں غوطے بھی لگاؤ۔ میں نے غوطے بھی لگائے۔ آخر مجھے اور میرے دل کو طشتری میں رکھے ہوئے اور پیالہ آبِ رحمت کا بھر کر دوبارہ حضور پاک کی خدمت میں آئے تو وہاں تمام اولیاء کرام جمع تھے جن میں حضرت علیؑ، حضرت حسنؑ، حسینؑ، جناب سلطان باجوہؒ، سید مسعودؒ، داتا صاحبؒ، بھویریؒ، حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ، غرضیکہ تمام بزرگ ماضی تھے۔ آپ نے پیالہ حضرت صاحب کے ہاتھ سے لیا۔ اور میرے دل کو میرے سینے میں نصب فرما کر اوپر بٹن ٹیک لگا دی۔ تمام بزرگوں نے پیالہ پانی پر دم کیا۔ اور آخر میں خود حضرت غوثِ پاکؒ نے دم کر کے وہ پانی مجھے پلا دیا۔ پھر کہا اب دوبارہ سینے کے بٹن ٹیک کو کھول دو۔ میں نے کھول دیا تو دیکھا میرے دل پر اسم اللہ ذاتِ روشن متعلیٰ تباہاں ہے۔ اور میرے سارے وجود پر اسم اللہ ذاتِ

ان نرم بچوں سے خدا مجھ کو بچائے ۱۰۹ سو جانے کوئی ان پر تو پھرانٹھ نہیں ملکتا۔

## بہر صورت بہر رنگ میں تو بی صورت و بیرنگ کی طرف لوٹ۔

مراقوم ہے۔ ساتھ ذکر قلب زور شور سے جاری ہے۔ اسکے ساتھ ہی میں نے سلام پھیرا تو پھر آپ نے مجھے بیعت اور تلقین فرمائی۔ جناب حضرت چوہدری حیات محمد صاحب قدس سرہ اس وقت ماڈل ٹاؤن ڈویژنل پبلک سکول میں ہیں۔ ان کا لڑکا وہاں پر پروفیسر لگا ہوا ہے۔ (نوٹ خواہ وہ مجھ سے یہ سب کچھ لکھنے پر حقا ہی ہوجائیں۔ لیکن آپ کی خاطر لکھ ہی بیٹھا۔ اب معافی ان سے آپ خود مانگنا۔) بھئی آپ کی خاطر جو لکھ رہا ہوں، ویسے میں انوس کیساتھ آپ سے غرض کرتا ہوں۔ وہ کسی کو بیعت نہیں فرماتے۔ لیکن اگر آپ کامیاب ہو گئے۔ تو آپ کی خوش قسمتی کی بات ہے۔ شاید، شاید، خدا کو سے خدا کو سے۔ والسلام!

## کابل ہستیاں عام لوگوں میں ملی جلی بے شناخت رہتی ہیں

تو ازل سے بھی پہلے تھا!

کیا تجھے پرواز کے لئے ہٹنی پڑی بال درکار ہیں!

## لطائفِ عوالمِ رنگِ انوار کے ضمن میں ایک مغالطہ ذور کر لیجئے !

کوئی فرقہ بالنی کہتا ہے کہ پہلا لطیفِ قلبِ دوئمِ رُوح، تیسرا نفس کا ہے، دوسرا فرقہ کہتا ہے کہ فلاں عالم کا رنگ سفید، فلاں کا سیاہ رنگ نور ہے، حالانکہ سارے لطائف میں کسی بھی لطیف کے نور کا رنگ سیاہ نہیں ہے۔ اسی طرح نہ تیسرا چوتھا لطیف نفس کا ہے، پس خدا کے لئے ان تمام رنگِ انوار، عالم اور لطائف کے درجات کو درست کر لیجئے، آپ کا بھلا ہو گا۔

مقامِ اول	نفس	ناسوت	الی اللہ	میل	شریعت	نیلا	لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ	اللہ
مقامِ دوئم	قلب	ملکوت	بشہ	محبت	طریقت	زرد	لا الہ الا اللہ	بشہ
مقامِ سوئم	روح	جبروت	غنی اللہ	عشق	حقیقت	سُرخ	یا اللہ	ن
مقامِ چہارم	بہر	لاہوت	مغ اللہ	وصل	معرفت	سفید	یا حی یا قیوم	جو
مقامِ پنجم	خفی	یا عہد	فی اللہ	فنا	مقامِ منتہی	سبز	یا داہد	محمد
مقامِ ششم	انہی	جاہوت	عن اللہ	حیرت	بارِ شریعت	تقشی	یا احد	فقر
مقامِ ہفتم	انا	صوت	یا اللہ	بقا	جمع الجمع	بیرنگ	یا جو	اللہ محمد

روشن اس منورے اگر ظلمت کو رو نہ ہو ۱۱۱ خود سلاں سے ہے پوشیدہ سلاں کا مقام

## ”علم بالا کے علوم کے مختلف رنگ ذکر اور تصور“

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ کسی بھی عالم کا، کبھی بھی لطیفہ کا رنگ سیاہ نہیں ہے اور کسی انوار کا رنگ سیاہ نہیں۔ مجھے سنسی بھی آتی ہے۔ انوار اور نور تو کہتے ہی روشن چیز کو ہیں۔ روشنی کو اگر اندھیرے اور تاریکی میں بدل دیا جائے ظاہر ہے وہ پھر نور نہ کہلائے گا بلکہ تاریکی۔ اندھیرا، سیاہی اور فقرہ آنے والی چیز کہلائیگی۔ باقی رہا نفس کے مقام کے متعلق۔ تو یہ بھی آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ نفس تو نام ہی سب سے پچلے درجے کا ہے۔ اسلئے نفس کا لطائف کے لحاظ سے اور عوام کے لحاظ سے تیسرا یا چوتھا مقام کیسے ہو گیا۔ دیکھئے نفس کے متعلق عرض یہ ہے نفس کی چار اقسام ضرور ہوتی ہیں جن کا ذکر حضرت فقیر صاحب قدس سرہ نے عرفان میں مکمل طور پر فرمادیا ہے۔ وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔ شاید وہ نفس مطمئنہ کو چوتھا مقام کہتے ہوں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے۔ سب سے پہلے نفس کے چاروں اقسام پر کنٹرول حاصل کیا جاتا ہے یعنی نفس امارہ سے نفس نوامہ (ملاست و شمانی دلبے والا نفس گناہ کے وقت) اور نفس ملہمہ (یعنی قبل از وقت الہام) خبر پانے والا نفس) اور نفس ملہمہ سے نفس مطمئنہ (یعنی یقین کامل پانے والا مطمئن ہو جائیو الا نفس) سو یہ چاروں نفس کی مختلف خصلتیں ہیں تاکہ مختلف عالم یا مختلف لطائف۔ یعنی نفس کا لطیفہ تو ایک ہی ہے۔ خصلتیں اس کی چار ہیں۔ مقام یا عالم یا لطیفے چار نہیں۔ یہاں خیال شریف میں۔ اس کے بعد پھر قلب کا لطیفہ آتا ہے اور عالم ملکوت۔ پھر روح کا لطیفہ اور عالم جبروت۔ رنگ سرخ نور کا۔ پھر لطیفہ ستر عالم لاہوت و لامکاں۔ نور کا رنگ۔ سفید براق۔ پھر لطیفہ نخی نور کا رنگ سبز۔ عالم یا موت۔ پھر لطیفہ انخی عالم جاہوت۔ نور کا رنگ بنفشہ۔ پھر لطیفہ انا

میں نے اے حیرت پر تیری پہچانی ہے ۱۱۲ قل ہذا لکھن شیری سے خالی ہے نیام

## تو ابد سے بعد بھی ہوگا بشرطیکہ تو نے قرار نہ پایا !

عالمِ حاکمیت بے رنگ۔ آپ نے دیکھا ان میں سے لطیفہ نفس پہلا لطیفہ ہے اور کسی بھی لطیفہ یا کسی بھی عالم کے نور کا رنگ سیاہ نہیں ہے۔ بالکل اسی طرح ہر لطیفہ ہر عالم کا ذکر بھی الگ الگ ہے۔ آپ کی اہلیت اگر مقامِ نفس یا قلب کی ہے آپ ذکرِ حق کے مقامِ جاہوت میں نہیں جاسکتے ہیں۔ آپ کوئی بھی ذکر کریں۔ کوئی بھی تصور کریں۔ بالکل میں پہنچیں گے اسی مقام پر جس مقام کی درحقیقت آپ کے لطیفے میں اہلیت ہے۔ سو اہلیت بڑھانے اور مقامات طے کرنے کے تمام طریقے میں سب سے پہلے بیان کر آیا ہوں وہاں سے یعنی کتابِ سیف الرحمن سے ملاحظہ فرمائیں۔ باقی رہا تصور کے بارے میں سو تصور کے طریقے ہر خاندانِ روحانیت اور مسلک کے مختلف ہیں۔ کسی سلسلہ طریقت میں تصور شیخ کیا جاتا ہے۔ یہ بھی درست ہے۔ لیکن ایک بہت ہی ضروری شرط کے ساتھ کہ واقعی حقیقی معنوں میں پیرِ کامل و مکمل و اکمل ہو۔ اور نقص اس طریقہ میں یہ ہے کہ ہر شخص کامل تو نہیں ہوتا۔ بلکہ مکمل و اکمل پیر تو گور و لوگوں میں کوئی ایک آدمہ مشکل سے ہوتا ہے۔ آپ ناقص پیر کا تصور کریں گے تو آپ کو وہ منزلِ مقصود تک نہیں پہنچا سکتا۔ بلکہ اگر کچھ پوچھو تو ناقص پیر کا تصور آدم پرستی سے کم نہیں۔ جن پیروں کو کچھ بھی نہیں آتا وہ پیر بھی اور مرید بھی دونوں قابلِ مذمت اور حشر کے روزِ دونوں شرمسار ہونگے۔ اور دونوں سزاوار ہونگے۔

## دل بدست آور کہ حج اکبر است

اول تا آخر تمام منازل پر ولز سے سی طہ ہوگی

## ”کچھ تصورات کے بارے میں“

تصورات میں سے ایک قسم تصور اسم کی ہے۔ یعنی تصور اسم اللہ ذات تصور اسم سر اسرار محض جناب حضرت سلطان العارفين قدس سرہ کا طریقہ ہے۔ اور آپ کی ہی اختراع محض ہے۔ چونکہ متقدمین، سلفاء صالحین کی کسی تصنیف میں تصور اسم کے متعلق کچھ نہیں بیان کیا گیا۔ حتیٰ کہ جو قدیم نقش منازل باطنی و لطائف باطنی کے ملتے ہیں۔ ان میں لطائف احوال باطنی، انوار کے رنگ، اور ذکر مقامات اسمی کچھ موجود ہے۔ مگر تصور اسم کے بارے میں ان نقشوں میں کوئی تذکرہ نہیں پایا جاتا۔ سو یہ تصور اسم جناب حضرت سلطان العارفين کا خاص طریقہ ہے۔

(۱) اس کا ایک خاص فائدہ یہ ہے کہ اگر مرشد ناقص ہو تو بھی مرید تصور اسم اللہ ذات فیضیاب ہوتا رہتا ہے۔ لیکن دوسرے طریق تصور شیخ ناقص میں ظاہر سے یہ فائدہ نہیں ہو سکتا۔

(۲) تصور اسم اللہ ذات انسان کو وحدانیت کی طرف لے جاتا ہے۔ چونکہ اسم اللہ کی دلالت ہی عین ذات کی طرف منسوب ہے۔

(۳) تصور اسم اللہ ذات کا ایک عظیم الشان یہ فائدہ بھی ہے جسکی متنی تعریف کی جائے کم ہے۔ اور وہ یہ کہ صاحب تصور اسم اللہ ذات کو باطن

## تصور اسم اللہ ذات کی مقام ہا ہوتی تک مکمل سانی ہے

میں اسم اللہ ذات اور اسم اللہ ذات کے اسماء صفات کے نوری جتنے مرقوم بہ اسم ذات و اسماء صفات عطا ہوتے ہیں۔ اور یہ جتنے بعد اسماء کے سراسر نور ہوتے ہیں جنہیں اپنے اندر ناسوت سے لامکان تک اور لامکان سے ہا ہوتی تک پہنچنے کی مکمل اہلیت موجود ہے۔ بخلاف اس کے دوسرے طریقوں میں اگر رہنما کامل و مکمل و اکمل نہیں تو سب کے سب کارواں گرد راہ ہو کر ہی راستے میں رہ جاتے ہیں۔ سو عالمان تصور اسم اللہ ذات کو وہ نوری جتنے عطا ہوتے ہیں۔ جو اسماء الہی سے مرقوم ہوتے ہیں جو باطن میں شہباز لامکانی کی طرح نمودار ہوتے ہیں جن کی نگاہ تیز سے ہفت افلاک کی کوئی چیز اور کوئی مخلوق نہیں بچ سکتی۔ وہ باطن میں شیراز کی طرح نمودار ہوتے ہیں۔ اور وہ اسکے پورے پورے مصداق ہوتے ہیں۔

در دشت جنون من جبریل زبوں حیدرے

یزداں بگند آور اسے ہمت مردانہ

(۴) تصور اسم اللہ ذات کا راہرو کسی طرح بھی اور کسی طرف سے بھی گھائے میں نہیں رہتا۔ فرض کیجئے آپ نے ایک پیر کڑا۔ اور وہ بالکل ناقص نکلا۔ لیکن آپ اگر تصور اسم اللہ ذات کرتے ہیں تو چلو پیر ناقص کو تو چھوڑ دیں گے۔ لیکن تصور اسم اللہ ذات کو چھوڑ کر کہاں جائیں گے۔ سو ایسی حالت میں آپ کو انسوس نہیں رہیگا۔ تیری محنت رائیگاں۔ بیگار اور اکارت نہ جائے گی۔ چونکہ تصور اسم اللہ ذات ایک نہ ایک دن تیری باطنی آنکھ ضرور کھول دے گا۔ اور پھر باطنی آنکھ کھولنے کے تمام راز و دروں۔ باطنی

اب تیرا دور بھی آنے کو ہے فقیر غیور ۱۱۵ کھاگی ریح فرنگی کو ہوائے زرد سیم:

## پیر کامل خودی ماند در عالم ناسو و مرید را برساند در عالم لایسو

پرواز کے تمام اسرار در پردہ، علم العین کے تمام اسرار و رموز آپ پر کھول کھول کر بیان کر دیئے ہیں۔ باطنی حقیقہ کو بیدار کرنے کی کوئی بات ایسی نہیں چھوڑی۔ جو بیان نہ کر دی گئی ہو۔ لہذا دوبارہ، پھر دوبارہ، پھر بارہ، کتاب سیف الرحمن میں علم العین کے علم کو پڑھئے اور اس کے تمام اسرار و رموز کو سمجھئے۔ پھر ان پر عمل کیجئے، آپ کی باطنی آنکھ کھل جائے گی۔

جناب حضرت فقیر نور محمد سروری قادری کلاچوی (مرشدی و مولائی) نے اپنی عمر میں چار سلطانوں کا، چار گدی نشینوں کا، چار سجادہ نشینوں کا زمانہ دیکھا ہے۔ قدس سرہ العزیز۔

ایک دفعہ یہ بندہ لاہور کی دروازہ جناب چوہدری علی محمد صاحب ٹھیکیدار کے مکان پر اس غرض سے گیا کہ جناب حضرت فقیر صاحب قدس سرہ تصنیف ”عرفان“ کی چھپائی کے سلسلے میں وہاں قیام پذیر تھے۔ یہ بندہ ناچیز جب بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا تو خواہ کتنی ہی بڑی مجلس منعقد ہوتی۔ لیکن آپ ہمیشہ اس بندہ کی طرف روئے سخن رکھتے، اثناء گفتگو آپ فرمانے لگے کہ یہ حضرت امیر سلطان صاحب کا زمانہ تھا، یاد رہے آپ نے جناب حضرت سلطان صالح محمد صاحب انکے بعد حضرت سلطان نور احمد صاحب اور پھر انکے بعد حضرت امیر سلطان صاحب، زال بعد حضرت سلطان حبیب سلطان صاحب کا زمانہ دیکھا ہے، حضرت امیر سلطان صاحب اس وقت حضرت سلطان العارفین قدس سرہ العزیز کی ایک تصنیف کا مطالعہ فرما رہے تھے جس میں ایک جگہ جناب سلطان بادشاہ قدس سرہ نے یہ فرمایا کہ ”پیر کامل خودی ماند

کے خبر کہ ہزاروں مقام رکھتا ہے ۱۱۶ وہ فقر جمیں سبے پردہ روح تو

## تو باطنی پروبال کا خواہشمند ہے تو علم العین حاصل کر!

در عالم ناسوت میں رہتا ہے۔ لیکن اپنے مرید کو عالم لاہوت و لامکان میں پہنچا دیتا ہے، تو آپ اس جملہ پر چونک پڑے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ پیر تو عالم ناسوت میں رہے اور مرید کو عالم لاہوت میں پہنچائے۔ بہت سوچتے رہے۔ بہت غور و خوض فرماتے رہے۔ تا آنکہ آپ نے ایک مجلس طلب فرمائی۔ صاحب علم فقیروں کی ہر ایک سے یہی سوال دہرایا۔ ہر ایک نے اپنی اپنی استعداد اور اپنی اپنی عقل و فکر کے مطابق جو کچھ بن پڑا جواب دیا، لیکن حضور سلطان امیر سلطان صاحب کی تشفی نہ ہوئی۔ آخر ان لوگوں کے سوا اور مزید فقرا کو طلب فرمایا اور ہر ایک سے وہی سوال دہرایا کہ پیر کامل جو خود تو عالم ناسوت کا مکین ہو۔ مرید کو کیسے عالم لاہوت میں پہنچا سکتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے بھی بہت کچھ تاویلوں اور دلائل و براہین کے ساتھ بہت کچھ جوابات دیئے۔ لیکن آپ کی پھر بھی تسلی نہ ہوئی۔ آپ نے فرمایا کوئی اور درویش بھی ابھی باقی ہے یا کہ سب ختم ہو گئے ہیں۔ ایک درویش نے عرض کیا کہ بس جی اور تو سب آچکے ہیں۔ صرف ایک فقیر نور محمد صاحب باقی رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ان کو بھی طلب کر دو۔ بلاؤ۔ چنانچہ آپ کو بھی بلایا گیا۔ آپ (فقیر نور محمد صاحب) کچھ زبردست مسکرائے اور عرض کیا۔ بس جی اور تو کوئی درویش باقی نہیں رہ گیا۔ اگر کوئی رہ گیا ہو تو پہلے اُسے بھی طلب فرمائیں۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں اور کوئی درویش بھی باقی نہیں رہا۔ صرف ایک آپ باقی رہتے ہیں۔ آپ بتائیں یہ فرمان سلطان بادشاہ صاحب کا کہ پیر کامل تو عالم ناسوت میں رہتا ہو اور مرید لامکان و لاہوت

کیا گیا ہے غلامی میں مبتلا تھو کو ۱۱۷ کہ تجھ سے ہر نہ سکی فقر کی نگہبانی !

## پیر کامل عالم ناسوت میں اور مرید عالم لاهوت و لامکان میں ؛

میں یہ ہماری سمجھ سے باہر ہے۔ اور میں سب لوگوں سے بھی مطمئن نہ ہو سکا  
آپ کچھ اس بارے میں بھی فرمائیں چنانچہ آپ نے ایک خاص انداز سے  
گفتگو شروع کی۔ آپ تھے تو بہت ہی نرم گفتار لیکن جب بات  
بحیثیت فرماتے تھے تو ایسے ایسے بنیظیر مورتی بکھیرتے تھے کہ انسان حیران  
اور دنگ رہ جاتے تھے۔ بلکہ بہت دفعہ ایسا ہوا ہے کہ میں خود دنگ رہ  
جاتا تھا۔ بلکہ ابھی اسی وقت جو اندر سے میرا حال ہو رہا ہے صرف چند منٹ  
بعد آپ کا بھی وہی حال ہو جائے گا۔ آپ میں سے جو سمجھدار اصحاب ہیں  
وہ تو ساری عمر اس بنیظیر جواب پر اور اس خاص الخاص راز پر سر دھنتے رہیں  
گئے۔ اور میرا حال تو اس وقت یہ ہو رہا ہے کہ وجدانی کیفیت طاری ہے  
اور سن لیجئے آپ پر بھی ابھی ابھی یہی کچھ اثر ہوئے (والا ہے)

آپ جناب امیر سلطان کے روبرو بڑے پر وقار طریقہ سے بیٹھ کر  
یوں گویا ہوئے ..... "آپ نے فرمایا سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ عالم  
لوگ اس کا جواب نہیں دے سکتے۔ دوسری بات یہ ہے کہ کامل مکمل اکمل  
جامع نور الہدیٰ رہنما کے سوا اس راز کو کوئی نہیں جانتا نہ ہی کسی اور کی  
یہاں تک رسائی ہو سکتی ہے۔ اور فرمایا کہ اس بات کا اصل اور درست  
صحیح اور موافقہ سچا صداقت پر مبنی جواب یہ ہے کہ جب کوئی کامل مکمل مرشد  
کسی مبتدی مرید کو کسی منزل پر پہنچانا چاہتا ہے۔ تو وہ یوں کرتا ہے کہ کامل  
مکمل مرشد ناقص مبتدی مرید کا ناسوتی لطیفہ خود اسے اپنا اندر  
جذب کر لیتا ہے۔ اور خود اپنا تربیت یافتہ لامکانی لاهوتی لطیفہ

کہہ رہی ہے میری خاموشی ہی افسانہ مرا ۱۱۸ کچھ غلوت خانہ قدرت ہے کا شکار مرا

## مُشاہدہ نہ ہوگا تو باطنی پرواز بھی نہ ہوگی

ناقص مبتدی مرید کے اندر داخل کردیتا ہے۔  
چنانچہ اس کا پتہ یہ ہوتا ہے کہ مبتدی مرید، کامل مکمل مُرشد کے تربیت یافتہ لطیف کے ذریعے عالم لاہوت و لامکان کی سیر شروع کر دیتا ہے۔ اور وہ لامکان کے کلماتی، نوری جہان میں اسمائی و ذاتی نوری کلمات سے مرقوم نوری لطیف جُستہ سے پرواز شروع کر دیتا ہے۔ اس کا اس نوری کلماتی و اسمائی لطیف جُستہ کا پہلا قدم دونوں جہان سے پار جا پڑتا ہے اور اس کی نظر طرفۃ العین میں دونوں جہان سے گذر کر لاہوت و لامکان میں اپنا آشیانہ بنالیتی ہے۔

دوسری طرف مُرشد کامل مکمل، ناقص مبتدی کے ناقص تاثریت یافتہ (قارئین ذرا ٹھہریئے، یہاں تک پہنچتے پہنچتے بال پن بھی جواب دے گیا ہے۔ اس کی سیاہی بھی ختم ہو گئی ہے ذرا توقف! اور پنسل لے آؤں۔ اس وقت رات کے بارہ بجنے کے قریب ہیں) میں عرض کر رہا تھا، ”دوسری طرف مُرشد کامل مکمل مکمل، ناقص مبتدی کے ناقص تاثریت یافتہ ناسوئی جُستہ کی اپنے اندر ہر روز تربیت شروع کر دیتا ہے۔ تو جہاں تک جس عالم باطنی تک، ناقص مبتدی مرید کے باطنی لطیف لطیف کو پہچانا کامل مُرشد مناسب سمجھے تو وہاں تک پہنچا دیتا ہے۔

پھر اس کے بعد مرید میں داخل کئے ہوئے اپنے لامکانی و لاہوتی لطیف لطیف کو اپنے اندر واپس کر لیتا ہے۔ اور مرید کے اندر مُرید کا خود تربیت کردہ باطنی لطیف لطیف ڈال دیتا ہے۔ تو پھر مرید اس تربیت

مرکے آئے ہیں سجانے میں ۱۱۹ مرکے اٹھیں گے میخانے سے !

## تجھے علم العین در کا ہے تو زاویہ نگاہ قلم کر :

یافتہ باطنی لطیف لطیف سے اُس حد تک اپنی باطنی پرواز جاری رکھتا ہے جہاں  
سک کہ مرشد پاک نے اُسکے لطیفے کی باطنی تربیت کی ہوتی ہے :  
قارئین کرام ! قسم کھا کر بتاؤ مجھے کیا آپ نے آج سے پہلے کبھی بھی  
کسی سے بھی اس راز کو اس نکتہ خاص کو سنا ہے ۔ یا کہیں پڑھا ہے ۔ میرا  
رُوسے سخن مبتدیوں کی طرف ہے یا نکتہ ورود کی طرف ہے ۔ یا تشنہ لبوں  
کی طرف ہے ۔ یا قدردانوں کی طرف ہے ۔ کامل مکمل اکمل بزرگوں کی طرف  
نہیں ) میرا خیال یہ ہے کہ آپ کو شاید یہ معلوم نہیں کہ جب میں اس مضمون  
کے عین وسط میں تھا تو اس وقت مجھ پر کیا بیت رہی تھی ۔ کیلچر منہ کو آ رہا تھا ۔  
اُم نکلیں ابل رہی تھیں اور اب بھی آنکھوں سے آنسو یوں دامن پر گر رہے  
ہیں ۔ ٹپ ٹپ ٹپ پھر چند منٹ بعد سیاہی بھی ختم ہو گئی اور نئی قلم  
ڈھونڈ کر لایا ۔ پھر اس کے بعد قلم ہاتھوں سے چھوٹ گئی ۔ اور بات رُسنے  
سے گزر کر ہیکلی بندھ گئی ۔ بہت دیر بیٹھا رہا ۔

کبھی منہ چھپا کے رویا ۔ کبھی سر جھکا کے رویا

ذرا میری طرف دیکھنا ۔ اب میں بھی اور آپ بھی ایسے لوگوں کو کہاں  
سے لائیں ۔ پھر نظر پھرا کے دیکھو ۔ پھر تلاش کرو ۔ پھر ڈھونڈو ۔ کہاں ملیں  
گے ایسے لوگ کہاں ڈھونڈو گے ایسے لوگ ۔ نہ مزاروں پر نہ جنگل میں  
نہ خانقاہوں میں نہ بیابانوں میں نہ شہروں میں نہ دیہاتوں میں ۔ عہ  
آلے عشاق ! گئے وعدہ فردا بسکر  
اب انہیں ڈھونڈو چراغ رُخ زیرِ بایکر

ایک جلد تھاکیم طر سینا کیئے ۱۲۰ تو بجلی ہے سراپا چشم بینا کے لئے!

## حضرت فقیر قدس سرہ کا ایک اس بندہ کے روبرو بیان کردہ مشاہدہ

خدا معلوم آج رات کیسے گزرے گی۔ میرا شروع میں ارادہ تھا کہ آپ کو دو واقعات سناؤں گا۔ مگر ایک واقعہ سنا کر ہی یہ حال ہو گیا اب دوسرا سنانے کی نہ ہمت ہے نہ طاقت۔ آج تو یہ حال ہے۔ عہ  
جو سنانی انجن میں شب غم کی آپ بیتی  
کئی رو کے مسکرانے، کئی مسکرا کے روئے

میرا خیال ہے۔ آج رات مجھے معاف کیجئے۔ آج میرا حال آپ کو دکھانے کے قابل نہیں۔ آج دوسرے روز کچھ میرا حال درست ہوا ہے۔ تو لیجئے حضرت فقیر صاحب قدس سرہ کا دوسرا واقعہ سن لیجئے۔ یہ بھی جناب چوہدری محمد علی ٹھیکیداری کی دروازہ لاہور کے مکان پر ہی حضرت فقیر صاحب قدس سرہ کی زبانی سنا تھا۔ اسی جگہ مجلس منعقد تھی۔ آپ میری طرف حسب دستور مخاطب تھے۔ فرمانے لگے ایک دفعہ مجھ پر ایسا دقت آیا کہ روئی زبانی سے بھی محروم ہو گیا۔ اس دقت پر لے کر دربار پر حضرت صاحب مقیم تھے۔ دیر پرانا دربار سلطان بادشاہ قدس سرہ عین دریائے چناب کے کنارے موجود تھا۔ خود میں نے آپ کے وقت کا ایک بہت بڑی بیری کا درخت وہاں دیکھا ہے۔ اور ایک مجرہ بھی موجود تھا۔ اور آپ کی قبر مبارک کا نشان بھی موجود تھا۔ جس کے ارد گرد چار دیواری بھی تھی۔ اور ساتھ ہی وہ پُرانا قبرستان بھی موجود تھا۔ جس میں ہزاروں ادبیاء اللہ سلئے ہوئے تھے۔ پھر چند سال بعد وہاں گیا تو دیکھا نہ وہاں سزار پاک کا نشان پایا، نہ بیری کا درخت نہ مجرہ،

مطلبن ہے تو پریشان مثل بوتا ہوں ہیں ۱۲۱ زخمی شمشیر ذوق جستجو رہتا ہوں میں !

## فقیر صاحب اس کے ساتھ ہی عمر بھر کیلئے لایحتاج ہو گئے

زقبرستان اس ساری جگہ اب دریا بہہ رہا ہے، اس دربار پر آپ کی اہلیہ محترمہ بھی آپ کیساتھ موجود تھیں۔ اہلیہ محترمہ فرماتی تھیں کبھی کبھی آج کیسا پکائیں۔ آپ فرماتے اللہ کی بندی آج صبر کی سنڈیا پکا لو۔ میرے اور تیرے لئے دہی کافی ہے۔ یہ حال تھا اس وقت، اسی حال میں آپ باطن میں حضور حضرت سلطان بادشاہ کے حضور میں جا رہے تھے کہ ابھی چند قدم دُور ہی تھے کہ حضرت سلطان بادشاہ صاحب نے فرمایا "نور محمد! میری نظر میں دنیا کے طلبگاروں کی قدر ایک کشتے کے برابر بھی نہیں"..... حضرت فقیر صاحب نے عرض کی کہ "حضور! کم از کم درویشوں کے پاس اتنا تو چاہئے کہ ان کتوں کے دروازے پر درویشوں کو نہ جانا پڑے؟..... حضور سلطان بادشاہ صاحب یہ بات سن کر مسکرائے، اور اس کے ساتھ ہی میری دُعا کرتے ہوئے زبان سے بے ساختہ یہ الفاظ نکل گئے "واہ! واہ! آپ حضور نے کیا برجستہ جواب دیا، کہ حضور سلطان بادشاہ صاحب بھی خوش ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ اس پر آپ نے مجھے فرمایا، نہیں اس میں میری کوئی کاریگری نہیں تھی۔ سوال بھی حضور کی طرف سے تھا۔ اور جواب کی توفیق بھی حضور کی طرف سے تھی۔ باطن میں جو کچھ بھی ہوتا ہے سب بن جانب اللہ ہی ہوتا ہے۔ ایسے بندہ کا اپنا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ یہ بھی میرے لئے ایک نصیحت تھی کہ ہر کام بن جانب اللہ ہوتا ہے۔ بندے کا اس میں کچھ بھی دخل نہیں ہوتا۔ چنانچہ پھر جناب حضرت سلطان بادشاہ صاحب، فقیر صاحب کا ہاتھ پکڑ کر دربار شریف کے اندر لے لئے اور بغلیں ہو گئے۔ پھر اس کے بعد ساری عمر حضرت فقیر صاحب

## باطنی بیداری زاویہ نگاہ کے بغیر حاصل نہ ہوگی

پر کبھی تنگدستی نہیں آئی۔

اگر آپ کا دل چاہے ایک واقعہ اور سناؤں یہ کسی بھی کتاب میں درج نہیں ہے۔ جناب فضل حسین شاہ صاحب نے آپ کے وصال کے بعد رُزِورد کر یہ واقعہ مجھے سنایا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ میں ابھی جوان ہی تھا جب کبھی میں حضرت فقیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ آپ مجھے کبھی اپنے پاس بیٹھنے نہ دیتے۔ اور فوراً اٹھا دیتے اور فرماتے مجھ سے دُور رہو۔ میرے پاس مت آؤ۔ پھر فضل حسین شاہ صاحب نے دربار شریف پر مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ کیا ڈاکٹر نور محمد صاحب آپ کا ہی نام ہے۔ میں نے عرض کیا۔ جی ہاں یہی بندہ ڈاکٹر نور محمد ہے۔ پھر فضل شاہ صاحب نے فرمایا کہ ایک دن میں حضرت فقیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے فرمایا کہ تم یوں کرو کہ ڈاکٹر نور محمد کے پاس جلال پور بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ جاؤ۔ میں آپ کی تلاش میں تھا۔ اچھا ہوا آپ مجھے مل گئے۔ میں نے عرض کیا یہ بندہ تو ناچیز ہے حضور کے قدموں کی خاک ہے۔ پھر اس کے بعد وہ بہت بے تہا زار و قطار روتے رہے۔ اس ناچیز نے انہیں دلاسمہ دیا۔ چپ کر آیا۔ تو آپ نے یہ واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ ہمارے سنے دربار پر ایک مائی صاحبہ تھی۔ لنگر پکائی تھی۔ قدرت الہی سے وہ بالکل اندھی ہو گئی۔ وہ مائی صبح کے وقت دربار کے شمال میں ساتھ ہی ایک کوآں تھا۔ عین کوئیں کے متصل حضور فقیر صاحب سے ملی۔ بلکہ حضور فقیر صاحب نے مائی صاحبہ کو مٹھرا کر پوچھا تیری نظر کہاں گئی۔ کب سے اندھی ہو گئی تو کہنے لگی حضور نے

نہم صیاد نہیں اور پردہ بال بھی ہیں ۱۲۲ پھر سبب کیا ہے نہیں تجھ کو دماغ پر داز

## باطنی دنیا میں تیرا ظہور استغراق کے بغیر ناممکن ہے

سال سے اندھی ہو گئی ہوں۔ اب لاچار ہوں، کیا کروں۔ کدھر جاؤں میں  
(فضل حسین شاہ) ساتھ سے گزر رہا تھا تو میرے کانوں میں انکی یہ باتیں  
پڑیں (چونکہ آپ مجھے اپنے پاس بیٹھنے نہ دیتے تھے، اس لئے منہ میں  
نے دوسری طرف کر لیا لیکن کانوں کان باتوں پر رکھے) حضور نے مانی سے  
فرمایا کیا تو سورہ اذا جاء نصر اللہ زبانی جانتی ہے۔ مانی صاحبہ نے عرض کی  
جی حضور جانتی ہوں۔ آپ نے فرمایا تو اچھا یوں کر دکراؤ ابھی دربار شریف پر جاؤ  
اور دربار شریف کے مغربی دروازے کے رُوبرُو بیٹھ کر یہ سورۃ پڑھنی شروع  
کر دو۔ مانی اور حضرت فقیر صاحب دونوں دربار شریف پر گئے اور مانی  
صاحبہ دربار شریف کے مغربی دروازہ میں بیٹھ گئی۔ اور فقیر صاحب عین متوجہ  
ہو کر اندر بیٹھ گئے۔ اور میں خود بے پاؤں دربار شریف کے اندر داخل ہو  
کر ایسی جگہ بیٹھ گیا۔ جہاں فقیر صاحب کی نظر نہ پڑے مجھ پر، میں نے دیکھا  
کہ مانی صاحبہ نے پڑھنا شروع کر دیا۔ اور حضرت فقیر صاحب نے توجہ دینی  
شروع کر دی۔ دس منٹ کے اندر اندر مانی صاحبہ کھل کھلا اٹھی، میری  
نظر لوٹ آئی۔ میں دوبارہ زندہ ہو گئی۔ مجھے ہر چیز نظر آنے لگی، یا اللہ تیرا  
شکر ہے۔ یا اللہ تیرا لاکھ لاکھ احسان ہے۔ یا اللہ میں تیری مہربانی کا حق  
ادا نہیں کر سکتی۔ اور فقیر صاحب نے اپنے آپ کو درمیان سے صاف بچا لیا۔  
یوں اللہ تعالیٰ کے بے ریا بندے فیض پہنچاتے ہیں۔ یاد رہے یہ تصنیف  
سارے کے سارے، کلہم تفوف کا احاطہ کرنے کی غرض سے تصنیف نہیں  
کی گئی۔ بلکہ یہ تصنیف اور میری دوسری تمام تصنیفات نہایت مشکل اور

گلدہ دفائے جہاننا جو عزم کو اہل حرم سے ۱۲۴ کسی شکستہ میں بیان کرش تو منم بھی کہئے ہری ہری

## باطنی بیداری نہ ہوگی تو مشاہدہ بھی نہ ہوگا!

ادق نکات کو کھولنے کے لئے۔ اور جو نہایت باریک نکات آپکو دوسری تصانیف میں ابھی تک نہ مل سکے اور نہ آپ ان نکات کو خود سمجھ سکے۔ ان تمام نہایت دقیق نکات کو الہم فشرح کرنے کے لئے۔ کھولنے کے لئے یہ تصانیف تصنیف کی گئی ہیں۔ اگر آپ سمجھیں تو یہ بڑی بات ہے مبتدیوں کے لئے یہ آب حیات سے کم نہیں۔ اور نامہ سمجھ اور نامکمل پیروں کے لئے یہ عبرت کا تازیانہ بھی ہیں اور انکے تاریک راستے کی روشن مشعل راہ بھی ہیں۔ تجھے بڑی جلدی پڑی تھی۔ خلافت حاصل کرنے کی تو بہت بیتاب تھا لوگوں کو مرید کرنے کے لئے تیری بڑی خواہش تھی کہ لوگ تیرے پاؤں اور ہاتھوں کو چومیں۔ سو یہ سب کچھ تو کر گزرا

ظاہر میں تو اچھا ہے باطن میں خدا جانے

لیکن یاد رکھ تو بھی اور تیرے سب مرید بھی تم سب قیامت کے بعد روزہ عشر ایک قطار میں کھڑے کئے جاؤ گے۔ تیرا بھی اور تیرے ماننے والوں کا سب کا حساب کتاب ہوگا۔ تو نے بہت غلطی کی ہے۔ بہت بڑی غلطی اب بھی وقت ہے۔ یہ خلافت یہ پیری ناقص مرشدی اگر دہریسے میں بھی فروخت ہو جائے تو یہ بہت بڑی قیمت ہے اسے فوراً فروخت کر دے۔ اور دوبارہ اپنے اصل کی طرف۔ اصلی توحید کی طرف۔ جبروت و لاہوت و لامکان کی طرف مڑ جا اگر تو کبھی قابل ہو گیا اگر تو کسی منزل پر پہنچ گیا اگر تو مقام لا تَخَفُ وَلَا تَحْزَنُ میں داخل ہو گیا۔ تو پھر پیری مریدی کرنے کا بہت وقت پڑا ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ تو دنیا چاہتا ہے یا حق چاہتا ہے

## استغراق چاہتا ہے تو زاویہ نگاہ قائم کر !

ع غضب ہیں مرشدان خود ہیں خدا تری قوم کو بچانے  
بگاز کر تیرے مسلمانوں کو یہ اپنی عزت بنا رہے ہیں !

اگر دنیا چاہتا ہے تو فکر نہ کر بے شک چاہ۔ لیکن یاد رکھ تیرا ایک ایک کردار  
تیری ایک ایک گفتار، تیرا ایک ایک عمل ایک کتاب محفوظ میں بکھا جا رہا  
ہے۔ اور قیامت کے بعد یہ کتاب تیرے سامنے کھول کر رکھ دی جائیگی  
اور تجھے خطاب ہوگا، لے اپنی کتاب کو خود پڑھ لے۔ آج تو اپنا حساب  
لینے کے لئے آپ ہی کافی ہے۔ سمجھ گیا میرے نادان بھائی !

تیرے موافق نہیں نا فتنی سلسلہ

ع مجھے یہ ڈر ہے مفت مریں پختہ کار بہت

نہ رنگ لائے کہیں تیرے ہاتھ کی خسامی

تو میری طرف دیکھو اس وقت میری عمر تقریباً ۶۰ برس کی ہے۔ پھر  
اس کے بعد میری ان تصانیف کی طرف دیکھو۔ کیا تجھے ان میں سے کہیں  
پیری مریدی کی اور ویشی کی جھوٹے فقر کی بڑا خام خیالی کی، تجسّر کی، خلافت  
کی آرزو کی بڑا آتی ہے۔ حالانکہ یہ سب کچھ پیری مریدی کرنے کے لئے  
کافی تھا مگر دیکھ پھر دیکھ، پھر دیکھ میں کس طرح سادگی، گنہامی، پردہ پوشی  
کی زندگی گزار رہا ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ خلافت کسے کہتے ہیں۔ اور  
پیری مریدی کسے کہتے ہیں۔ پھر تجھے کیا سزا کہ نہ تو عارف حقیقی ہے نہ  
پیر ہے بلکہ مرید بھی نہیں پھر بھی اپنے ساتھ ایک لشکر کو لئے پھرتا ہے۔

## بلازاویہ نگاہ استغراق یا کھوتا ہے یا سوتا

سو قیامت کے روز میرا اور تیرا سامنا ہوگا۔ مجھ میں اور تجھ میں باتیں ہونگی پھر میں تجھے بتاؤں گا کہ دنیا میں دنیا کی زندگی میں قبل از وقت میں نے تجھ سے کیا کہا تھا۔ پھر تو پچھتائے گا۔ لیکن وقت گزر چکا ہوگا۔

## ”علمِ نعمِ البَدَل“

**تعریف:** علمِ نعمِ البَدَل اُس علم کو کہتے ہیں کہ اچانک ایک چیز کے بدل دوسری چیز حاصل ہو جائے جو صفات میں پہلی چیز کے مانند ہو۔ یعنی ہو بہو عین بعین وہی چیز تو نہ ہو لیکن از روئے صفات فوائد، خاصیت کے پہلی چیز کے برابر ہو۔

**مثلاً:** آپ کے پاس کوئی روپیہ نہیں اور آپ کو سمٹ بھوک لگی ہوئی ہے۔ آپ کو روٹی کھانے کے لئے ۵ روپے کی ضرورت ہے۔ تو ظاہر ہے جب تک آپ کے پاس ۵ روپے نہ ہوں گے۔ آپ اپنی حاجت پوری نہیں کر سکتے۔ لیکن بجائے روپے کے اللہ تعالیٰ آپ کے لئے کوئی ایسا سبب بنادے کہ کوئی آنا فانا، بلا سبب آئے اور آپ کو روٹی پیش کر جائے اور آپ وہ روٹی کھالیں۔ گویا روپے آپ مانگتے تھے وہ تو نہ ملے لیکن روپوں کے بدلے میں روٹی آپ کو مل گئی اور یہی آپ کی روپے مانگنے کی غرض تھی۔ پس اصل آرزو کے

## حقیقی علم نعم البدل کے بغیر آپ باطنی معاملات کو نہیں سمجھ سکتے

بدلے میں آپ کو وہ چیز مل گئی جس کی غرض سے آپ وہ آرزو کر رہے تھے۔ عرف عام میں اسے نعم البدل کہیں گے۔

**مثال دیگر:** مثلاً آپ ایک غریب آدمی ہیں۔ آپ کے دل میں یہ تنہا پیدا ہوئی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بادشاہ بنادے اور آپ لاکھوں لوگوں پر حکمرانی کریں۔ لیکن بادشاہت کے لئے فوج کشی جنگ، مہال و قتال کی ضرورت ہوتی ہے وہ بھی آپ میں طاقت نہیں۔ اور آپ باطن میں صاحبِ اوراک باطنی بھی ہیں۔ لیکن تاہم ظاہر ہے آپ بادشاہ تو نہیں بن سکتے۔ تو ایسے میں اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہو تو وہ آپ کے لئے ایسے اسباب پیدا کر دے کہ تمام مخلوق کی توجہ تمہاری طرف کر دے اور ہر طرف سے تمہارے لئے تحائف، ہیرکن و ناکس تمہاری خدمت کرنے میں مصروف ہو جائے تو گو یا آپ نے بادشاہی سے بھی زیادہ عزت و وقار پالیا۔

**اقسام علم نعم البدل:** بنیادی طور پر علم نعم البدل کی دو اقسام ہیں۔ (۱) علم نعم البدل مجازی۔ دنیوی۔ ماسوائی۔ ماسوائی موعلائی، اردو احمی ماسوائی، جنائی۔

**علم نعم البدل حقیقی:** (۲) یہ ہے کہ آپ کسی طرح بھی عین ذات عین اللہ نہیں ہو سکتے۔ اس کی ذات عین میں کسی کو بھی دخل نہیں۔ ازلان کما کان وہ جیسے پہلے تھا ویسے ہی اب ہے۔ نہ اس سے کچھ گھٹتا ہے نہ بڑھتا ہے۔ نسیں یکثلہ شینی

تو بھی ہے شیوہ اربابِ ایمان کامل ۱۲۸ دل میں لندن کی جوں بٹ ترے ذکر حجاز

## کیا آپ نے کبھی بطورِ نعم البدل صفاتی اسماء سے مرقوم نوری جتے دیکھے ہیں؟

اس جیسی کوئی بھی چیز نہیں۔ اس کی مثل کوئی بھی نہیں۔ عہ  
وحدت میں تیری حرفِ دوئی کا نہ آسکے  
آئینہ کیا مجال تجھے منہ دکھا سکے!

(جس شاعر نے یہ شعر کہا ہے میں اُسے داد دیتا ہوں۔ ماشاء اللہ) وہ بے  
چون بے چگون ذات، وراہ الوراثم وراہ الوراہ ہے۔  
سو اس ذاتِ پاک نے اپنے بندوں پر اپنی نعمت تمام کرنے کے  
لئے اپنی صفات پیدا کر دیں۔ پھر اسکے بعد اسماء (لامکان، لوح محفوظ  
سی حروف۔ قرآن پاک سب کچھ اس عالم میں مندرج ہے) پھر اسکے  
بعد ارواح جو کہ ہم سے تعلق رکھتی ہیں۔ بعد ازان ملائکہ۔ سب کے بعد  
جنات و انسان، اسماء کے بعد آثار اور آثار کے بعد عالمِ ناسوت میں  
وہ بالکل عیاں ہو گیا۔

سو اپنی اپنی استعداد کے مطابق بطورِ نعم البدل کے ہر انسان کو اللہ  
تعالیٰ نے ایک باطنی جُتہ عطا فرمایا ہے۔ اور ہر صفات کا ایک الگ جُتہ  
ہر اسماء کے لئے الگ اسمائی جُتہ۔ اور ہر روح کے لئے ایک الگ روحی  
جُتہ نفس کے لئے ایک الگ ناسوتی جُتہ باطنی ہوتا ہے۔  
جو لوگ صاحبِ استعداد ہیں اللہ تعالیٰ یوں اُن پر بطورِ نعم  
مثلاً، ابدال کے اپنا فضل و کرم اس طریق سے کرتا ہے کہ اُن کے

## ۛ تردانی پہ شیخ ہماری نہ جایو ! دامنِ پُور دیں تو فرشتے وضو کریں

روحِ باطنی جُسنے کو اپنے جبروتی کلمات سے مرقوم ایک نوری باطنی جُسنہ عطا کر دیتا ہے۔ اور یہ نوری کلماتی باطنی جُسنہ اپنے اندر اسم اللہ ذات اور اس کی صفات اور اُسکے کلمات نوری کی پوری قوت و طاقت رکھتا ہے۔ اور اس نوری باطنی جُسنے کی پرداز چشمِ زدن میں ناسوتی و ملکوتی جہان سے پار جا پڑتی ہے یہ کوئی خالی باتیں نہیں، نہ خیالی باتیں ہیں جس طرح دوسرا جہان عین حقیقت ہے۔ اسی طرح یہ باطنی روحانی جُسنے مرقوم عین حقیقت ہیں۔

اگر آپ کا ہنر کا لطیف بیدار ہے۔ تو اللہ تعالیٰ آپ کو مقاماتِ الہیہ میں سے لامرکانی جُسنہ عطا کرے گا۔ جو اسماءِ الہی سے مرقوم ہوگا۔ اور یہ جُسنہ بطور خاص اپنے اندر قوت و طاقت اسم اللہ ذاتِ الہیہ رکھتا ہے۔ اور دونوں جہان کو بیک نظر عبور کر جاتا ہے۔ آج کل کے راکٹ، میزائل اور آئندہ برق رفتار آنے والے راکٹ اس جُسنہ کی گرد پا کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔ اگر آپ کو شوق ہو کہ اس جُسنہ کا عملی نمونہ دیکھیں تو اس عاجز کی تصنیف سلسلہ دار ۲ ”حق سبحان“ ملاحظہ فرمائیں اس میں آپ کو اس کا عملی نمونہ اور آپ بیتی بتا بھی دی جائے گی۔ اور سنا بھی دی جائے گی۔ شنیدہ کئے بود ما عند دیدہ۔

سکھائی فرشتوں کو آدم کی تڑپ اس نے

آدم کو سکھاتا ہے آدابِ خداوندی !

اس کے بعد اگر آپ باطنی عروج کرتے چلے گئے۔ اور کسی ایک مقام کو اپنی

مجھ میں مزید جو پنہاں سناؤں جس کو ۱۳۰ پیش مشرق کا نظارہ دکھاؤں جس کو !

## فتاٰی اللہ بقا یا اللہ

خزارگاہ نہیں بنایا، نیز اپنا سفر اگر اپنے جاری رکھا تو آپ کے یہ باطنی نوری اسماء الہی سے مرقوم جتنے آپ کے جسم سے بالکل الگ ہو کر اپنی باطنی پرواز ذات کی طرف جاری رکھیں گے۔ اس وقت آپ پر باطنی فنا کا مقام وارد ہوگا، اور آپ مقام حیرت میں گم، محو، مستغرق ہو جائیں گے۔ اور آپ کا یہ لطیف باطنی جسم تمام بشری آلائشوں سے پاک و صاف ہو جائیگا۔ سوائے اخفی کے لطیف کے باقی تمام لطائف کو آپ عبور کر چکے ہوں گے۔ اور عین مقام اخفی کے آخر میں آپ کا یہ باطنی لطیف صفاتی اسماء سے مرقوم جسم فنا کے درمیان سے یوں برآمد ہو کر زندہ ہو جائیگا۔ جیسے میں پہلے مثال دے چکا ہوں۔

پہلے موت ظاہری      ۱  
فتاٰی اللہ (موت باطنی)      ۲  
بقا یا اللہ وحیت جلاو دل      ۳

پھر یہ جسم اپنے اندر تمام اسماء صفات و اسماء اسماء اشیاء و اسماء عیال کی حمایت رکھے گا۔ نہ یہ خدا کہلائیگا نہ خدا سے جدا کہلائے گا۔ اس کا کہنا اللہ تعالیٰ کا کہنا۔ اس کا سنا اللہ تعالیٰ کا سنا، اس کا پکڑنا اللہ تعالیٰ کا پکڑنا ہو جائیگا۔ چونکہ مقامات الہیہ میں سے سب سے آخری لطیف جسم بھی

**نوٹ:** اپنے آپ کو ذات عین اور بندے کے درمیان تمام دردیوں سے گزر کر خود بھی اپنے آپ سے دور ہو جاتا ہے۔ تاکہ ماسوا اللہ کا حق ادا ہو سکے اور اپنے آپ کو حق کے درمیان حائل نہ کرے۔

برق امین مرے سینہ میں پڑی رہتی ہے ۱۲۱ دیکھنے والی جو آنکھ کہاں نشوونما ہے

## حضرت فقیر صاحب قدس سرہ نے دیدار کے متعلق فرمایا :

حضرت فقیر نور محمد صاحب قدس سرہ (مرشدی و مولائی) نے مخزن الاسرار (سلطان الاوراد) تصنیف میں ایک جگہ دیدار باری تعالیٰ کے متعلق دلائل و براہین دے دے کر سمجھایا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ اگر مجھے قریب امارت اور دنیا کی نکتہ چینی کا خوف لاحق نہ ہوتا تو یہاں میں یہ آپ کو بتاتا کہ دیدار باری تعالیٰ کیسے ہوتا ہے۔ دیدار کی کیا کیفیت ہوتی ہے اور بندے کی دیدار کے وقت کیا کیفیت ہوتی ہے۔ یعنی مجھے دیدار کیسے ہوا۔ سو آج قدر تباہ آپ کی بات مجھے یاد آگئی۔ موقع کی بات ہے۔ سن لیجئے !

جب ایک اللہ کا بندہ منازل باطنی، لطائف باطنی، مقامات باطنی، عوالم باطنی پہلے پہلے طے کرتا ہوا آخری منزل پر پہنچتا ہے تو یہ آخری منزل مقام حاضرت کی ہوتی ہے۔ رنگ انوار اس عالم کا غشی ہوتا ہے۔ اور اس مقام سے آگے کوئی مقام نہیں۔ اس سے آگے عین ذات ہے جو ہر مقام، ہر تعین سے بالکل پاک و مبرا ہے۔ سو عالم حاضرت کے مکینوں کو ہر روز ہر وقت ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کا دیدار باطنی طور پر حاصل ہوتا ہے۔ لیکن دیدار کے معنی دراصل دُورنی ہی کے ہیں یعنی ایک دیکھنے والا اور دوسرا دکھانے والا۔ لہذا دیکھائی تو نہ رہی۔ دُورنی درمیان میں قائم رہی۔ سو ایسی حالت میں اگر بندہ اس دُورنی سے بھی گزر جائے یعنی اپنے آپ کو درمیان سے نکال دے۔ اور اپنا سب کچھ اللہ تعالیٰ کو سونپ کر خود اپنے آپ سے دست بردار ہو جائے۔ یعنی مقام ماسوا اللہ حقیقی کو حاصل کر لے تو پھر ایسی حالت میں دیدار برحق ہو جاتا ہے۔ درمیان میں سے شرک دُورنی اٹھ جاتے ہیں۔ اور بندے کی اپنی شخصیت بالکل قطعاً سلب ہو جاتی ہے اور

## ”نعم البذل للہ تعالیٰ کبندے پر بہت بڑا فضل ہے“

باقی صرف اور صرف ذات باری تعالیٰ کی عین ذات ہی باقی رہ جاتی ہے پھر بندہ اپنے آپ کو درمیان سے نکال کر اور اپنی شخصیت ظاہری و باطنی سے دست بردار ہو کر اللہ تعالیٰ ہی کی آنکھ سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کرتا ہے۔ سو یہ دیدار عین صحیح برحق، روا، اور ماسوا اللہ سے پاک و صاف، بے عیب دیدار ہے اسی مقام پر حضرت بایزید بسطامیؒ نے فرمایا تھا کہ یا اللہ اگر میں خود تیرا دیدار کرتا ہوں تو یہ دیدار میری آنکھ کا نقص ثابت ہوگا، اور دیدار کا حق بھی ادا نہ ہو سکے گا۔ یا اللہ میں اپنے آپ سے دست بردار ہوتا ہوں، پھر تو خود اپنی آنکھ سے اپنا دیدار کر، تو یہ دیدار عین برحق ہوگا۔ اسی کا نام دیدار ہے۔ اسی کا نام مقام انا ہے اسی کا نام واصل باللہ ہے۔ اسی کا نام بقا باللہ ہے۔ اسی کا نام باقی باللہ ہے دراصل اسی کا نام ماسوا اللہ حقیقی ہے۔ اور یہ مذکورہ بالا تمام قسم کے دیدار برحق عین حق، بقول جناب سلطان بادشاہ (باجو قدس سرہ) الْمُلْقَبُ مِنَ الْحَقِّ بِالْحَقِّ ہیں۔ درست ہیں۔ صحیح ہیں۔ عین برحق دیدار ہیں۔ عہ

میں تجھ میں ایسا سما جاؤں کہ میں نہیں نہ ہوں  
تو مجھ میں ایسا سما جائے کہ تو ہی تو ہو جائے !

**نوٹ :** اب میرا دل نہیں چاہتا کہ اتنے ارفع و اعلیٰ نعم البذل کے اقسام بیان کر کے نعم البذل کی پہلی قسم جو مجازی ہے (نعم البذل مجازی) ماسوئی، دشواری، موکلانی اور جناتی کو بیان کروں۔ المحذر، المحذر، معاف فرمائیے قلم نہیں چلتی۔

کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ یا کوئی دوسرا بغیر پچھے صرف آپ کو دیکھ کر صاف

بستی زمیں کی کیسی ہنگامہ آفریں ہے ۱۳۳ یوں سو گئی ہے جیسے آبادی نہیں ہے!

## کیا آپ چاہتے ہیں کہ بغیر پلوچھے کسی نسبت سے ہوتے حالات تبادلوں

آپ کی قمیض یا ٹی شرٹ کا دوپٹہ دیکھ کر تبارے سب کے سب گزرے ہوئے حالات بتا دے۔ یا جو کچھ آپ کھاپی کے آئے ہیں۔ یا جو کام کر کے ابھی ابھی آئے ہیں یا جہاں جہاں سے گزر کر آئے ہیں۔ یا جس جس سے مل کر جو جو بات کر کے آئے ہیں۔ وہ سب کچھ آپ کو بتا دے۔ ایسے آدمی لاہور۔ کراچی اور پاکستان کے ہر شہر بلکہ بہت دیہات میں بھی موجود ہیں۔ جو آپ کو سب کچھ فی الفور بتا دیں گے۔ اور تقریباً وہ سب کچھ سچ ہی ہوگا۔ آپ کا اندر سے دل تو بلیوں اچھلتا ہوگا کہ اگر ایسی بات یا راز یا طاقت مل جائے۔ پھر کیا بات ہے۔ واہ! واہ!!

پہلے ذرا ان باتوں کی حقیقت سمجھ لیں۔ پھر آرزو کرنا بات درحقیقت یہ ہے کہ یہ کشف ہے نہ کرامات، نہ روشن

## حقیقت حال:

منیری ہے نہ کشف القلوب۔ نہ یہ توحید ہے نہ معرفت، نہ مراقبہ ہے نہ مکاشفہ یہ صرف اور صرف جنات، ارواحِ خبیثہ کی تسخیر کا کرشمہ ہے۔ چند دن کوئی چمکشی کی۔ کسی جن کو یا کسی ارواحِ خبیثہ کی کسی بھی باطنی مخلوق کو تسخیر، قید کر لیا جاتا ہے یہ سب باتیں یہی تسخیر شدہ ارواح اور جنات بتاتے ہیں۔ بتانے والے آدمی کی بذاتِ خود اس میں کوئی کاریگری، کوئی درویشی، کوئی کرامت۔ کوئی کشف القلوب اور کوئی اپنی باطنی طاقت کا فرما نہیں ہوتی، اور نہ ہی معرفت، توحید لطائف باطنی پر داز سے اس کا کوئی واسطہ ہے۔ اس لئے کہیں بھول کر ایسے لوگوں کو پہنچے ہوئے بزرگ نہ سمجھ بیٹھنا۔ آپ کا دل اندھے کا اندھا رہے گا۔ نہ باطنی راستہ پھلے گا۔ آپ کی بھلائی کے لئے یہ باتیں عرض کر دی ہیں۔ سو ہوشیار باش۔ بیدار باش۔ نہ سمجھو گے تو اپنا مال و دولت لٹا بیٹھو گے۔ پھر پچھتاؤ گے۔

کتھے بیتاب ہیں جو ہر مرے آئینے میں ۱۳۴ کس قدر جلوے ترپتے ہیں مرے سینے میں !

## آپ ارواح کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور ارواح آپکو فائدہ پہنچا سکتی ہیں !

ارواح کو فائدہ پہنچانے اور ارواح سے فائدہ حاصل کرنے کی تمثیل ملاحظہ فرمائیں۔ ایک دفعہ جناب حضرت محمد جمیل صاحب گوجرانوالہ نے تہجد کی نماز پڑھی۔ پھر مراقبہ میں مشغول ہو گئے۔ جب عالم باطن میں پہنچے تو دیکھا کہ بے شمار ارواح اس کے آبائی قبرستان اور دیگر قبرستانوں کی ارواح آپ سے پُر زور التجا کر رہی ہیں کہ آپ علی الصبح ہر روز قبرستان تشریف لادیں اور ہمارے لئے دُعا فرمادیں۔ یہ سلسلہ التجا شروع رہا حتیٰ کہ فجر کی اذان ہو گئی، فجر کی نماز پڑھی۔ دن پڑھا تو کچھ سودا سلف بازار سے لینے چلا گیا۔ لیکن ارواح کی پکار دہلاوا بدستور جاری رہا۔ اس کے بعد چھوٹے بچے نے ضد کی کہ مجھے بازار گھما پھرا لاؤ۔ چنانچہ میں اسے گھمانے پھرانے بازار سے گیا۔ شیر انالہ باغ میں جب میں سیر کر رہا تھا تو ایک بزرگ تشریف لائے اور فرمایا کہ یہ تمام ارواح رات سے آپ کو دُعا کیلئے بُلا رہی ہیں اور آپ ابھی تک کیوں قبرستان نہیں گئے۔ پس میں بہت پریشان ہوا۔ اور فوراً بچے کو گھر چھوڑ کر قبرستان کے لئے روانہ ہو گیا۔ میں قبرستان پہنچا تو بی شمار ارواح میں کہرام مچا ہوا تھا۔ میں نہایت متوجہ ہو کر ان کیلئے دُعا کرنے لگا۔ اور کافی دیر تک پڑھتا رہا اور ان کو بخشا رہا۔ دیکھتے ہی دیکھتے سوکھا سڑا ہوا قبرستان گلستانِ دسبرہ زار میں تبدیل ہو گیا اور ارواح کی دنیا میں تو گویا عید کا سماں پیدا ہو گیا۔ جب میں اس تمام کام سے فارغ ہو گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ تمام ارواح اب میرے حق میں دُعا کر رہی ہیں۔ ان ارواح میں بزرگ ہستیاں

علمی ختم ہونے تو کیا ہے تو حجازی ہے مری ۱۳۵۵ نفعہ ہندی ہے تو کیا ہے تو حجازی ہے مری

## زاویہ نگاہ دور مار سیر کرافٹ گن کی طرح ہے

بھی عین جن کی دعا سے مجھے بھی بہت فائدہ ہوا۔ اور میرا دل بھی گلی دگلا رہا تھا

## ارداح کو فائدہ پہنچانے اور فائدہ حاصل کرنے کی ایک اور سیر

انہی حضرت محمد جلیل صاحب کا واقعہ ہے کہ ایک روز مقبول احمد صاحب جو کہ حضرت محمد یعقوب صاحب (یہ داد بہ سیر قدس سرہ کے گدی نشین تھے) کے مرید تھے میرے پاس باطن میں تشریف لائے۔ اور فرمایا آؤ چلیں۔ میں نے کہا کہاں چلیں۔ آپ نے فرمایا نہ پوچھئے کہاں چلیں۔ میرے ساتھ ساتھ چلے آئیے چنانچہ میں اُن کیساتھ چلا تو وہ مجھے فیصل آباد کے قبرستان میں لے گئے۔ اور حضرت محمد یعقوب صاحب کی قبر پر جا کر کھڑا کر دیا۔ میں نے وہاں فاتحہ پڑھی تو آپ نہایت خوش ہوئے۔ میں نے عرض کیا آپ نے مجھے کیسے طلب فرمایا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ چونکہ آپ ہمیں بھول گئے تھے۔ اسلئے بلایا ہے۔ پھر انہوں نے میرے حق میں دعائے خیر فرمائی۔ اس کے ساتھ ہی تاکید فرمائی کہ مقبول احمد اب تمہارے سپرد ہے۔ اس کا خاص طور پر باطنی خیال رکھو۔ میں نے عرض کی۔ جی حضور بہتر جیسا آپ کا حکم ہو ویسے ہی ہو گا۔

سو یہ ایک دو مثالیں اسلئے بیان کی ہیں کہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ ارداح ہماری دعا کی کتنی محتاج ہوتی ہیں۔ اور ہمیں اُن کو ثواب اور دیگر نوافل کا ثواب ضرور بخشنا چاہئے۔ اسکے بدلے میں وہ ارداح بھی آپ کے حق میں دعا گو ہوں گی۔ اور آپ کی روحانی ترقی بھی باطن میں دم بہ ذیلہ ہوتی چلی جائے گی۔ اور اگر آپ ایک ہی قبر پر بار بار تلاوت کلام پاک کرتے چلے جائیں گے تو اس روح سے مستقل طور

میں مضطرب نہیں پر ایسا تنگ پر ۱۲۶ تجھ کو بھی جستجو ہے، مجھ کو بھی جستجو ہے:

## ”کیا آپ باطنی مجالس انبیاء کی کوئی جھلکی دیکھنا پسند کرتے ہیں“

پر آپ کا باطنی رابطہ قائم ہو جائیگا اور ہر جگہ ہر وقت آپ کی امداد فرماتی رہے گی۔  
یاد رہے کہ دوسرا باطنی روشن جہان اس جہانِ ناسوتی سے زیادہ آباد اور عین حقیقت ہے۔ جس جہان میں آپ رہ رہے ہیں یہ فنا پذیر ہے لیکن دوسرے جہان کو فنا نہیں۔ پھر حقیقت یہ جہان ہوا کہ وہ۔ آؤ آپ کو باطنی مجالس انبیاء و صلحاء و اولیاء کرام و ملائکہ مقربین جو دوسرے حقیقی جہاں میں منعقد ہوتی ہیں۔ کسی ایک جھلکی دکھائیں۔ گو یہ راز باتیں انشاں کرنے کی نہیں ہوا کرتیں۔ تاہم شاید آپ کو اس سے کوئی فائدہ حاصل ہو۔ اور آپ میں عروج حاصل کرنے کی تڑپ پیدا ہو۔ اس کو اصطلاح تصوف میں ”حضوری“ بھی کہتے ہیں۔ جس وقت مرشد کامل متحمل اکمل کسی مرید کو باطنی مجالس میں داخل کرنا چاہتا ہے تو یہ یوں حاضر مجلس کرتا ہے پہلے مرید کے قلب کو مصفا فرماتے ہیں۔ زیادہ رہے یہ طریق خاص جناب حضرت حیات محمد صاحب قدس سرہ واصل باللہ، بقا باللہ، باقی باللہ، صاحب مقام ہو و صاحب مقام فقر کا ہے۔ اور ان کی تبع میں جناب صاحبزادہ محمد جمیل صاحب کا بھی یہی طریق ہے) پھر مرید کے لئے راستہ اور سواری بناتے ہیں۔ پھر اس کے بعد مرید کو ساتھ لیکر باطنی سفر پر روانہ ہوتے ہیں۔ پھر اگر راستہ میں کوئی دشواری آئے تو ملائکہ مقربین فوراً حاضر ہو کر راستہ صاف کر دیتے ہیں۔ جس سے مرید کی نگاہ کے درمیان کے تمام حائل پردے اٹھ جاتے ہیں۔ اور مزید منزل طے کرنے کے بعد ایک بورڈ نظر آتا ہے جس پر لکھا ہوا سوتا ہے: ”آستانہ حضرت عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز جب آپ مرید کو لیکر اندر داخل ہوتے ہیں تو جناب حضرت غوث الاعظم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو موجود پاتے ہیں۔ پھر جناب

آج کہوں بیٹے ہمارے شرر آباد نہیں ۱۲۷ ہم دہی سوختہ سماں ہیں تجھے یاد نہیں!

## آپ پر بھی باطنی مجالس انبیاء و اولیاء کے دروازے کھل سکتے ہیں

حضرت علی کرم اللہ وجہہ و جناب غوث الاعظم مرشد اور مرید دونوں کو ہمراہ لے کر مزید آگے روانہ ہوتے ہیں۔ تو پھر ایک دروازہ نوری آتا ہے۔ عہ  
عروج آدم خاکی سے انجم کسے جاتے ہیں

سو اس دروازہ نوری میں داخل ہوتے ہیں تو گویا مجلس انبیاء و ملائکہ و اولیاء میں داخل ہو گئے۔ یہاں پر جناب حسن، حسین، جناب حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت غوث الاعظم و جناب حضرت سلطان العارفين سلطان باہو قدس سرہ، حضرت فقیر نور محمد قدس سرہ، جناب حضرت خواجہ معین الدین چشتی و جناب حضرت یاد افرید شکر گنج و جناب مست یعقوب شاہ و جناب حضرت نیک محمد شاہ، (دادا پیر) و مرشد پاک جناب حضرت حیات محمد صاحب قادری قدس سرہ اور ان کے مریدان خاص الخاص و جناب حضرت صاحبزادہ محمد جمیل صاحب قادری اور دیگر پیشوا و یار کرام حاضر مجلس ہوتے ہیں۔ پھر یہاں پر ایک رجسٹر پیش کیا جاتا ہے جس پر تمام اولیاء کرام کے اسماء مبارک مندرج ہوتے ہیں۔ اس رجسٹر پر سب سے پہلے ملائکہ مقربین کے دستخط لے جاتے ہیں۔ پھر مریدان خاص کے دستخط کروائے جاتے ہیں۔ پھر اس پر پیشوایان زماں کے دستخط لے جاتے ہیں پھر بعد ازاں حضرت غوث پاک اپنے دست مبارک سے دستخط فرما کر یہ رجسٹر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حضور میں پیش فرما دیتے ہیں جس پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے دست مبارک سے دستخط فرماتے ہیں۔ یہ تقریب انتقام پذیر ہوتی ہے تو درود پاک کا درود شروع ہو جاتا ہے۔ بعد ازاں ذکر الہی اسم اللہ ذات کا ذکر از خود قلوب پر جاری ہو جاتا ہے۔

خندہ زن کنز ہے جس کا منہ ہے کہ نہیں ۱۳۸ اپنی توحید کا کچھ پاس تجھے ہے نہیں !

## انکھیں خاموش ہیں لیکن دراصل بولتی ہیں ”مجلس حضوری“

بعد ازاں یہ تمام کی تمام مجلس مزید عروج حاصل کرتی ہے۔ تاہم مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں جاد اعلیٰ ہوتی ہے۔

اگر بہ ادھر رسیدی تمام بولہبی

کے مصداق یہ اصل حقیقی راستہ ہے۔ اور حقیقی روشن جہان نیز حقیقی مجلس حضوری جناب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں جاد اعلیٰ ہوتی ہے۔ جہاں پر حضورؐ کے قریب جناب حسن حسین و اہلبیت دوسری طرف جناب حضرت غوث پاک اور حضورؐ کے ارد گرد تمام اصحاب کبار پھر درجہ بدرجہ تمام ادبیاء کرام و پیشوایان و مرشدان و مریدان خاص الخاص سلک مرادید کی طرح اپنی اپنی سید پر نشست ہوتے ہیں۔ اور اس مجلس میں گاہ گاہ تمام ادبیاء کرام بھی حاضر ہوتے ہیں۔ اور حضورؐ کی نگاہ پاک سے سب مستفیض و فیضیاب ہوتے ہیں۔ اور حضورؐ صلعم کی ایک نگاہ کرم سے برسوں کی منزل ایک نظر میں طے ہو جاتی ہے۔ پھر اسکے بعد انسان کے باطن میں کسی شک و شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی اور وہ بزرگانِ مستند، سند یافتہ حضورؐ کے حقیقی دستِ بیعت اور حضورؐ کے خاصانِ مجلس میں سے ہو جاتے ہیں۔ اور حضورؐ پاک صلعم ہر ادبیاء اور پیشوایانِ صادق کو اپنے اپنے علاقے میں انسرِ اعلیٰ مقرر فرمادیتے ہیں۔ اور سب کا خاتمہ بالآخر ہو جاتا ہے۔ اور وہ اسی جہان میں اپنے اصل سے واصل ہو جاتے ہیں۔ وَصَلَّى اللہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ

کس کی بیعت سے منہم ہے جو رہتے تھے ۱۳۹ ہجری کے بل گر کے جہاں خداوند کہتے تھے !

## کائنات کی ہر چیز میری اُستاد اور اہم ہے

وَالِیْہِ وَاَصْحَابِہِ وَاَهْلِبَیْتِہِ وَبَارِکُ وَسَلَّمَ اَجْمَعِیْنَ  
یَرْحَمُکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

## ”اقسامِ باطنی مجالس“

قارئین کرام! یاد رہے باطن میں بہت قسم کی باطنی مجالس منعقد ہوتی ہے سب سے کثر مجلس عالمِ ناسوت میں منعقد ہوتی ہے۔ اور اس مجلس میں حضورؐ اور تمام اہل مجلس حضرات ناسوتی جہت سے داخل مجلس ہوتے ہیں۔ سب سے ارفع و اعلیٰ مجلس لامکان و لاہوت دیاہوت (جو سراسر مقامِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے) میں منعقد ہوتی ہے۔ اس مجلس میں حامل جہت ناسوتی ملکوتی و جبروتی کو کوئی دخل نہیں۔ یہ خاص الخاص مجلس ارفع و اعلیٰ جہت یا جہوتی و لاہوتی و دہا جہوتی رکھنے والے حضرات کے لئے مخصوص ہے اور ملکوتی جہت رکھنے والے حضرات کو جبروتی مجلس میں اور جبروتی جہت رکھنے والے حضرات کو مجلس لامکانی میں کوئی دخل نہیں ہوتا۔ سو کہیں مغالطہ میں یہ نہ سمجھ لینا کہ بس اب میں حضورؐ کی مجلس میں داخل ہو گیا ہوں۔ اب آگے اور عروج کی کوئی ضرورت نہیں۔ بلکہ آپ کو ہر وقت عروج و ترقی کی طرف مائل رہنا چاہیے۔ تاکہ ارفع و اعلیٰ مجالس میں آپکا داخلہ ہو سکے۔ اگر گوشش نہیں کر دے گے تو وہیں کے وہیں رہ جاؤ گے۔ جہاں کہ اب ہو۔ آگے ترقی نہ کر سکو گے۔ یاد رہے آپ کو مقام و لا تخف و لا تحزن میں پہنچنا ہوگا۔

ترا بھر پر سکوں ہے یہ سکوں ہے یا فسوں ہے ۱۴۰ نہ نہنگ ہے نہ طوفاں نہ خرابی کنارہ !

**کائنات کا ذرہ ذرہ خاموش ہے لیکن درحقیقت بول رہا ہے**

**نوٹ :** لامکار اور لامکان سے اُپر مقامات الہیہ کہلاتے ہیں پس اگر آپ مقامات الہیہ میں پہنچ گئے تو مقام لا تخف ولا تحزن میں پہنچ جاؤ گے۔ پھر ہمیشہ ہمیشہ آپ اس عالم آب و گل اور باقی تمام باطنی جہان (لامکان سے نیچے نیچے) سے نجات پا جاؤ گے کسی ایک مقام پر قرار پالینا سالک کے لئے خطرناک ہے ع

تو شاہیں ہے پرواز ہے کام تیرا  
یرے سامنے آسمان اور بھی ہیں !

## ”ذکر قربانی سلطانی“

اپنی تصانیف میں جگہ جگہ جناب حضرت سلطان العارفین ”سلطان باہو“ قدس سرہ العزیز نے ذکر قربانی و سلطانی کا ذکر فرمایا ہے۔ اس سے قبل کہ یہ بندہ حقیر اس ذکر کا تذکرہ کرے۔ ذرا جناب حضرت فقیر حیات محمد صاحب عرفان طریقت۔ حقیقت۔ معرفت۔ فنا فی اللہ۔ باقی باللہ۔ بقا باللہ۔ واصل باللہ کی بچپن کی زندگی کے کچھ حالات سن لیجئے۔ اسکے بعد پھر تذکرہ ذکر سلطانی قربانی کا ذکر کرتا ہوں۔ آپ بچپن میں بھی بہت ہی پرہیزگار پابند صوم و صلوٰۃ و پابند شریعت مجددی تھے۔ آپ کے والد بزرگوار (میرے بھی) جناب حضرت فقیر محمد صاحب بھی بچپن سے ہی اور والدہ صاحبہ بھی (میری بھی) کریم بی بی پابند صوم و صلوٰۃ اور ہر وقت ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں صرف کرتے تھے سو

## کائنات کی ہر چیز خواہ جاندار خواہ بے جان بولتی ہے

اس وقت یہ بندہ حقیر (ڈاکٹر نور سردری) تو ابھی عالم دنیا میں نمودار ہی نہ ہوا تھا یہ بندہ آپ سے پانچویں جگہ پھوٹا ہے۔ خیر آپ کو والد صاحب اور والدہ صاحبہ نے ۵ برس کی عمر میں زہد و تقویٰ و پرہیزگاری صوم و صلوٰۃ کی تعلیم دینا شروع کر دی۔ ۱۰ سال کی عمر میں قاضی ولایت صاحب کی خدمت میں دینی تعلیم کے لئے آپ کو بھیج دیا۔ آپ امام مسجد بھی تھے۔ (اس بندہ نے بھی دیکھے ہیں) ایک دفعہ قاضی صاحب کے مرشد پاک تشریف لائے تو انہوں نے طریقت حقیقت و معرفت پر روشنی ڈالی جو کہ آپ کے دلنشین ہو گئی اور اس قدر آپ پر اس کی تاثیر ہو گئی جیسے نقش فی الحجر، عشق رسول اور اپنے اصل کی طرف اس قدر راغب ہوئے کہ گھر سے نکل کھڑے ہوئے پہلے مرشد کی تلاش میں کلیر شریف گئے پھر دہلی میں نظام الدین ادلیا کے روضہ مبارک پر گئے۔ اسکے بعد لاہور تشریف لے گئے اور داتا دربار پر گئے۔ بعد ازاں حضرت میاں میر پر تشریف لے گئے۔ پھر سخی سرور پھر ملتان تشریف لے گئے اور تمام ادلیا کرام کی زیارت کی۔ مگر تشنگی تھی کہ کبھی ہی نہ تھی بلکہ یہ پیاس اور بھی بڑھتی ہی چلی گئی۔ بعد ازاں سخی سرور دیرہ غازی خان گئے بالآخر بمقام دورا ہا جو کہ ہمارے قصبہ سے صرف ۲ میل کے فاصلہ پر تھا وہاں تشریف لے گئے۔ دورا ہا تشریف میں ایک بزرگ کامل یگانہ روزگار مقام فقر پر فائز۔ مقام بقا کے مکین واصل باللہ تشریف فرما تھے جن سے آپ کی نہایت ہی دل جمعی ہو گئی اور ان کے دست مبارک پر دست بیعت فرمائی اسکے بعد آپ دن رات باطن میں عروج کرتے ہوئے بہت جلد مقام طریقت حقیقت معرفت طے کرتے چلے گئے

کیوں زیاں کارہوں سود فراموش رہوں ۱۳۲ فکر فروانہ کردن اور مجبور غم دکش رہوں !

## یہ بات اور ہے کہ آپ کائنات کی بولی کو سمجھتے ہیں کہ نہیں

ہاں آنکھ مقامِ حاہویت پر پہنچ کر قرار پایا اور بقا باللہ کا مرتبہ پایا اور اصل باللہ ہوئے۔

اس کے بعد آپ کو حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم و جناب باری تعالیٰ اللہ جل شانہ و جناب حضرت علی کرم اللہ وجہہ و جناب حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی اور مرشد پاک کی طرف سے خلافت و اجازت بیعت عطا ہوئی لیکن چونکہ آپ کا شیوہ گمنامی اور نہایت ہی تخلیہ پسند ہیں اس لئے آپ نے کسی کو بیعت نہ فرمایا۔

پھر آپ کو بطور خاص جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ امی دابی) نے ارشاد فرمایا کہ حیات محمد بیعت کر۔ بیعت و فیض کو جاری کرو چنانچہ اپنے حضور کی حکم عدولی نہ کرتے ہوئے صرف ایک دو مرید کئے۔ پھر سلسلہ بیعت بند کر دیا۔ آپ دنیا کے جاہ و جلال کو ہرگز ہرگز پسند نہیں فرماتے۔ اب اگر آپ انکو دیکھیں تو آپ کو بظاہر کبھی یہ گمان نہ ہو کہ دنیا کی کتنی بڑی ہستی یوں اپنے آپکو چھپانے بیٹھی ہے۔ خود سلطان بلاشاہ نے اپنا شیوہ گمنامی ہی رکھا۔ چنانچہ یہ ذکر سلطانی قربانی کی تشیل جناب حضرت حیات محمد صاحب قدس سترہ کی بیان کر رہا ہوں۔ آپ گو میرے حقیقی بھائی جان ہیں لیکن دراصل میرے بزرگ و برتر راہنما ہیں اور یہ بندہ آپ کو اور آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت رحمت بی بی (آپ بھی زندہ دل اہل باطنی جسد) ذکر قلبی باطنی اور دیگر اکثر منازل کو طے کئے ہوئے تھیں۔ اور بوقت وصال اپنے باطنی مقام پر پہنچ کر اور اپنے باطنی عالم میں جا کر آپ نے اپنی جان جان آفریں کے سپرد کی۔ آپ کا باطنی جسد رات کو علانیہ باہر نکل کر آپ کے سامنے

آہ یہ عقل زیاں پیش کیا چالاک ہے ۱۴۲ اور تاثر آدمی کا بس قدر نیناک ہے :

## فطرت کائنات بھی خود بخود راہ دیتی ہے

اکھڑا ہوتا تھا۔ اور وہی باطنی جذبہ پرواز کر کے مجالس حضورؐ میں جا داخل ہوتا تھا۔ اور وہی باطنی جذبہ عالم جبروت و لامکان کے رنگ سے رنگین ہو جاتا تھا۔ آپ دلی اللہ صاحب تقویٰ۔ پرہیزگار۔ اور شریعت محمدیؐ کی پابند تھیں (لہذا یہ بندہ آپ دونوں کو اپنا بزرگ رہنا سمجھتا تھا۔ اور اپنے ماں باپ کے برابر سمجھتا تھا۔ آپ نے ہی مجھے ظاہری و باطنی تعلیم فرمائی۔ آپ نے میرے بچپن کی ساری ناز برداریاں اٹھائیں۔ اور یہ بندہ آپ کے ہاتھوں میں پل بڑھ کر جوان ہوا۔ آپ کے اس بندہ پر ہزاروں ظاہری و باطنی احسانات ہیں جن کا میں حق ادا نہیں کر سکتا۔ ہمارا سارا خاندان اہل اللہ کا خاندان تھا۔ دیگ میں سے ایک چاول اٹھا کر دیکھیں تو ساری دیگ کا پتہ چل جاتا ہے۔ سو میں یہ بندہ حقیر آپ کے سامنے بیٹھا ہوں۔ میرا علم و عقل آپ کے سامنے ہے۔ اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ خاندان کیا ہوگا۔ اور اس کا علم و عقل کیا ہوگا۔ کیا آپ نے میری اور آپ کی ظاہری طبیعت میں کچھ فرق پایا۔ وہ بھی دنیا سے بھاگتے ہیں اور میں بھی وہ بھی مرید نہیں فرماتے اور میں بھی نہیں۔ ہر چند آپ کو حضور صلعم سے اللہ تعالیٰ سے مرشد پاک سے بیعت کی اجازت و حکم حاصل ہے۔ دیکھئے آپ صرف اللہ تعالیٰ کیلئے رہے ہیں۔ اور اُسی کے نام پر زندگی وقف ہے۔ کوئی غم نہیں کوئی غم نہیں۔ آپ کو دیر سے انتظار ہوگا۔ لیجئے ذکر قربانی سلطانی کا حال مشاہدہ ملاحظہ فرمادیں۔ آپ (جناب حضرت فقیر حیات محمدؐ قدس سرہ) ایک رات متوجہ الی اللہ تھے۔ کہ آپ کو استغراق تام حاصل ہو گیا۔ اسکے بعد ذکر قلبی جاری ہو گیا۔ یہ ذکر اس قدر مصفا تھا کہ صاف الفاظ سے جبراً اللہ اللہ اللہ سنا جا

باطل سے جبنے والے آسمان نہیں ہم ۱۳۴ سو بد کر چکا ہے تو امتحان سہارا ! !

## قطر کائنات میری کامل و مکمل استاد و مرشد ہے !

سکتا تھا۔ پھر یہ ذکر اس قدر زور و شور سے جاری ہوا کہ آپ کے جسم کا بند، بند  
عضو جدا ہو گیا۔ اور ہر عضو الگ الگ ذکر بہر باطنی حقیقی اللہ، اللہ، اللہ  
پکارنے لگا۔ اور ہر عضو کی کیفیت جذب و کیف یہ تھی کہ ہر عضو زمین سے گزرتا  
بھر اوپر اچھلتا اور ضرب اللہ اللہ لگاتا۔ پھر اسکے بعد ہر عضو بیشمار باطنی جہوں  
میں تبدیل ہو گیا اور ہر باطنی عضو کا جسٹہ الگ الگ اللہ، اللہ، اللہ جہرا پکارتا۔  
پھر یہ ذکر ساری فضا نے بسیدہ پر پھا گیا، آپ کو معلوم ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ  
قرآن پاک میں فرماتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ پہاڑ، شجر و برگ  
آپ کے ذکر میں شریک ہو جایا کرتے تھے۔ آپ نبی تھے اور یہ حضور نبی کی  
امت میں سے تھے۔ ذرا آپ کی امت دینی اسرائیل کے نبیوں کی شان و  
درجہ بندی فرمائی آپ نے۔ خیر:-

اس کے بعد بھی یہ ذکر سلطانی قربانی جاری رہا اور فضا نے بسیدہ باطنی  
اس ذکر کے شور سے گونجنے لگی۔ عین اسی اثنا میں کہیں حضرت صاحبزادہ جمیل اختر  
صاحب آپ کی زد میں آ گئے۔ چنانچہ آپ کی زد میں جمیل اختر کے آنے کی دیر تھی  
کہ جناب جمیل اختر صاحب کا ذکر بھی جاری ہو گیا۔ اور بالکل اسی طرح جناب  
جمیل اختر صاحب کے جسم کے عضو، عضو جدا ہو گئے اور ہر عضو ذکر یا الجہر نہایت  
قوت اور شدت سے کرنے لگا۔ اور پھر یہ جسم مزید اجزاء میں بکھر گیا، ہر جز الگ  
الگ ذکر یا الجہر کرنے لگا۔ اور حالت یوں تھی کہ ہر عضو گزرتا، بھر زمین سے اٹھتا  
اللہ، اللہ پکار کر پھر مہو کے ساتھ زمین پر شدت اور قوت سے پٹکتا۔ ذکر کا  
ایک شور برپا تھا۔ ررن سر سمت ایک ہی آواز تھی اللہ، اللہ، اللہ اور ہر

## فطرت کے بنائے ہوئے اصول و قواعد و قوانین کبھی نہیں بدلا کرتا !

عضوِ ہڈاگانہ حیثیت میں الگ الگ اللہ اللہ اللہ بلند آواز سے پکار رہا تھا۔ اسی حالت میں جناب حضرت حیات محمد صاحب قدس سرہ کی زبان پر محمد رسول اللہ جاری ہو گیا اور عضو عضو سمٹنا شروع ہو گیا۔ آپ نے تین مرتبہ محمد رسول اللہ کے کلمہ شریف کو دہرایا تو عضو عضو اپنے اصل جسم سے پیوست ہو گیا۔ اور جسم یک جان ہو کر صحیح و سالم ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی قدرتِ کمیل طرف سے جناب حضرت صاحبزادہ جمیل اختر صاحب کی زبان پر بھی کلمہ شریف کا دوسرا جز محمد رسول اللہ جاری ہو گیا۔ اور آپ کا بھی عضو عضو باہم پیوست ہو کر اصل جسم میں تحلیل ہو گیا۔ یہ واقعہ صرف ایک رات کے ایک حقے کا مشاہدہ ہے۔ ساری رات آپ ذات کے مشاہدہ میں رہتے۔ ذات سے جدا ہونا ان کے لئے ایک سیکنڈ کیلئے بھی محال ہے ابھی چند ماہ یعنی ۱۹۸۳ء کی بات ہے آپ کے لئے جناب خالد محمود صاحب نے دو بی سے ہم دونوں (یعنی آپ حضرت حیات محمد قدس سرہ قادری کے لئے اور میرے لئے یعنی اس بندہ حقیر ڈاکٹر نور سروری) کے لئے حج کے واسطے زرمبادلہ بھیجا۔ آپ نے فرمایا کہ دیکھو میں ہر نماز خانہ کعبہ اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پڑھتا ہوں۔ نیز ہر وقت ذات میں محو رہتا ہوں۔ مجھے اس عالم میں پتھر کے بنے ہوئے شیطانوں کو کنکریاں نہ مرواؤ۔ (زمی کرنا تینوں جبرائیل کی ہمارا شیطان مڑ چکا ہے۔ تاہم ہمیں شریعت کا پاس ہے۔ ہم پہلے بھی شریعت کا پاس کرتے ہیں۔ اور اب بھی شریعت محمدی اور اللہ تعالیٰ کے احکام کا پاس کرتے ہیں۔ اور کرتے رہیں گے۔

مرنے والے مرتے ہیں، لیکن فنا ہوتے نہیں ۱۳۶ یہ حقیقتیں کبھی ہم سے جدا ہوتے نہیں!

جس نے سارا تنکیہ اپنے آپ پر کیا وہ بھی مارا گیا، جس نے  
— سارا تنکیہ مرشد پاک کیا وہ بھی مارا گیا —

۷ تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے!

آپ کے میرے ساتھ بھی بہت باطنی واقعات مشاہدہ خود ہیں آئے ہیں۔  
یہ میں سلسلہ تصنیف ۲۳ حق سبحان میں کر دوں گا۔ آپ کا فیض باطنی بچپن  
سے میرے شامل رہا۔ اور اب تک جاری ہے۔ تاہم ایک بات نہایت ہی  
قابل غور ہے۔ تصوف میں باطنی راستہ میں جو شخص خود تحقیقات جستجو، خود باطن  
میں آنا جانا نہیں جانتا تو وہ مرشد پاک کی تحم ریزی کو بھی آخر کار ضائع کر بیٹھتا  
ہے۔ جن لوگوں نے سارے کا سارا تنکیہ مرشد پاک پر کیا وہ بھی مارا گیا اور خود  
کچھ نہ کیا۔ محنت نہ کی جستجو نہ کی، تحقیقات نہ کی۔ وہ بھی مارا گیا۔ اور جس نے  
سارے کا سارا تنکیہ اپنے آپ پر ہی کر لیا۔ وہ بھی مارا گیا۔ تالی دونوں ہاتھوں  
سے بچتی ہے۔ مرشد پاک کا کام ہے نظر کرنا، توجہ کرنا۔ اور آپ کا کام ہے نظر  
کو وسیع کرنا اور توجہ کو قبول کرے کی اہلیت پیدا کرنا۔ میں بارے میں جناب  
سلطان العارفین سلطان بابو قدس سرہ فرماتے ہیں: کہ میں تو تیرے پاس ہر  
روز رات کو آتا ہوں۔ مگر اس کا کیا علاج کہ تو مجھے دیکھ نہ سکے۔ میں ہر روز تم  
پر رات کو توجہ ڈالتا ہوں۔ مگر تیری استعداد کا کیا علاج تو میری توجہ کے قبول نہ کیا  
اہل نہیں ہے۔ میں تو مجھے خواب میں بھی مشاہدہ کر داتا ہوں مگر جب تو جاگتا ہے  
غمند سے تو بالکل دیکھے ہوئے کو فراموش کر دیتا ہے۔

سو سمجھا آپ نے کہ آپ کی کوشش، آپ کی استعداد اس قابل ہونی چاہیے کہ

ایک بھی پتی اگر کم ہو تو دہ گلی ہی نہیں ۱۳۷ جو خزاں نادیدہ ہو بلبل نہ بلبل ہی نہیں:

## تو نے خود کوشش نہ کی تو مرشد پاک کی تحم ریزی کو بھی ضائع کر بیٹھے گا:

آپ دوسرے لوگوں کی توجہات قبول کر سکیں۔ آدمی پہلے صرف مرید ہوتا ہے۔ پھر اسی نے پیر بننا ہوتا ہے۔ سو پیر آپ اسی طرح بن سکتے ہیں جبکہ آپ بذات خود باطن میں آنا جانا سیکھیں۔ اپنی مرضی سے باطن میں آ سکیں اپنی مرضی سے باطن سے باہر آ سکیں جس وقت جی چاہے باطن میں جا سکیں اور جس وقت جی چاہے باطن سے بیرونی دنیا میں آ سکیں اس تصنیف کی سچ پوچھو تو غرض و غایت ہی یہی ہے کہ آپ اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا سیکھیں۔ باطن میں آنا جانا درویش کا سب سے پہلا سبق ہے۔ اور یہی زندگی باطنی کا، باطنی سفر کا آغاز اولین ہے۔ پچھ پہلی جماعت میں داخل ہوتا ہے کیا وہ ساری عمر پہلی میں ہی تو نہیں رہتا۔ اس نے مڈل۔ پھر ہائی۔ پھر کالج میں B.A. M.A. کرنا ہوتا ہے۔ پھر خاص خاص فنون میں مہارت حاصل کرنا ہوتی ہے۔ کیا عجیب بات ہے کہ تو پہلے ہی قدم پر رک گیا ہے چل اٹھ کر بہت باندھ۔ تیرا سفر دور ہے۔ تو آغاز تو کر۔ تو ابتدا تو کر انتہا بھی آجائے گی۔ ابتدا نہیں کرے گا تو انتہا کو کیسے پہنچے گا۔

یاد رہے کہ: عالم ناسوت سے لیکر عالم ملکوت و عالم جبروت تک عوالم کو مقامات "کونیہ" کہتے ہیں۔ اور لامکان و عالم لاہوت سے لیکر عالم یاہوت عالم جاہوت تک کو مقامات الہیہ کہتے ہیں۔ اسکے بعد عین ذات ہے عالم ناسوت سے لیکر عالم جاہوت تک۔ ولایت کبریٰ اور باقی تمام مقامات

## کیا آپ جانتا چاہتے ہیں کہ مقامات الہیہ کے

### نظارے و مشاہدے کیسے ہوتے ہیں :

اس میں شامل اور مندرج ہیں۔ کوئی عالم، کوئی مقام، کوئی مشاہدہ، کوئی لطیفہ کوئی نور، کوئی تجلی اس سے باہر نہیں ہے۔ لطیفہ نفس سے بیکر لطیفہ قلب، لطیفہ روح، لطیفہ ہر، لطیفہ صحن، لطیفہ آغشی، لطیفہ انا۔ سب کچھ اسی میں مندرج ہے۔ عام اذکار کلمہ طیب لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ، اللَّهُ، بَلَّغْ، لَهْ، هُوَ، اسم محمد سب کچھ اس میں شامل ہے۔

کیا آپ ان سب مقامات کو دیکھنے کا شوق رکھتے ہیں۔

کیا آپ ان تمام مقامات میں داخل ہونے کی کلیدات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ ان تمام لطائف کو کھولنے کی کنجیاں حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ علم العین، استغراق، غرق فی نفس، غرق فی الذات کی بھی کلید حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ باطنی دنیا میں آنے جانے کا اختیار حاصل کرنا چاہتے ہیں کہ جب جی چاہے باطن میں جائیں اور جب جی چاہے آئیں جس وقت جی چاہے باطنی دنیا میں داخل ہوں۔ نیز جس وقت جی چاہے باطنی دنیا سے برآمد ہوں۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ باطنی تجلیات آپ کو بالکل اَلْوَ شَرْحٌ، ظاہری آنکھوں سے نظر آنے لگیں اور نیز کلید علم العین، کلید استغراق، کلید حواس خمسہ ظاہری و باطنی، کلید علم العین بازاویہ نگاہ، کلید دعوت بڑی آسانی سے حاصل ہو جائے۔ اور نہایت ہی آسان دعوت ارواح طیبہ گھر بیٹھے حاصل ہو جائے اور آپ کو جنگل یا قبر پر بھی جانا نہ پڑے۔ میری تصنیف سیف الرحمن واللہ جل شانہ

زاران کبیر سے اقبال یہ پہچھے کوئی ۱۳۹ کیا حرم کا تحفہ زمزم کے سوا کچھ بھی نہیں !

کیا آپ چاہتے ہیں باطنی تجلیات آپ کو بالکل ظاہری  
آنکھوں سے نظر آنے لگیں اور ان تجلیات باطنی کی کلید  
بھی آپ کو حاصل ہو جائے !

علم و عمل دونوں پر مشتمل ہیں۔ لیکن تیسری کتاب ”حق سبحان“ مذکورہ بالا تمام  
امور کی عملی صورت میں ہوگی۔ جس میں یہ بھی وضاحت سے بیان کیا جائیگا۔  
کہ میں نے کیا عمل کیا کہ میری باطنی نظر کھل گئی۔ اور میں نے علم العین بازو یہ  
نگاہ کیونکر اور کس طرح حاصل کیا۔ پھر مجھے ظاہری اور باطنی آنکھوں سے کیسے  
نظر آنے لگا۔ اور میں نے باطنی منازل و مقامات الہیہ کو کیونکر اور کس طریقہ  
سے طے کیا۔ مذکورہ بالا تمام امور کے راز کھولنے میں اور ان کی کلیات حاصل  
کرنے میں کسی اشارہ، کسی کنایہ، تشبیہ یا بھجارت سے کام نہ لیا جائے گا۔  
بلکہ ہر بات کو عین اصلی عملی صورت میں بالکل صاف صاف اور نہایت وضاحت  
سے بیان کر دیا جائیگا۔ اگر آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف اسی زندگی زندگی میں  
پہنچنے کا شوق ہو تو میری سلسلہ دار تصنیف ۲ ”حق سبحان“ منگوا کر  
مطالعہ فرمائیے۔ میں آپ سے بہت دن ہمکلام رہا۔ آپ سے محبت سی ہو گئی  
ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد حضور صلعم پر درود و سلام اور آپ سے بہت بہت بہت  
سلام علیکم، والسلام! خدا حافظ!

احقر: ڈاکٹر نور محمد نور سوری قادری

تحقیق کی بازی ہو تو شرکت نہیں کرتا ۱۵۰ ہو کھیل مریدی کا تو ہوتا ہے بہت جلد!

تو زندگی زندگی میں اپنے اصل کی طرف لوٹ جا!

## ”ماہر حاصل تصنیف ہذا“

اے برادر جان! اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو باطنی ہیسنائی حاصل ہو اگر آپ کو مطلوب ہے کہ آپ کی باطنی پرواز جاری ہو جائے۔ اگر آپ کی آرزو ہے کہ اپنے اختیار سے باطن میں آڑ جاؤ۔ اگر آپ اپنے اصل کی طرف لوٹنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ الہام کے اجرا کے آرزو مند ہیں۔ اگر آپ علم دعوت تمام ورد و وظائف، اسم اللہ متعلیٰ، باطنی لطائف کی بیداری، علم حضرات، علم نعم البدل، تجلیات باطنی، تجلیات غلابیہ، چشم باز، مشاہدات، دمکاشفات، عالم ناسوت سے عالم لامکان، عالم لامکان سے عالم جاحوویت، تمام شکل مہمات، تمام حاجات جائز، تمام باطنی منازل تمام باطنی عوالم، تمام باطنی لطائف، تمام اذکار قلبی، روحی، ہنری، اسمائے الہی سے باطنی لطیف جہتہ، ہر مرقوم مقامات کو نیچے مقامات الہیہ کو ملے کرنے کے آرزو مند ہیں تو ان سب کی ایک ہی واحد وجہ کلید ہے۔ جو سب سے پہلی کلید بھی ہے اور سب سے آخری کلید بھی ہے۔ اور میں یہ بات آپ کو آخری بار بتا رہا ہوں۔ پھر شاید اسکے بعد قلم ٹوٹ جائے۔ اور روشنائی (سیاہی) سوکھ جائے۔ اور میں کہیں گناہیوں میں گم ہو جاؤں۔ سو اسے غنیمت جان!۔

نوٹ: ہر صفحہ کی پہلی سطر میں اقوال زیریں مندرج ہیں مضمون کے  
عنوانات آپ کو کہیں کہیں نظر آئیں گے۔ امتیاز ملحوظ فرمادیں!

جب عشق سکھاتا ہے آداب خود آگاہی ۱۵۱ کھلتے ہیں غلاموں پر اسرارِ شہنشاہی

## تو مرشد کے انتظار میں بیٹھا ہے اور گوشش سے انتظار میں بیٹھتا ہے

پھر سوچ لے : پھر سمجھ لے : پھر جان لے ! کہ مذکورہ تمام مشکلات کا ایک ہی واحد حل ہے . تیری تمام آرزوؤں کا ایک ہی واحد راستہ ہے کہ سب سے پہلے اپنے حواسِ خمسہ ظاہری بند کرنا سیکھ . پھر اپنے باطنی حواسِ خمسہ باطنی کھولنے سیکھ . پھر استغراق میں ڈوب جانا سیکھ . پھر علمِ العین سے روشناس ہو . پھر ذکرِ العین پر عمل کر . پھر علمِ العین بازاویہ نگاہ بلا واسطہ کو کام میں لا . پھر تصورِ اسمِ اللہ ذاتِ بہرِ علیہ علمِ العین بازاویہ نگاہ بلا واسطہ سے کام لے اور استغراق در استغراق حاصل کر .

پھر زاویہ نگاہ پہ کڑی نظر رکھتے ہوئے استغراق میں ڈوب جا .  
**نکتہ :** ایسے کہ نہ اپنی خبر رہے نہ غیر کی . جب تیری ایسی حالت ہو جائیگی تو باطن میں پھر دوبارہ تیرے غیبی ہوش قائم ہو جائیں گے (گو کہ تو بیرونی طور پر ظاہر سے بے خبر ہو گا . لیکن باطنی دنیا میں تیری آنکھ کھل جائے گی) جب تو اتنی گہرائی میں استغراق حاصل کر لے گا تو پھر یکدم تجھ پر کئی سفید برق برقی پڑے گی جو تیرے قلبِ رُوح کو زندہ و تابندہ کر دے گی ، یا کوئی نظارہ دیکھے گا ، یا کسی بزرگ سے ملاقات ہوگی . یا کوئی غیبی آواز سنے گا . اور جب ایک دفعہ بھی ایسا ہو گیا تو ہمیشہ کیلئے باطن میں آنے جانے کا تجھ پر راستہ کھل جائیگا .

اے میرِ حرم ، رسمِ درادِ خالفتی چھوڑ پا مقصود سمجھ میری نوائے سحری کا :  
اب میرے بھائی تیری دوا تیری جیب میں ہے . ادھر ادھر مت ڈھونڈو . میں یہ صنیر صرف اسلئے لکھ رہا ہوں کہ تو پھر سو گیا تھا . عزیزِ من جاگ جاؤ . دیکھو تیرے لئے میں راتیں جاگ رہا ہوں . میرے دل میں تیرا درد ہے . اور خُدا کا تجھ پر فرض بھی ہے . اور تسخیر بھی . یہ دونوں آج میں چکار رہا ہوں . گواہ رہنا . والسلام ! احقر ڈاکٹر نور محمد (سرحدی)

# ہدیہ کتاب

اول گیارہ بار درود شریف۔ ایک بار الحمد شریف  
۔ تین بار سورۃ اخلاص۔ آخر گیارہ بار درود شریف

## برائے ایصال ثواب

مصنف تصنیف ہذا

ڈاکٹر نور محمد نور (سروری قادری، جلالپوری)

(دعا کا طالب) ریاض مسعود

riazmasud2k@gmail.com

netdokan@gmail.com

Cell# 03334215416